ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

نومبر 2021ء
جلد نمبر 22
شمارہ نمبر 11

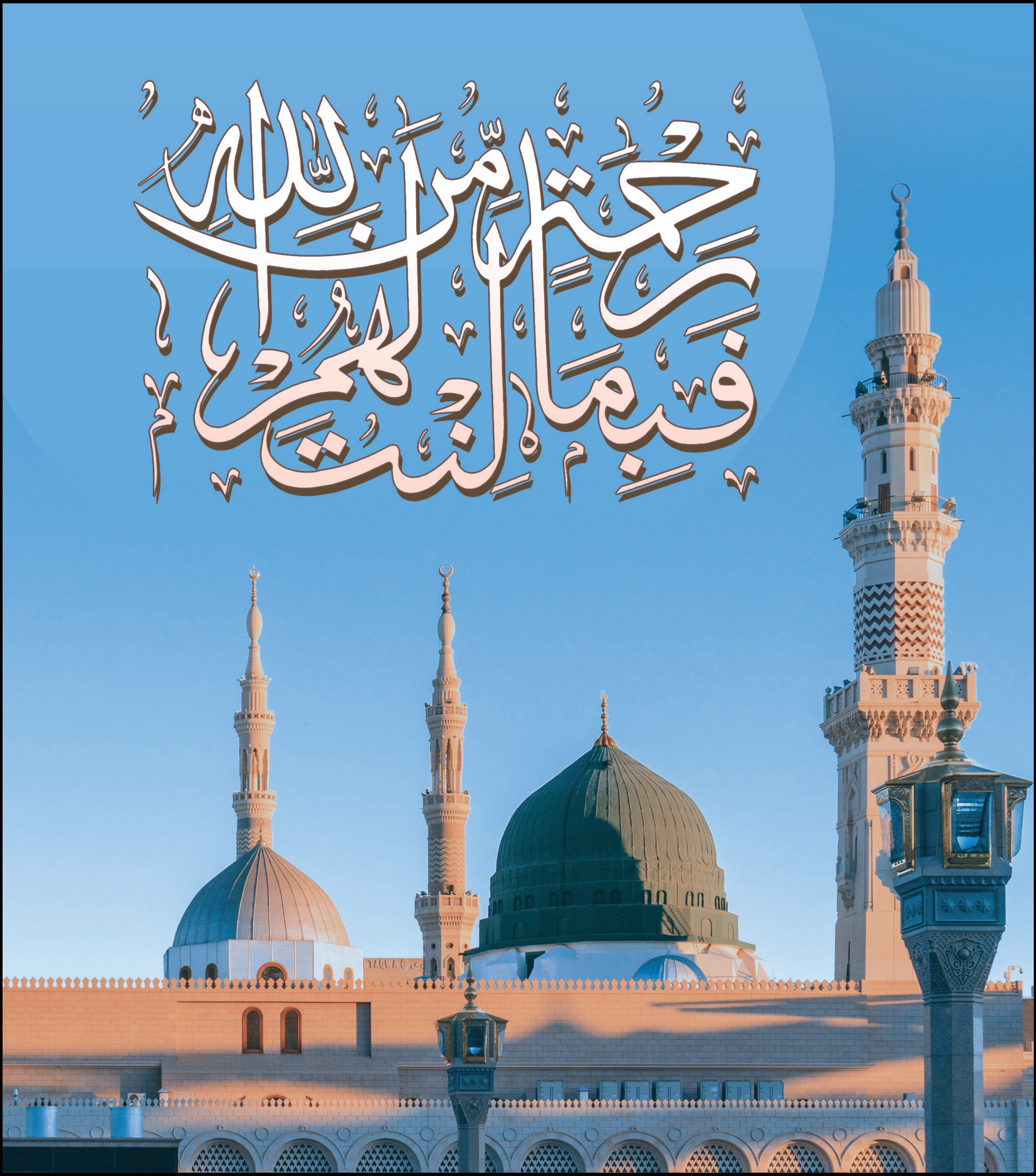

میرے آقا مرے نبی کریم — بانئ پاک باز دینِ قویم

شان تیری گمان سے بڑھ کر — حسن و احسان میں نظیرِ عدیم

تیری تعریف اور میں ناچیز — گنگ ہوتی ہے یاں زبانِ کلیم

تیرا رُتبہ ہے فہم سے بالا — سرنگوں ہو رہی ہے عقلِ سلیم

مدح تیری ہے زندگی تیری — تیری تعریف ہے تری تعلیم

ساری دنیا کے حق میں رحمت ہے — سب پہ جاری ہے تیرا فیضِ عمیم

بند کرکے نہ آنکھ منہ کھولے — کاش سوچے ذرا عدوِ لئیم

حق نے بندوں پہ رحم فرمایا — اک نمونہ بنا کے دکھلایا

اسوۂ پاک خلق ربانی — منتہائے کمال انسانی

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

(دُرِّ عدن)

ادار یہ

یَا رَبِّ صَلِّ علیٰ نَبِیِّكَ دَائماً

قرآن کریم میں آنحضور ﷺ کی عظمت شان کا مضمون بڑی کثرت سے بیان ہوا ہے۔ کہیں محبّت الٰہی کے لئے اتباع رسول ﷺ کو شرط ٹھہرادیا تو کہیں نبیوں سے اس بات کا میثاق لیا کہ جب یہ عظیم رسول ﷺ آئے تو اس پر ایمان لائیں گے۔ دیگر انبیاء کے بارے میں فرمایا کہ وہ تو اپنی اپنی امت پر گواہ بنائے جائیں گے لیکن اِس نبی امّی ﷺ کو تمام نبیوں پر گواہ بنایا جائے گا۔ آپؐ کے فیصلوں کو دلی بشاشت کے ساتھ مِن وعَن تسلیم کرنے کو ایمان کا کامل درجہ قرار دیا اور سب سے بڑھ کر یہ فرمانا کہ دیکھو یہ رسول ﷺ تو ایسی عظمت کا حامل ہے کہ اللہ اور فرشتے بھی اس پر درود بھیجتے ہیں، پس اے ایمان والو! تم بھی بے اختیار اس پر درود بھیجا کرو۔ **اللّٰھُمَّ صلِّ علیٰ محمدٍ و علی آل محمدٍ**

آنحضور ﷺ پر درود بھیجنے کی اس قدر تاکید کی ایک غرض شکر گزاری ہے۔ آپ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے اور احسانات کا دائرہ اتنا وسیع کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجا کریں۔ آپؐ رحمۃ للعالمین تھے، اس ناطہ سے ہر اپنے اور غیر پر آپ کی رحمت سایہ فگن رہی اور کوئی ذی روح آپ کے دائرہ احسان سے باہر نہیں حتی کہ درختوں پر بھی آپ کے احسانات بارش بن کر برسے۔

ایسے وجود اور ایسی ہستی کو یوں تو کسی درود کی ضرورت نہیں لیکن آپ کا اپنا ارشاد کہ مجھ پر درود بھیجا کرو حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ دراصل ایسا ارشاد کرنے میں بھی رحمت کا پہلو غالب ہے کیونکہ آپؐ حریص ہیں کہ ہر ممکن طور پر خیر و برکت مومنوں کو ملے۔ اور درود شریف پڑھنے میں لامتناہی برکات کا ایک سلسلہ ہے جو انسان کو سلوک اور عرفان کی منازل لمحوں میں طے کرا دیتا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جس نے مجھ پر زیادہ درود بھیجا ہوگا اور اس کی شفاعت کرنے کا وعدہ فرمایا۔

صوفیائے کرام رحمہم اللہ نے اپنے تجربوں کی روشنی میں اسے قبولیت دعا اور مشکلات کو ٹالنے کا ذریعہ بتایا ہے۔ بزرگان اپنی تمام خواہشات اور دعاؤں کو درود شریف کی شکل میں ڈھال کر اپنی مرادوں کو پہنچ جاتے رہے ہیں۔ پس اگر آج ہم بھی یہ بیش قیمت دعا اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں کریں گے تو ہم بھی اسی طرح اس کی برکات سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔ آپؐ کے غلام صادق اور عاشق کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیسے کیسے پیارے انداز میں اپنے آقا ﷺ پر درود بھیجا اور ہمیں سکھایا، اس کی تفصیل سے آپؑ کی تصنیفات سجی پڑی ہیں۔ آپ نے ہمیں درود شریف پڑھنے کے آداب بھی سکھائے، ایک جگہ فرماتے ہیں:

"آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں اور جیسا کہ کوئی اپنے پیارے کے لئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے۔ ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے حضرت نبی کریم ﷺ کے لئے برکت چاہیں اور بہت ہی تضرّع سے چاہیں اور اس تضرّع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو بلکہ چاہیے کہ حضرت نبی کریم ﷺ سے سچی دوستی اور محبّت ہو۔ اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت ﷺ کے لئے مانگی جائیں کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں......... اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور ملول نہ ہو اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو۔ اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے کہ آنحضرت ﷺ پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں"۔ (مکتوبات احمدیہ جلد اوّل صفحہ 25-24)

پس آئیں اور آنحضرت ﷺ کی ولادت کا مہینہ اس طرح گزاریں کہ ہمارے اقوال درود شریف سے عبارت ہوں تو ہمارے اعمال میں آپؐ کے اسوۂ حسنہ کا عکس ہو، آمین

لاالٰہ الّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی

ربیع الاوّل/ربیع الثانی 1443 ہجری قمری | نومبر 2021ء | جلد نمبر 22 | شمارہ نمبر 11 | نبوت 1400 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04 قال اللہ جلّ جلالہٗ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

05 تبرکات

06 نظم: وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا

07 خطبہ جمعہ: اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں

12 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے صحابہؓ سے محبّت و شفقت

17 عفو و درگزر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کی روشنی میں

22 جلسہ سالانہ 2021ء کا ہنگامی انعقاد اور انتظامی ڈھانچہ

23 عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ

26 ہمارا جلسہ سالانہ 2021ء

28 45 واں جلسہ سالانہ جرمنی 2021ء اعداد و شمار کی روشنی میں

29 جلسہ سالانہ کے مبارک ایّام اور علم و عرفان سے معمور اجلاسات

32 جلسہ سالانہ جرمنی 2021ء شاملین کی نظر سے

35 جلسے کی تیاری اور وائنڈ اَپ

36 فرانکفرٹ میں کتب میلہ 2021ء

37 2021ء کے نوبل انعام

40 ادبی صفحہ: ہوئی مدت کہ غالبؔ مر گیا پر یاد آتا ہے

41 دروازے کھلے رکھنے کا دن

43 تاریخ جرمنی

45 ملکی و عالمی خبریں

46 اسلام و قرآن نمائش

47 قومی انتخابات 2021ء اور شعبہ امور خارجیہ جرمنی

48 بلانے والا ہے سب سے پیارا (اعلانات وفات)

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارہ جات مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی دیکھے اور پڑھے جاسکتے ہیں

https: //www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

محمد انیس دیالگڑھی، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سید افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِورق

احسان اللہ ظفر

مینیجر

سید افتخار احمد

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

Publisher: Rana Print Herkulesstrasse 45
50823 Köln

07

06

04

26

23

37

36

17

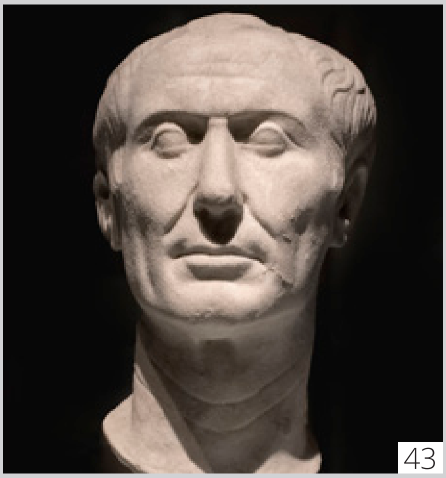
43

45

41

قال اللہ جل جلالہ

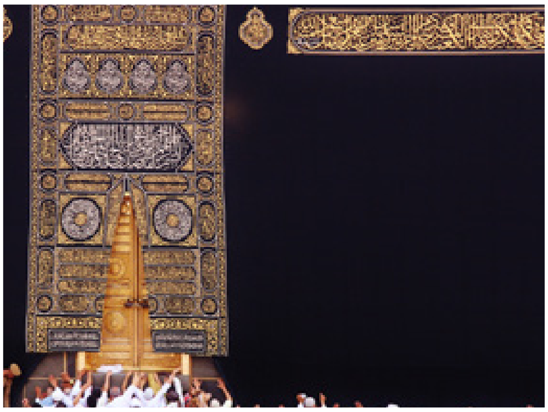

لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ
بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ

(التوبہ:128)

یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا۔ اسے بہت سخت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو (اور) وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حریص (رہتا) ہے۔مومنوں کے لئے بے حد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَ الْجَنَادِبُ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيهَا وَهُوَ يَذُبُّهُنَّ عَنْهَا وَأَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَأَنْتُمْ تَفَلَّتُونَ مِنْ يَدِي۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب شَفَقَتِهِ ﷺ عَلَى أُمَّتِهِ وَمُبَالَغَتِهِ فِي تَحْذِيرِهِمْ مِمَّا يَضُرُّهُمْ)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری مثال اور تمہاری مثال اس شخص کی مثال کی طرح ہے جس نے آگ جلائی اور ٹڈیاں اور پروانے اس میں گرنے لگے اور وہ انہیں اس سے ہٹاتا ہے اور میں تمہیں تمہاری کمروں سے پکڑ کر آگ سے بچاتا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے نکل نکل جاتے ہو۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جذب اور عقد ہمت ایک انسان کو اس وقت دیا جاتا ہے جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے آجاتا ہے اور ظل اللہ بنتا ہے پھر وہ مخلوق کی ہمدردی اور بہتری کے لئے اپنے اندر ایک اضطراب پاتا ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ اس مرتبہ میں کل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے۔ اس لئے آپ مخلوق کی تکلیف دیکھ نہیں سکتے تھے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ یعنی یہ رسول تمہاری تکالیف کو دیکھ نہیں سکتا وہ اس پر سخت گراں ہے اور اسے ہر وقت اس بات کی تڑپ لگی رہتی ہے کہ تم کو بڑے بڑے منافع پہنچیں۔ (الحکم جلد 6 نمبر 26، مؤرخہ 24 جولائی 1902ء صفحہ 6)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

نبی کریم ﷺ کی قوت قدسیہ اور انفاس طیّبہ اور جذب الی اللہ کی قوت کا پتہ لگتا ہے کہ کیسی زبردست قوتیں آپ کو عطا کی گئی تھیں۔ جو ایسا پاک اور جانثار گروہ اکٹھا کرلیا۔ یہ خیال بالکل غلط ہے جو جاہل لوگ کہہ دیتے ہیں کہ یونہی لوگ ساتھ ہوجاتے ہیں جب تک ایک قوت جذبہ اور کشش کی نہ ہو۔ کبھی ممکن نہیں ہے کہ لوگ جمع ہوسکیں۔ میرا مذہب یہی ہے کے آپ کی قوتِ قدسی ایسی تھی کہ کسی دوسرے نبی کو دنیا میں نہیں ملی۔ اسلام کی ترقی کا یہی راز ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قوت جذب بہت زبردست تھی اور پھر آپ کی باتوں میں وہ تاثیر تھی کہ جو سنتا تھا وہ گرویدہ ہو جاتا تھا۔ جن لوگوں کو آپ نے کھینچا۔ ان کو پاک صاف کر دیا۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 84، ایڈیشن 1984ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

صحابہ نے جس قدر ترقیاں کیں، جو جو مدارجِ عالیہ انہوں نے حاصل کئے ان سب کا اصل سبب آنحضرت ﷺ کی پاک صحبت اور معیت ہی تھی جس نے ان کے اندر خدا تعالیٰ کی محبت اور عظمت اس درجہ تک کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی کہ جس کے مقابلہ میں انہوں نے وطن، آبرو، عزت، راحت، دولت، آسائش، عزیز و اقربا، غرض دنیا کی کسی چیز اور کسی تعلق کی پرواہ نہیں کی۔ اور تو اور انہوں نے اپنی جانوں تک کی پرواہ نہیں کی۔ اپنے خون پانی کی طرح بہا دیئے۔ (الحکم نمبر 1، جلد 8، 10 جنوری 1904ء صفحہ 6)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

رسول کریم ﷺ کو عملی طور پر ایسے لوگ ملے تھے جنہوں نے اپنے آپ کو موت کے مُنہ میں ڈال دیا اور یہ آپ کا ہی کمال تھا ورنہ یہ وہی عرب تھے جو دو دو پیسوں کے لئے لڑا کرتے تھے جو خربوزوں اور تربوزوں کے لئے ایک دوسرے کو قتل کرنے کے درپے ہو جاتے تھے مگر پھر یہی عرب تھے جنہوں نے محمد ﷺ کی آواز پر ایسی قربانی کی کہ جس کی مثال دنیا کے پردہ پر نہیں مل سکتی۔

قربانی کی مثالیں اور جگہ بھی مل جائیں گی مگر اتنی کثرت سے ساری قوم کا چند منافقوں کو چھوڑ کر قربانی کے لئے تیار ہو جانا ایسا اعلیٰ درجہ کا نمونہ ہے کہ انسان کی عمر اس پر حیرت اور استعجاب کا اظہار کرتے ہوئے گزر جاتی ہے۔ اس قسم کے لوگوں کا مل جانا فتح کو بالکل یقینی بنا دیتا ہے مگر یہ تغیر محمد ﷺ کی صحبت میں ہی رہ کر صحابہ میں پیدا ہوا تھا اور صحابہؓ کو بھی رسول کریم ﷺ سے ایسی محبت تھی کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ان کا نقطہ مرکزی صرف محمد ﷺ کی ذات تھی۔ (خطبات محمود جلد 23، صفحہ 216)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

حضرت نبی اکرم ﷺ کے صحابہؓ نے آپ کی قوت قدسیہ اور تربیت کاملہ کے نتیجہ میں اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کی نشوونما کو ان کے کمال تک پہنچایا تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس مادی دُنیا کی سب دولتیں ان کے قدموں پر لا ڈالی گئیں اور انہوں نے اخروی زندگی کے مزے اس دنیا میں لینے شروع کر دیئے کیونکہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ یہ بشارت دیتا ہے کہ میں تجھ سے خوش ہوں میں تجھ سے راضی ہوں تو گویا اس نے اس دنیا میں اخروی زندگی کے مزے لے لئے اسے اَور کیا چاہئے؟ اصل چیز تو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی ہے باقی سب کچھ اسی رضا اور خوشنودی کی تفصیل ہے۔ اس لئے جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا پیار مل جائے، اسے اَور کیا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4/فروری 1972ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

سب سے زیادہ رحمت کی صفت آپؐ میں موجود تھی۔ رحمۃ اللعالمین آپؐ ہی کا تو لقب ہے، مومنوں کے لئے بھی آپؐ ہی کے متعلق فرمایا گیا بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (التوبہ:128) وہاں جو رحیم کا لقب آپؐ کے لئے استعمال فرمایا گیا ہے جو خدا کی صفت ہے۔ ان صفات میں دوسروں کو اپنا شریک بنالیا، اپنے جیسا بناتا چلا گیا یہاں تک کہ ایک عظیم الشان جماعت تیار ہوگئی جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی صفات میں اب ان کے ساتھ مل گئی ہے، ان جیسی بنتی چلی جارہی ہے۔ (خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 610)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

اے نبی ﷺ! اللہ تعالیٰ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت سے تو ان کے لئے اتنا نرم دل واقع ہوا ہے کہ جس کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔ تُو تو اپنوں کے لئے بھی مجسم رحمت ہے اور غیروں کے لئے بھی عفو اور درگزر کی تلاش میں رہتا ہے۔ اور اتنا نرم دل واقع ہوا ہے کہ جس کی کوئی مثال نہیں دی جا سکتی۔ تُو اے نبی! منافقین سے بھی صرف نظر کرتے ہوئے نرمی کا سلوک کرتا ہے اور دشمنوں سے بھی نرمی کا سلوک کرتا ہے اور نہ صرف نرمی کرتا ہے بلکہ ریاستی معاملات میں بھی مشورہ کر لیتا ہے۔ قومی معاملات میں مشورہ بھی کر لیتا ہے۔ چنانچہ ایک موقع پر رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی بن سلول کو بھی جنگ کی حکمت عملی طے کرنے کے لئے مشورے میں آنحضرت ﷺ نے شامل فرمایا تھا۔

(خطبات مسرور جلد 3، صفحہ 178، خطبہ جمعہ 25/مارچ 2005ء)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مِرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اِک دُوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

وہ یارِ لامکانی، وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہ نُما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیّب و اَمیں ہے اُس کی ثناء یہی ہے

حق سے جو حکم آئے سب اُس نے کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم العطاء یہی ہے

آنکھ اُس کی دُوربیں ہے دِل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عینُ الضیاء یہی ہے

جو رازِ دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ دلبر یگانہ عِلموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تُو خدایا
وہ جس نے حق دِکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

ہم تھے دِلوں کے اندھے سَو سَو دِلوں میں پھندے
پھر کھولے جس نے جندے وہ مجتبیٰ یہی ہے

اَے میرے ربِّ رحماں تیرے ہی ہیں یہ احساں
مشکل ہو تجھ سے آساں ہر دم رجا یہی ہے

(انتخاب از 'شانِ اسلام' درِثمین)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالَم میں

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ (التوبۃ:128)

جیسا کہ ہم جانتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی ہستی کو اپنی صفات سے ہم پر ظاہر فرماتا ہے اور مومن بندوں کو بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا رنگ پکڑو، میرے رنگ میں رنگین ہو۔ میری صفات اختیار کرو، تبھی تم میرے حقیقی بندے کہلا سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی اعلیٰ ترین مثال کوئی شک نہیں کہ آنحضرتؐ کے علاوہ کسی اور فرد میں نہیں پائی جاسکتی۔ کیونکہ آپؐ ہی اللہ تعالیٰ کے وہ پیارے ہیں جس کے نور سے ایک دنیا نے فیض پایا، فیض پا رہی ہے اور ان شاء اللہ فیض پاتی چلی جائے گی تا کہ اپنے پیدا کرنے والے کی پہچان کرسکیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرتؐ کی ذات بابرکات کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں:

''وہ انسان جس نے اپنی ذات سے، اپنی صفات سے، اپنے افعال سے، اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُرزور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا... وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالَم کا عالَم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہوگیا''۔ وہ قیامت کیا تھی۔ مُردوں کو زندہ کرنے والی تھی۔ ''وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء، امام الاصفیاء، ختم المرسلین، فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو...... اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ''۔

(اتمام الحجۃ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308)

پس یہ ہیں ہمارے نبیؐ جنہوں نے خدا تعالیٰ سے محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو کر اللہ تعالیٰ کی صفات کا حقیقی پرتو بن کر دکھایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

''اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی''۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 119)

پس آپؐ کی خدا تعالیٰ سے یہ انتہائی درجہ کی محبت تھی جس کی وجہ سے آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے بھی محبت کی مخلوق کی تکلیف آپ کو گوارا نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ جب اپنی مخلوق سے اپنی صفات رحمانیت اور رحیمیت کے تحت سلوک فرماتا ہے تو یہ کس طرح ہوسکتا تھا کہ وہ ذات جس کا اوڑھنا بچھونا، جس کی ہر حرکت وسکون اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا تھی، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لئے وہی سلوک روا نہ رکھتی جو خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے کرتا ہے۔ آپؐ کے اندر خدا تعالیٰ کی مخلوق کے لئے جو رحیمیت، رحمانیت کے جذبات تھے، اس جذبے کے

تحت جو محبت موجزن تھی، اس کی شدّت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اُسے ان الفاظ میں محفوظ فرمالیا جس کی مَیں نے تلاوت کی ہے، جس کا ترجمہ ہے کہ یقیناً تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آیا ہے، اسے بہت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو اور وہ تم پر بھلائی چاہتے ہوئے حریص رہتا ہے، مومنوں کے لئے بے حد مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پس یہ ہے ہمارے پیارے نبیؐ کا اُسوہ اور آپؐ کے بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے جذبات۔ وہ پیارا رسولؐ انتہائی تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے جب تم تکلیف اٹھاتے ہو یا اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی نہ کر کے اٹھاؤ گے۔ اس آیت میں کافروں اور مومنوں دونوں کے لئے جذبات کا اظہار ہے۔ آپؐ کی زندگی میں ہمیں نظر آتا ہے کہ کیا کیا تکلیفیں تھیں جو دشمن نے آپؐ کو نہ دیں، آپؐ کے ماننے والوں کو نہ دیں۔ عورتوں کو اونٹوں سے باندھ کر، ان کی ٹانگیں باندھ کر ان کو چیرا گیا۔ خود آپؐ کو انتہائی تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ اڑھائی سال تک آپ کے ماننے والوں کے ساتھ ایک گھاٹی میں محصور رکھا گیا لیکن آپؐ پھر بھی ان لوگوں کی بھلائی کی خواہش کرتے تھے۔ دعا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے، انہیں سیدھے راستے پر چلائے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکیں۔ اپنا دفاع کیا تو صرف اس حد تک کہ وہ دفاع سے آگے نہ بڑھے، بدلہ یا دشمنی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اس کا تو شائبہ تک بھی آپؐ کے دل میں نہیں تھا۔ اور ان کو بچانے کے لئے اس حد تک بے چین تھے کہ اپنی جان ہلکان کر رہے تھے جیسا کہ قرآن کریم نے ذکر کیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو کہا کہ ان کافروں کو، مشرکین کو، اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا لینے والے خیالات رکھنے والوں کو، خبردار کر کہ اگر تم لوگ باز نہ آئے تو ایک عذاب تمہارے لئے منہ کھولے کھڑا ہے۔ تم لوگ اس کی پکڑ کے نیچے آنے والے ہو۔ تو اِس رحمۃٌ للعالمین کی حالت انتہائی کرب اور تکلیف کی حالت ہو جاتی ہے، بے چین ہو ہو کر ان کے سیدھے راستے پر آنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے اور دعائیں کرتے ہیں اور ان کو پیغام حق پہنچاتے ہیں۔ لوگوں کو بتاتے ہیں کہ کیوں اپنی دنیا و آخرت خراب کرنے کے درپے ہو؟ کیوں اپنے آپ کو جہنم کی آگ میں جھونک رہے ہو؟ اس حد تک حالت پہنچ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ عَلٰۤی اٰثَارِہِمۡ اِنۡ لَّمۡ یُؤۡمِنُوۡا بِہٰذَا الۡحَدِیۡثِ اَسَفًا (الکھف:7) پس اگر وہ اس عظیم الشان کلام پر ایمان نہ لائیں تو کیا تُو اُن کے غم میں شدت افسوس کی وجہ سے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دے گا؟ پس یہ سراسر رحمت کے جذبات لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے کے لئے تھے اس فکر میں تھے جس نے آپ کی یہ حالت کر دی تھی کہ اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال رہے تھے۔ آج کوئی بتائے کہ کیا کبھی کسی کے حقیقی باپ کو بھی اپنے بچوں کی دنیا و عاقبت سنوارنے کے لئے اتنی فکر ہوتی ہے جتنی آپؐ کو ان لوگوں کے لئے تھی جن سے آپؐ کا رشتہ صرف یہ تھا کہ وہ آپؐ کے پیارے خدا کی مخلوق ہیں۔ اور اللہ کا اپنی مخلوق سے جو تعلق ہے اور ان کو شیطان کے پنجے سے بچانے کے لئے جو اس نے آپؐ کو مبعوث فرمایا ہے، اس کا حق ادا کرنے والے بن سکیں۔ صرف یہ آپؐ کی غرض تھی۔

اور پھر مومنوں کے لئے بھی آپؐ کتنے حریص رہتے ہیں اس کا اظہار بھی اس آیت میں ہے۔ ایمان لانے والوں کو دیکھ کر آپؐ کو بڑی خوشی ہوتی تھی اور ان کو مختلف طریقوں سے اللہ تعالیٰ کا پیار اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے آپؐ رہنمائی فرمایا کرتے تھے۔ ہر وقت یہ فکر تھی کہ میرے ماننے والے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی چادر میں لپٹے رہیں۔ حدیث میں سے ایک دو مثالیں دیتا ہوں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہؐ سے عرض کیا، آپ مجھے کوئی دعا سکھائیں جو میں نماز میں کیا کروں۔ آپؐ نے فرمایا تو کہہ اے اللہ! یقیناً مَیں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کو بخشنے والا نہیں ہے۔ تُو اپنی جناب سے میری مغفرت فرما اور مجھے رحمت سے نواز۔ یقیناً تُو ہی غفور اور رحیم ہے۔

(بخاری کتاب الاذان باب الدعاء قبل السلام۔ حدیث نمبر 834)

پھر ایک اور روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا فرشتے تم میں سے اس شخص کے لئے جو نماز والی اپنی اس جگہ پر رہتا ہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہو، بشرطیکہ وہ کوئی ناگوار بات نہ کرے، یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے اللہ! اسے بخش دے، اے اللہ اس پر رحم فرما۔

(بخاری کتاب الصلوۃ باب الحدث فی المسجد۔ حدیث نمبر 445)

تو یہ بھی ترغیب دلانے کے لئے ہے کہ نمازوں کی طرف آؤ، اللہ کی بخشش اور رحمت طلب کرو۔ اللہ کے پیار کو زیادہ سے زیادہ سمیٹنے والے بنو۔

پھر مومنوں کے لئے رحمت بننے کے لئے آپ کے حریص ہونے کی انتہا دیکھیں۔ ایک روایت میں آتا ہے، حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! جس مومن کو مَیں نے سخت الفاظ کہے ہوں تو تُو اس بات کو قیامت کے دن اس شخص کے لئے اپنے قریب ہونے کا ایک ذریعہ بنا دے۔ (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب قول النبی ﷺ من آذیتہ فاجعلہ لہ زکاۃ و رحمۃ۔ حدیث نمبر 6361)

یعنی میری سختی بھی اس کے لئے رحمت بن جائے۔ تو اس حد تک آپ رؤف اور رحیم تھے کہ کہیں غلطی سے بھی یا ارادۃً بھی اگر کسی وجہ سے کسی کو کچھ کہہ دیا ہے تو اس کی بھی سزا نہ ہو بلکہ وہ رحمت کا ذریعہ بن جائے۔ پس یہ ہیں ہمارے نبی، جو رؤف اور رحیم ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے رؤف اور رحیم کا نام دیا ہے جو اپنوں کے معیار بلند کرنے کے لئے بھی بے قرار ہیں اور غیروں کو بھی عذاب سے بچانے کے لئے بے قرار ہیں۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”جذب اور عقد ہمت ایک انسان کو اس وقت دیا جاتا ہے جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے آ جاتا ہے، اور ظل اللہ بنتا ہے اور پھر وہ مخلوق کی ہمدردی اور بہتری کے لئے اپنے اندر ایک اضطراب پاتا ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ اس مرتبہ میں کُل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے اس لئے آپؐ مخلوق کی تکلیف دیکھ نہیں سکتے تھے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ یعنی یہ رسول

تمہاری تکالیف کو دیکھ نہیں سکتا۔ وہ اس پر سخت گراں ہے اور اسے ہر وقت اس بات کی تڑپ لگی رہتی ہے کہ تم کو بڑے بڑے منافع پہنچیں''۔
(الحکم جلد 6 نمبر 26 صفحہ 6 مورخہ 24/جولائی 1902ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ''تعلیم قرآنی ہمیں یہی سبق دیتی ہے کہ نیکوں اور ابرار اخیار سے محبت کرو اور فاسقوں اور کافروں پر شفقت کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ (التوبۃ:128) یعنی اے کافرو! یہ نبی ایسا مشفق ہے جو تمہارے رنج کو دیکھ نہیں سکتا اور نہایت درجہ خواہشمند ہے کہ تم ان بلاؤں سے نجات پاؤ''۔
(نور القرآن نمبر 2 روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 433)

پس جیسا کہ ہم دیکھ آئے ہیں کہ آپؐ کی خواہش کافروں کو بھی ان بلاؤں سے نجات دلانے کے لئے اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ اُن کے ایمان نہ لانے پر آپؐ نے اُن کی ہمدردی میں اپنی جان کو ہلکان کیا ہوا تھا۔ پس یہ ہے وہ انسان کامل جس کی ہمیں کہیں اور مثال نہیں ملتی۔

آج آئے دن مغرب کے کسی نہ کسی ملک میں اسلام اور آنحضرتؐ کے خلاف مختلف طریقوں سے غلط پروپیگنڈا کر کے آپؐ کے مقام کو گرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ گزشتہ دنوں ہالینڈ کے ایک ممبر پارلیمنٹ نے ایک ہرزہ سرائی کی جس میں آنحضرتؐ اور اسلامی تعلیم اور قرآن کریم کے بارے میں انتہائی بیہودہ اور ظالمانہ الفاظ کا استعمال کیا۔ جہاں بھی اسلام اور بانی اسلامؐ کے متعلق اس قسم کی بیہودہ گوئی کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں، اس ملک میں، جماعت احمدیہ جواب دیتی ہے۔ ہالینڈ والوں کو بھی مَیں نے کہا تھا کہ اخباروں میں بھی لکھیں اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کا تصور ان کے ذہنوں میں پیدا کریں تا کہ عوام کے ذہنوں سے اس اثر کو زائل کیا جائے۔ دراصل اسلام ہی ہے جو اس زمانے میں مذہب اور خدا کا عقلی اور حقیقی تصور پیش کرتا ہے۔ اس طرح اگر تو یہ لوگ جو اسلام اور آنحضرتؐ کے بارے میں اس قسم کی لغو اور بیہودہ باتیں لاعلمی یا کم علمی کی وجہ سے کرتے ہیں تو ان کو بتائیں کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کیا ہے اور آنحضرتؐ کا اُسوہ زندگی کے ہر شعبے میں کیا ہے۔ مخلوق خدا سے ہمدردی کس طرح آپ کے پاک دل میں بھری ہوئی ہے تا کہ ان کے ذہن صاف ہوں۔ لیکن اگر ان کے دل صرف بغض اور کینے سے بھرے ہوئے ہیں اور کچھ سننے کے لئے تیار نہیں تو پھر اتمام حجت ہو جائے گا۔ بہرحال آج یہ ایک بہت بڑا کام ہے جو ہر احمدی نے انجام دینا ہے۔

ہالینڈ کے ممبر آف پارلیمنٹ جس کا مَیں نے ذکر کیا، اس کا جہاں تک تعلق ہے، لگتا ہے اس کے دل میں تو اسلام اور آنحضرتؐ اور قرآن کریم اور مسلمانوں کے لئے بغض اور کینہ انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ جس کا اظہار اس نے گزشتہ دنوں ایک انٹرویو میں کیا تھا۔ ان صاحب کا نام ہے غیرت ولڈرز (Geert Wilders)۔ کیتھولک گھر میں یہ پیدا ہوا لیکن رپورٹ کے مطابق مذہب سے کوئی خاص تعلق نہیں ہے۔ ان لوگوں کو بھی جب اپنے مذہب میں سکون نہیں ملتا اور سمجھ نہیں آتی۔ خدا تک تو پہنچ نہیں سکتے تو پھر اسلام کو بھی برا بھلا کہنے لگ جاتے ہیں، اس پر الزام تراشی شروع ہو جاتی ہے۔ بہرحال یہ صاحب کافی پرانے اسلامی تعلیم پر اعتراض کرنے والے ہیں۔ برقع کے خلاف بھی جو سب سے پہلے ہالینڈ میں مسئلہ اُٹھا تھا، یہی اس میں پیش پیش تھا۔ بظاہر مذہب سے لاتعلق ہے لیکن اسلام کے خلاف بغض کی وجہ سے عیسائیت اور یہودیت کو بقول اس کے اسلام سے بہتر سمجھتا ہے۔ سمجھے، لیکن اگر عقل رکھتا ہے تو اس زمانے میں جب مغربی ممالک کو تہذیب یافتہ ہونے کا دعویٰ ہے اور یہ صاحب اپنے آپ کو پڑھا لکھا بھی کہتے ہیں، ممبر آف پارلیمنٹ بھی ہے، تو پھر دوسرے مذاہب کے بارے میں بیہودہ گوئی کرنے کا ان لوگوں کو حق نہیں پہنچتا۔ چند افراد کے ذاتی فعل سے اس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ قرآن اور آنحضرتؐ کے بارے میں ایسی باتیں کرے کہ کوئی بھی عقلمند اور پڑھا لکھا انسان نہیں کر سکتا۔ مثلاً آنحضرتؐ کے بارے میں کہتا ہے کہ اگر وہ آج ہالینڈ میں ہوتے تو نعوذ باللہ دہشت گرد قرار دے کر ملک سے نکالتا۔ تم نے کیا نکالنا ہے، تم تو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ زمانہ دیکھنے والے ہو جب محمد رسول اللہؐ کے نام لیواؤں کی اکثریت ہر جگہ دیکھو گے۔ آنحضرتؐ کے دعویٰ سے لے کر آج تک کیا کیا کوششیں ہیں جو آپ کے مخالفین نے نہیں کیں۔ کیا وہ کامیاب ہو گئے؟ آج دنیا میں ہر جگہ، ہر ملک میں، چاہے وہاں مسلمانوں کی تعداد تھوڑی ہے یا زیادہ ہے روزانہ پانچ وقت بلند آواز سے اگر کسی نبی کا نام پکارا جاتا ہے تو وہ اس رحمۃ للعالمین کا نام ہے۔ جس کا دل باوجود ان مخالفتوں اور مخالفین کی گھٹیا حرکتوں کے انسانیت کا حق ادا کرنے کے ناطے ہر وقت ہر ایک کے لئے ہمدردی کے جذبات سے پُر تھا۔

پھر کہتا ہے کہ قرآن کے احکامات ایسے ہیں کہ نعوذ باللہ آدھا قرآن پھاڑ کر علیحدہ کر دینا چاہئے۔ ان صاحب سے کوئی پوچھے کہ تم عملاً تو لامذہب ہو لیکن جن مذاہب کو اسلام سے بہتر سمجھتے ہو، ان کی تعلیم کا قرآن کریم کی تعلیم سے موازنہ تو عقل کی آنکھ سے کر کے دیکھو۔ تعصب سے پاک نظر کر کے پھر قرآن کا مطالعہ کرو اور پھر سمجھ نہ آئے تو ہم سے سمجھو کہ جہلاء کو اس پاک کلام کی سمجھ نہیں آسکتی۔ قرآن کریم کا تو دعویٰ ہے کہ پہلے اپنے دلوں اور اپنے دماغوں کو پاک کرو تو پھر اس پاک تعلیم کی سمجھ آئے گی ورنہ تمہارے جیسے جہلاء تو پہلے بھی بہت گزر چکے ہیں جو اعتراض کرتے چلے گئے۔ وہ بھی ابوالحکم کہلاتا تھا جس کا نام قرآن نہ سمجھنے کی وجہ سے ابوجہل پڑا۔ اور وہ غریب مزدور، وہ غلام جو دنیا کی نظر میں عقل اور فراست سے عاری تھے اس قرآن کو سمجھنے کی وجہ سے علم و عرفان پھیلانے والے بن گئے۔ پس ہم تمہیں اتمام حجت کے لئے اس رؤف اور رحیم نبی کے حوالے سے توجہ دلاتے ہیں کہ وہ تم جیسے لوگوں کو بھی آگ کے عذاب سے بچانے کے لئے بے چین رہتا تھا۔ اس کی باتوں کو غور اور تدبّر سے پڑھو اور دیکھو، پرکھو، سمجھو اور سمجھ نہ آئے تو ہم سے پوچھو اور اپنے آپ کو اُس دردناک عذاب سے بچاؤ جو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لئے تیار کیا ہوا ہے۔ جو حد سے بڑھنے والوں کے لئے مقدر ہے۔ اللہ کرے کہ اس قسم کی باتیں

کرنے والے، یہ لوگ عقل کے ناخن لینے والے ہوں اور سمجھنے والے ہوں۔ لیکن یہ احمدیوں کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اس رؤف و رحیم نبیؐ کی زندگی کے ہر حسین لمحے کی تصویر ان لوگوں تک پہنچائیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپؐ، جسے اللہ تعالیٰ نے رؤف و رحیم قرار دیا تھا، انہوں نے دہشت گردی کی تعلیم دی ہے۔ ان کو بتائیں کہ اسلام کی جنگوں میں عورتوں، بچوں، بوڑھوں کے ساتھ کیا نرمی اور احسان اور رحم کے سلوک کی اسلام کی تعلیم ہے۔ جنگی قیدیوں کے ساتھ کیا رحم کی تعلیم ہے۔ اپنے آپ کو مشقت میں ڈال کر قیدیوں کے لئے رحم کے جذبات تھے۔ وہ قیدی جو جنگی قیدی تھے، جو جنگ میں اس غرض سے شریک تھے کہ مسلمانوں کا قتل کریں ان سے شفقت اور رحم کا سلوک ہے کہ آپ بھوکے رہ کر یا روکھی سوکھی کھا کر ان کو اچھا کھلایا جا رہا ہے۔ آج اس سراپا رأفت اور رحم پر یہ الزام لگانے والے یہ بتائیں کہ جاپان کے دو شہروں پر ایٹم بم گرا کر جو وہاں کی تمام آبادی کو جلا کر بھسم کر دیا تھا، بچے بوڑھے، عورتیں، مریض، سب کے سب چشم زدن میں راکھ کا ڈھیر ہو گئے تھے بلکہ ارد گرد کے علاقوں میں بسنے والے بھی اس کی وجہ سے سالوں بلکہ اب تک بہت ساری خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہیں، نئے پیدا ہونے والے بچے اپاہج پیدا ہو رہے ہیں۔ کیا یہ ہیں اعلیٰ اخلاق؟ جن کے انجام دینے والوں کو یہ لوگ امن پسند اور امن قائم کرنے والا کہتے ہیں۔ عراق میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کو یہ لوگ کیا نام دیتے ہیں۔ تم لوگ یاد رکھو کہ ان تمام زیادتیوں کے باوجود اسلام کا خدا جس نے اپنے پیارے نبیؐ، جو ہر ایک کے لئے رؤف و رحیم تھے، پر جو تعلیم اتاری ہے، جو قرآن کریم کی شکل میں ہمارے سامنے ہے، وہ اتنی خوبصورت تعلیم ہے کہ اگر وہ سمجھنے والے ہوں تو سمجھ جائیں۔ ایک آیت کا مَیں ذکر کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسے گناہگاروں کو بھی بخشنے کے سامان فرمائے ہوئے ہیں۔ فرماتا ہے۔ اِلَّا مَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمۡ حَسَنٰتٍ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا (الفرقان:71) سوائے اس کے جو توبہ کرے اور ایمان لائے، نیک عمل بجا لائے۔ پس یہی وہ لوگ ہیں جن کی بدیوں کو اللہ تعالیٰ خوبیوں میں بدل دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پس اس ارشاد کی روشنی میں ان لوگوں کو اپنے آپ کو دیکھنا چاہئے۔ مسلمانوں کی دلآزاری کرنے کی بجائے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے۔ خود ان میں کتنی نیکیاں ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی ہتک کرنے کی بجائے اپنے اندر جھانکنا چاہئے۔ آج مغرب میں جو بے شمار برائیاں پھیلی ہوئی ہیں وہ اپنے گریبان میں نہ جھانکنے کی وجہ سے ہیں۔ تمہارے گھروں کے چین اور سکون جو برباد ہوئے ہوئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ نہ کرنے کی وجہ سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے موقع دیا ہے کہ اب بھی اپنے خدا کو پہچان لو اور اس کے پیاروں کے بارے میں بیہودہ گوئیوں سے باز آ جاؤ اور رحیم خدا کو پکارو کہ وہ بخش دے۔

احمدیوں سے مَیں پھر یہ کہتا ہوں کہ اپنے اوپر اسلام کی تعلیم لاگو کرتے ہوئے ان عقل کے اندھوں یا کم از کم ان لوگوں کو جو ان کے زیرِ اثر آ رہے ہیں اور خدا کے پیاروں سے ہنسی ٹھٹھے کو کوئی اہمیت نہیں دیتے، ان کو سمجھائیں کہ اگر تم لوگ باز نہ آئے تو نہ تمہاری بقا ہے اور نہ تمہارے ملکوں کی بقا ہے۔ کوئی اس کی ضمانت نہیں۔ پس اگر اپنی بقا چاہتے ہو تو اس محسنِ انسانیت اور اللہ تعالیٰ کے پیارے نبیؐ کی ذات پر حملے بند کرو، اس سے تعلق پیدا کرو۔ اگر تعلق نہیں بھی رکھنا تو کم از کم شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ خاموش رہو۔

جنگوں کے علاوہ موسمی تغیرات کی وجہ سے بھی آجکل دنیا تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ہالینڈ تو وہ ملک ہے جس میں اس لحاظ سے بھی شرک بڑھا ہوا ہے کہ یہاں کے بعض لوگ کہتے ہیں کہ باقی دنیا کو تو خدا نے بنایا ہے لیکن ہالینڈ کو ہم نے بنایا ہے۔ سمندر سے کچھ زمین نکال لینے کی وجہ سے ان کے دماغ اُلٹ گئے ہیں۔ یہ نہیں سمجھتے کہ ملک کا اکثر حصہ سطح سمندر سے نیچے ہے۔ جب طوفان آتے ہیں، جب آفات آتی ہیں، اللہ تعالیٰ کے عذاب آتے ہیں تو پھر وہ پہاڑوں کو بھی غرق کر دیتے ہیں۔ پس ان لوگوں کو بھی اور دنیا میں ہر جگہ انسانیت کو اس حوالے سے خدا کے قریب لانے کے لئے احمدی کی ذمہ داری ہے۔ اپنی ذمہ داری کو بھی سمجھیں اور خود بھی اس نبیؐ کے اسوہ پر چلتے ہوئے رحم کے جذبے کے تحت انسانیت کو بچانے کی فکر کریں۔ دنیا کو ایک خدا کی پہچان کروائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ توبہ کرنے والے، ایمان لانے والے اور پھر ایمان پر قائم رہتے ہوئے صالح عمل کرنے والے ہی ہیں جن کی بخشش ہو سکتی ہے۔

پس یہ پیغام عام کر دیں ورنہ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ دنیا اللہ تعالیٰ کے پیارے پر ظالمانہ حملے کر کے عذاب کو دعوت دے رہی ہے۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارضی و سماوی آفات کی خبر اپنی صداقت کے طور پر بھی دی ہے۔ اس لئے بڑے خوف کا مقام ہے اور دنیا کو بڑی شدت سے متنبّہ کرنے کی ضرورت ہے۔ آنحضرتؐ کا مقام ان پر واضح کرنے کی ضرورت ہے۔ اس نُور کو دکھانے کی ضرورت ہے جس نے اُجڈ اور جاہل عرب کو اس زمانے میں مہذب ترین اور باخدا بنا دیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"دنیا میں ایک رسول آیا تا کہ ان بہروں کو کان بخشے کہ جو نہ صرف آج سے بلکہ صدہا سال سے بہرے ہیں۔ کون اندھا ہے اور کون بہرا، وہی جس نے توحید کو قبول نہیں کیا اور نہ اس رسول کو جس نے نئے سرے سے زمین پر توحید کو قائم کیا۔ وہی رسول جس نے وحشیوں کو انسان بنایا اور انسان سے بااخلاق انسان یعنی سچے اور واقعی اخلاق کے مرکز اعتدال پر قائم کیا۔ اور پھر بااخلاق انسان سے باخدا ہونے کے الٰہی رنگ سے رنگین کیا۔ وہی رسول، ہاں وہی آفتاب صداقت جس کے قدموں پر ہزاروں مُردے شرک اور دہریت اور فسق اور فجور کے جی اُٹھے اور عملی طور پر قیامت کا نمونہ دکھلایا۔ نہ یسوع کی طرح صرف لاف و گزاف۔ جس نے مکّہ میں ظہور فرما کر شرک اور انسان پرستی کی بہت سی تاریکی کو مٹایا۔ ہاں دنیا کا حقیقی نور وہی تھا جس نے دنیا کو تاریکی میں پا کر فی الواقع وہ روشنی عطا کی کہ

اندھیری رات کو دن بنا دیا۔ اس سے پہلے دنیا کیا تھی اور پھر اس کے آنے کے بعد کیا ہوئی؟ یہ ایک سوال نہیں ہے جس کے جواب میں کچھ دِقّت ہو۔ اگر ہم بے ایمانی کی راہ اختیار نہ کریں تو ہمارا کانشنس ضرور اس بات کے منوانے کے لئے ہمارا دامن پکڑے گا کہ اس جنابؐ عالی سے پہلے خدا کی عظمت کو ہر ایک ملک کے لوگ بھول گئے تھے اور اس سچے معبود کی عظمت اَوتاروں اور پتھروں اور ستاروں اور درختوں اور حیوانوں اور فانی انسانوں کو دی گئی تھی اور ذلیل مخلوق کو اس ذوالجلال و قدوس کی جگہ پر بٹھایا تھا اور یہ ایک سچا فیصلہ ہے کہ اگر یہ انسان اور حیوان اور درخت اور ستارے درحقیقت خدا ہی تھے جن میں سے ایک یسوع بھی تھا تو پھر اس رسول کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ لیکن اگر یہ چیزیں خدا نہیں تھیں تو وہ دعویٰ ایک عظیم الشان روشنی اپنے ساتھ رکھتا ہے جو حضرت سیدنا محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مکّہ کے پہاڑ پر کیا تھا۔ وہ کیا دعویٰ تھا وہ یہی تھا کہ آپؐ نے فرمایا کہ خدا نے دنیا کو شرک کی سخت تاریکی میں پاکر اس تاریکی کو مٹانے کے لئے مجھے بھیج دیا۔ یہ صرف دعویٰ نہ تھا بلکہ اس رسول مقبول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس دعویٰ کو پورا کر کے دکھلا دیا۔ اگر کسی نبی کی فضیلت اس کے ان کاموں سے ثابت ہوسکتی ہے جن سے بنی نوع کی سچی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہو تو اے سب لوگو! اُٹھو اور گواہی دو کہ اس صفت میں محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں۔... اندھے مخلوق پرستوں نے اس بزرگ رسول (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو شناخت نہیں کیا جس نے ہزاروں نمونے سچی ہمدردی کے دکھلائے۔ لیکن اب مَیں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت پہنچ گیا ہے کہ یہ پاک رسولؐ شناخت کیا جائے۔ چاہو تو میری بات کو لکھ رکھو کہ اب کے بعد مردہ پرستی روز بروز کم ہوگی یہاں تک کہ نابود ہو جائے گی۔ کیا انسان خدا کا مقابلہ کرے گا؟۔ کیا ناچیز قطرہ خدا کے ارادوں کو رد کر دے گا؟۔ کیا فانی آدم زاد کے منصوبے الٰہی حکموں کو ذلیل کر دیں گے؟ اے سننے والو سنو! اور اے سوچنے والو سوچو! اور یاد رکھو کہ حق ظاہر ہوگا اور وہ جو سچا نور ہے چمکے گا"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 8-9 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس یہ پیغام، پیغام توحید ہے جو آج ہم نے ان سب تک پہنچانا ہے جو عقل اور شرافت رکھتے ہیں۔ جن کے لئے ہمیں اب پہلے سے بڑھ کر کمر ہمت کَسنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے یہ منصوبے ہیں جو حرکت میں آچکے ہیں اور ہم ہر روز اس کے نظارے دیکھتے ہیں، دیکھ رہے ہیں۔ ہماری تو یہ حقیر سی کوشش ہوگی جو ہمیں ثواب کا مستحق بنائے گی۔

آخر میں پھر مَیں ان بڑبولوں تک جو آنحضرتؐ کے بارے میں نازیبا الفاظ کہتے ہیں حضرت مسیح موعود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے الفاظ پہنچانا چاہتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"مسلمان وہ قوم ہے جو اپنے نبی کریمؐ کی عزّت کے لئے جان دیتے ہیں اور وہ اس بے عزتی سے مرنا بہتر سمجھتے ہیں کہ ایسے شخصوں سے دلی صفائی کریں اور ان کے دوست بن جائیں جن کا کام دن رات یہ ہے کہ وہ ان کے رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو گالیاں دیتے ہیں اور اپنے رسالوں اور کتابوں اور اشتہاروں میں نہایت توہین سے اس کا نام لیتے ہیں اور نہایت گندے الفاظ سے ان کو یاد کرتے ہیں۔ آپ یاد رکھیں کہ ایسے لوگ اپنی قوم کے بھی خیر خواہ نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ اُن کی راہ میں کانٹے بوتے ہیں۔ اور مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ہم جنگل کے سانپوں اور بیابانوں کے درندوں سے صلح کرلیں تو یہ ممکن ہے مگر ہم ایسے لوگوں سے صلح نہیں کر سکتے جو خدا کے پاک نبیوں کی شان میں بدگوئی سے باز نہیں آتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ گالی اور بدزبانی میں ہی فتح ہے۔ مگر ہر ایک فتح آسمان سے آتی ہے۔

(چشمۂ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 385)

ان شاءاللہ وہ فتح تو آنی ہے۔ ہر احمدی یہ پیغام ایسے لوگوں تک بھی اور ملک کی دوسری آبادی تک بھی پہنچا دے کہ یہ لوگ جو اس قسم کی باتیں کرنے والے ہیں نہ تمہارے خیر خواہ ہیں نہ ملک کے خیر خواہ ہیں۔ نہ دنیا میں امن و سلامتی کے چاہنے والے ہیں بلکہ فتنہ پرداز لوگ ہیں بلکہ ان کا مقصد صرف اور صرف دنیا میں فتنہ اور فساد پیدا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔

(خطبہ جمعہ 23/ فروری 2007ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن مورخہ 16 تا 22 مارچ 2007ء ص 5 تا 8)

الہامات حضرت مسیح موعود عَلَیْہِ السَّلَام

26 نومبر 1903ء

اِنِّیْٓ اُمِّرْتُ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَاْتُوْنِیْ اَجْمَعِیْنَ۔
اِنِّیْٓ اُمِّرْتُ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَاْتُوْنِیْ اَجْمَعِیْنَ۔
اِنِّیْٓ اُمِّرْتُ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَاْتُوْنِیْ اَجْمَعِیْنَ۔

(ترجمہ از مرتّب) مَیں خدائے رحمٰن کی طرف سے امیر بنایا گیا ہوں پس تم سب میرے پاس آؤ۔

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 19۔ تذکرہ صفحہ 415)

26 نومبر 1903ء

لَكَ الْفَتْحُ وَلَكَ الْغَلَبَةُ۔

(ترجمہ از مرتب) تیرے لئے فتح ہے اور تیرے لئے غلبہ

(الاستفتاء عربی صفحہ 76۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 702)

نومبر 1903ء

ہماری فتح، ہمارا غلبہ

(البدر جلد 3 نمبر 1، مؤرخہ یکم جنوری 1904ء صفحہ 6)

یکم نومبر 1905ء

دستِ تو، دعائے تو، ترحّم زخدا

(الحکم جلد 9 نمبر 38 مؤرخہ 31 اکتوبر 1905ء صفحہ 2 حاشیہ)

{یہ الہام قطب مینار (دہلی۔ مرتّب) سے واپس آتے ہوئے گاڑی میں مقبرہ منصور صفدر جنگ وزیر ہمایوں کے پاس ہوا (البدر مؤرخہ 8/ نومبر 1905ء صفحہ 3، "میر ناصر نواب صاحب کو خطرناک درد قولنج تھی۔ دعا کرنے پر یہ الہام ہوا۔ اور خُدا نے شفا دی۔ (ریویو آف ریلیجنز جلد 4 نمبر 11 بابت ماہ نومبر 1905ء آخری ورق کا اندرونی صفحہ 1۔ (ترجمہ) تیرا ہاتھ ہے اور تیری دُعا اور خُدا کی طرف سے رحم ہے}

نومبر 1905ء

رَبِّ عَلِّمْنِیْ مَا هُوَ خَيْرٌ عِنْدَكَ۔

(ترجمہ) اے میرے خدا مجھے وہ سکھلا جو تیرے نزدیک بہتر ہے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 103۔ روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 106)

آنحضرت ﷺ کی اپنے صحابہؓ سے محبّت وشفقت

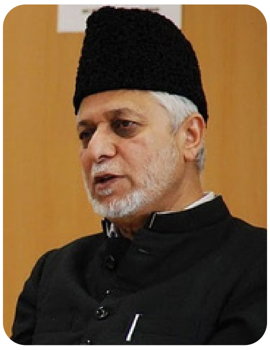

(مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب۔ امام مسجد فضل لندن)

سیرتِ نبوی کا ہر پہلو اپنے اندر بے انتہا رعنائی اور دلکشی رکھتا ہے اور جس پہلو سے بھی دیکھا جائے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ اپنے اُسوہء حسنہ کے اعتبار سے یکتا اور بے مثال ہیں۔ اس مضمون میں مجھے جس پہلو سے کچھ عرض کرنا ہے وہ آپ کی اپنے صحابہ کرام سے محبت وشفقت ہے۔

ہمارے آقا و مولیٰ، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی سیرت کو یہ امتیازی مقام حاصل ہے کہ خود خالقِ کائنات نے اس مقدس وجود کی اَرفع شان اپنے مقدس کلام میں ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔ خدائے ذوالعرش یہ اعلان کرتا ہے کہ اس کا محبوب رسول محمد مصطفےٰ ﷺ مکارم اخلاق کی بلندترین چوٹیوں پر فائز ہے۔ عظیم الشان خُلق محمدی ﷺ ہر اعتبار سے ہمہ گیر اور بے مثال جامعیت کا شہکار ہے۔ اپنے صحابہ سے شفقت اور محبت کے بارہ میں خاص طور پر دو آیاتِ کریمہ قابل توجہ ہیں۔ ایک موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے گواہی دی:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ۔

(آل عمران:160)

کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتِ کاملہ نے حبیبِ خدا کو مجسّم رحمت بنایا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ لوگ ہر گز تیرے گرد پروانہ صفت اکٹھے نہ ہوتے۔ ایک دوسری آیت میں فرمایا لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ (توبہ:128)

اے مومنو! تمہارے پاس تمہاری ہی قوم کا ایک فرد رسول ہو کر آیا ہے۔ تمہارا تکلیف میں پڑنا اُس پر شاق گزرتا ہے اور وہ تمہارے لیے خیر کا بھوکا ہے اور مومنوں کے ساتھ محبت کرنے والا اور بہت ہی کرم کرنے والا ہے۔

خدائے بزرگ و برتر کی اِس مقدس گواہی کے ایمان افروز نظارے رسول کریم ﷺ کی ہی حیاتِ طیبہ میں جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔ وہ بابرکت وجود جو رحمۃ للعالمین تھا، سب جہانوں کے لیے اور مخلوقات کے لیے مجسم رحمت تھا، اپنے نام لیواؤں اور جانثار صحابہ کے لیے تو اس کی شفقت و محبت کا عالم ہی کچھ اور تھا۔ رسول اکرم ﷺ کی محبت وشفقت کا ابر کرم ہر آن، ہر جگہ اور ہر ایک پر کچھ اس طرح برستا رہا کہ ہر ایک کا دامن پوری طرح بھر گیا اور کوئی ایک بھی تو ایسا نہ رہا جو اس فیضان سے محروم رہا ہو۔ بچے بھی فیضیاب ہوئے اور بڑے بھی۔ عورتوں نے بھی حصہ پایا اور مردوں نے بھی۔ آزاد بھی اس محبت کے مورد بنے اور غلام بھی۔ غریب بھی اس شفقت سے مالامال ہوئے اور امیر بھی۔ دن کو بھی شفقت و محبت کا سلسلہ جاری رہا اور رات کو بھی۔ غربت میں بھی اُن کا محسن آقا اُن پر مائل بہ کرم رہا اور فراخی میں بھی۔ الغرض صحابہ کرامؓ کے ہر طبقہ پر رسول پاک ﷺ کی محبت وشفقت ہر آن ایک موسلادھار بارش کی طرح برستی رہی۔ خوشا نصیب اُن مقدس وجودوں کے جو رحمتِ دو عالم ﷺ کی شفقت کے مورد بنے اور زہے نصیب اُن وفا شِعاروں کے جو ہر آن محبت کی اِس لازوال شمع کا پروانہ صفت طواف کرتے رہے۔

رسولِ خدا ﷺ کے روحانی فرزندِ جلیل، سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ اسی لازوال محبتِ رسول کی پیداوار اور اُسی کا ایک شیریں ثمر ہیں۔ اس عاشقِ صادق نے اپنے آقا و مولیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی محبت وشفقت کا کیا دلربا نقشہ کھینچا ہے۔ فرمایا۔

آں ترحّمہا کہ خلق از وَے بدید
کس ندیدہ در جہاں از مادرے

کہ رحمت وشفقت کا جو سلوک ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے مخلوق سے کیا وہ اتنا عظیم اور اتنا شاندار ہے کہ دنیا میں کبھی کسی ماں نے بھی ویسی محبت وشفقت اپنے بچوں کو عطا نہ کی ہو گی!

آپ نے یہ شعر بارہا سنا ہو گا اور شاید کسی دل میں یہ خیال گزرے کہ کیا واقعی کوئی انسان ماں سے بھی بڑھ کر شفیق ہوسکتا ہے؟ ماں جو محبت کی دنیا میں ایک مثال کے طور پر پیش کی جاتی ہے کیا کوئی ایسا وجود بھی ہوسکتا ہے جو اس

سے بھی زیادہ محبت کرنے والا ہو؟ ہاں! یقیناً ایسا ممکن ہے اور ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مبارک وجود میں اُس کی روشن ترین مثال نظر آتی ہے۔

حضرت زید بہت چھوٹی عمر میں رسول پاک ﷺ کے پاس آئے۔ غلاموں میں سب سے پہلے ایمان لانے کا شرف حاصل کیا۔ آئے تو غلام تھے، سرور کائنات نے آپ کو آزاد کر کے اپنا مُنہ بولا بیٹا بنا لیا۔ آپ کے محبت بھرے سلوک اور بے پناہ شفقت کی وجہ سے واقعی وہ اپنے حقیقی ماں باپ کے پیار کو بھول گئے۔ جب حضرت زید کے والدین اور رشتہ دار اُن کو لینے آئے تو حضور انور نے بڑی خوشی سے جانے کی اجازت دے دی لیکن حضرت زیدؓ نے جانے سے انکار کر دیا۔ والدین کے اصرار کے باوجود ساتھ جانے کو تیار نہیں ہوئے۔ حبیبِ خدا کی محبت و شفقت کے سلوک نے آپ کو ایسا گرویدہ کر لیا کہ آپ ﷺ کی صحبت میں رہنے کو والدین کے پیار پر فوقیت دیدی۔

ایک دفعہ ایک عورت اپنا بیمار بچہ لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ بچہ کی بیماری اتنی شدید اور اتنی لمبی ہو چکی تھی کہ ماں نے بہت دل برداشتہ ہو کر کہا کہ حضور اب مجھ سے اس کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی۔ دعا کریں کہ یہ مر جائے اور اس کی تکلیف اور میرا امتحان ختم ہو۔ ہمارے پیارے آقا کی محبت و شفقت کا عالم دیکھئے۔ آپ نے فرمایا: کیا میں یہ دعا نہ کروں کہ تیرا بچہ تندرست ہو جائے پھر جوان ہو کر جہاد میں شریک ہو اور شہادت کا درجہ پالے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ بچہ تندرست ہوا۔ بڑا ہو کر مخلص مسلمان بنا اور میدان جنگ میں شہادت پائی۔ واقعی آپ کی محبت ہر ماں کی محبت سے بہت بڑھ کر تھی۔ ماں اپنی انتہائی محبت کے باوجود، بیماری سے تنگ آ کر یہ کہتی ہے کہ بچہ مر جائے مگر ماں سے زیادہ شفیق، ہمارے آقا و مولیٰ نے فرمایا نہیں میں دعا کرتا ہوں، بچہ زندہ رہے گا اور شہادت پا کر ابدی زندگی کا وارث ہوگا۔

صحابہ کرامؓ سے محبت و شفقت کے ضمن میں بچوں سے حسن سلوک کا تذکرہ چل نکلا ہے تو اسی ضمن میں ایک اور واقعہ عرض کرتا ہوں۔

ایک دفعہ مکّہ کے بازار میں ایک یتیم بچہ روتا ہوا جا رہا تھا۔ کوئی اور ہوتا تو پروا کئے بغیر پاس سے گزر جاتا مگر آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر اُس بچہ کو اپنی مقدس گود میں اُٹھا لیا۔ بچہ سخت غربت کا شکار تھا۔ اس کے پاس تن ڈھانپنے کو کپڑے بھی نہ تھے۔ پاؤں میں جوتی تک نہیں تھی۔ پاؤں زخمی ہو چکے تھے۔ یہ دردناک حالت دیکھ کر آپ ﷺ کی آنکھیں بھر آئیں۔ آپ اُسے اپنے گھر لے آئے۔ بچے نے کئی روز سے کچھ کھایا بھی نہیں تھا۔ آپ نے اُسے کھانا کھلایا۔ نئے کپڑے پہنائے اور گھر میں اپنے بچوں کی طرح رکھا اور بالآخر اُس کے رشتہ داروں تک پہنچا دیا۔

صحابہ کرامؓ سے محبت و شفقت کے باب میں رسولِ اکرم ﷺ کا اپنے خدام سے حسنِ سلوک بھی خاص طور پر قابل تذکرہ ہے۔ دنیا کا طریق تو یہ ہے کہ نوکروں کو بے دام غلام سمجھا جاتا ہے اور اُن کی عزت نفس کو کچل کر، ہر ظلم اُن پر روا رکھا جاتا ہے۔ لیکن محسن انسانیت ﷺ کا نمونہ اس سے بالکل جدا تھا۔ حضرت انسؓ وہ خوش قسمت انسان ہیں جنہیں دس سال تک درِ مصطفیٰ ﷺ کی دربانی کی سعادت ملی۔ دنیا کی نظر میں وہ ایک خادم تھے لیکن رسولِ پاک ﷺ کا حسنِ سلوک دیکھئے! حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ دس سال کے طویل عرصہ میں ایک بار بھی آپ نے مجھے اُف تک نہ کہا۔ نہ یہ کہا کہ یہ کام کیوں کیا، اور یہ کام کیوں نہیں کیا، کام خراب بھی ہو جاتا تو کبھی بُرا بھلا نہ کہتے، بلکہ مجھے تسلی دیتے اور پیار سے سمجھا دیتے، کبھی سخت کلامی سے پیش نہ آتے اور اکثر کاموں کی سر انجام دہی میں خود بھی میرے ساتھ شریک ہو جاتے۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ کئی بار ایسا ہوتا کہ حضورؐ مجھے کسی کام پر بھیجتے اور میں بچپن کی وجہ سے راستہ میں دوسرے بچوں سے کھیل میں مصروف ہو جاتا اور وہ کام بھول جاتا۔ کافی دیر تک میں واپس نہ پہنچتا تو حضور خود تشریف لاتے۔ بجائے کوئی سرزنش کرنے کے، آپ پیچھے سے آ کر بڑی بے تکلفی سے میرا کان یا سر پکڑ لیتے۔ میں عرض کرتا کہ حضور میں ابھی جاتا ہوں، یہ بڑی شفقت اور محبت سے مجھے چھوڑ دیتے اور میں کام پر روانہ ہو جاتا۔ یہ وسعت، یہ حوصلہ، یہ شفقت یہ عفو۔ کوئی دکھائے کہ اس کی نظیر آج دنیا میں کہاں نظر آتی ہے۔ حضرت عائشہؓ اپنے مشاہدہ کا نچوڑ ان الفاظ مین بیان کرتی ہیں کہ۔ وَاللّٰہِ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ خَادِمًا۔ کہ اللہ کی قسم! رسولِ خدا ﷺ نے کبھی کسی خادم کو مارا نہ کوئی جسمانی سزا دی۔

صحابہ کرامؓ کے لیے رسولِ پاک ﷺ کی محبت و شفقت عجیب و غریب انداز میں اپنے جلوے دکھاتی! حسنِ سلوک اور پیار کرنا ایک بات ہے اور اپنی ضروریات کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے صحابہ کی ضروریات اور آرام کو مقدم کرنا بالکل اور بات ہے جس کا ایمان افروز نظارہ اسوۂ محمدی ﷺ میں نظر آتا ہے۔ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَ لَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ (سورۃ الحشر:10) کا معراج آپ کی ذاتِ بابرکات میں دکھائی دیتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک عورت نے ایک نہایت خوبصورت چادر آپ کو تحفۃً پیش کی۔ آپؐ کو اُس کی ضرورت بھی تھی۔ آپؐ نے شکریہ سے قبول فرمالی۔ وہی چادر پہنے گھر سے باہر تشریف لائے تو ایک صحابی نے کہا "یارسول اللہ! یہ کیسی عمدہ چادر ہے!" آپ بہترین مزاج شناس تھے آپ نے اُس صحابی کی ضرورت کا خیال فرماتے ہوئے فوراً وہ نئی چادر اُسی وقت اُس صحابی کو عطا فرما دی۔ کتنی شفقت اور محبت ہے اِس بے ساختہ ایثار میں!

ایک صحابی نے شادی کی۔ سامانِ ولیمہ کے لیے گھر میں کچھ نہ تھا۔ رسولِ پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عائشہؓ کے پاس جاؤ اور آٹے کی ٹوکری مانگ لاؤ۔ وہ صحابی خوشی خوشی گئے اور جا کر لے آئے مگر اُسے کیا معلوم تھا کہ رسولِ خدا ﷺ کے گھر میں اُس شام اُس آٹے کے سوا کھانے کو کچھ نہ تھا۔

میں سوچتا ہوں اور رسولِ پاک ﷺ کی اپنے صحابہ سے شفقت کے تصور سے آنکھیں نمناک ہو جاتی ہیں۔ پیارے صحابی کے ولیمہ کا اہتمام فرمادیا۔خود آپ نے اور آپ کے اہلِ بیت نے وہ رات کیسے بسر کی ہوگی، خدا ہی بہتر جانتا ہے! ایسے واقعات ایک بار نہیں، کئی بار ہوئے۔ ایک دفعہ ایک صحابی آپؐ کے ہاں مہمان ہوئے، آپ کے لئے رات کو کھانے کے لیے صرف بکری کا دودھ تھا۔ وہ آپؐ نے مہمان کو دیدیا اور خود تمام رات فاقہ سے بسر کی۔ حدیث میں آتا ہے کہ اُس سے پہلی رات بھی آپؐ فاقہ سے تھے۔ اپنے صحابہ کو کھلانے والا اور خود بھوکا رہنے والا آقا ایک ہی ہے، محمد مصطفیٰ ﷺ۔

فِدَاہُ اَبِیْ وَ اُمِّیْ

رسولِ اکرم ﷺ کی مبارک زندگی میں قدم قدم پر صحابہ کرامؓ سے محبت وشفقت، ہمدردی اور دلداری کے واقعات ملتے ہیں اور ایک سے ایک بڑھ کر ہے۔حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ کئی دن فاقہ سے رہے جب سات وقت فاقہ سے گزر گئے تو بے تاب ہوکر مسجد نبوی کے دروازہ کے سامنے کھڑے ہوکر گزرنے والے صحابہ سے اُس آیت کا مطلب پوچھنے لگے جس میں غریبوں کو کھانا کھلانے کا حکم ہے۔ یہ ایک لطیف انداز تھا کھانا طلب کرنے کا لیکن کوئی اُن کا منشاء نہ سمجھ سکا۔ حالت انتہائی غیر ہوگئی اور بھوک سے نڈھال ہو کر گرنے لگے تو اچانک کانوں میں ایک محبت بھری سریلی آواز آئی۔مڑ کر دیکھا تو سراپا رحمت، محمد مصطفیٰ ﷺ تھے۔ بڑے پیار سے فرمایا کہ ہمارے گھر میں بھی آج کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ ابھی ایک شخص دودھ کا ایک پیالہ لایا ہے۔تم مسجد میں جاؤ اور دیکھو شاید ہماری طرح کئی اور مسلمان بھی بھوکے ہوں گے۔ اُن سب کو بُلا لاؤ۔ چنانچہ تعمیل ارشاد میں حضرت ابوھریرہؓ سب لوگوں کو بُلا لائے۔ساقیٔ کوثر نے دودھ کا پیالہ دائیں طرف سے شروع کرتے ہوئے اُن سب کو باری باری دیا۔سب نے سیر ہوکر پیا۔ پھر حضرت ابوھریرہؓ کی باری آئی۔ اُنہوں نے بھی خوب سیر ہو کر پیا اور جب بھوک اور پیاس کے ستائے ہوئے سب جانثار صحابہ نے خوب پیٹ بھر کر دودھ پی لیا تو سب سے آخر میں جس کی باری آئی وہ تھا ہمارا آقا، سرکار دو عالم محمد مصطفیٰ ﷺ۔

یہ واقعہ جو بہت ہی مشہور ومعروف ہے چشم تصوّر میں انسان کو کہاں سے کہاں لے جاتا ہے۔ آج کی دنیا میں اِس قسم کی محبت اور شفقت کی مثال تو دَرکنار اِس کا تصور بھی نہیں ملتا۔ اوّل تو کوئی آقا اور سردار کبھی اس طرح بھوک سے دوچار ہی نہیں ہوتا۔ اگر کبھی یہ نوبت آہی جائے تو کھانا ملتے ہی سب سے پہلے خود کھانے کو اپنا حق سمجھتا ہے۔ لیکن یہ عجیب دنیا ہے کہ فاقہ زدہ آقا کے گھر پر دودھ کا ایک پیالہ آتا ہے اور وہ اپنے سارے بھوکے اور پیاسے عشاق کو بلا بھیجتا ہے۔خود پیالے کو منہ نہیں لگاتا بلکہ ایک ایک ضرورت مند صحابی کو پیش کرتا ہے جو اس کی شفقت بھری نگاہوں کے سامنے سیراب اور شاداب ہوتے چلے جاتے ہیں۔ جب سب صحابہ پوری طرح سیر ہو جاتے ہیں اور ان کے چہروں پر بشاشت اور مسکراہٹ کھیلنے لگتی ہے تو ان سب کا بچا ہوا دودھ، بالآخر اُس آقا کے حصہ میں آتا ہے جو ضرورت اور احتیاج کے لحاظ سے اپنے صحابہ سے کسی طرح کم نہ تھا۔

ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی اپنے پیارے صحابہؓ سے محبت وشفقت کا ایک نہایت دلکش اور دلربا پہلو یہ ہے کہ آپ اُن کے آقا اور مطاع ہونے کے باوجود ہر کام میں ان کے ساتھ شریک ہوتے اور ہر موقع پر اُن کی مدد کرتے۔صحابہ کرامؓ کے عشق اور فدائیت کا یہ عالم تھا کہ ہمیشہ آپ کے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہانے کو تیار رہتے۔ اُن کی خوشی تو اِسی میں تھی کہ اُن کا محبوب آقا آرام کرے اور وہ اُس کے سامنے اپنی فدائیت اور اخلاص کے جوہر دکھائیں مگر ہمارے پیارے آقا محبت وشفقت کی وجہ سے جو آپ کے دل میں صحابہ کرامؓ کے لیے موجزن تھی کبھی یہ پسند نہ فرماتے تھے کہ آپ انہیں تو کام کرنے کا حکم دیں اور خود خاموش ہو کر بیٹھ رہیں۔ محبت وشفقت کے چشمہ سے پھوٹنے والی اس عظمتِ کردار کی بے شمار مثالیں آپ کی مطہر زندگی میں نظر آتی ہیں۔

ایک سفر کے دوران کھانا پکانے کا وقت ہوا تو ایک صحابی نے کہا، کہ بکری کا ذبح کرنا میرے ذمہ ہے، دوسرے نے کہا کہ کھال اُتارنا میرا ذمہ ہے۔ تیسرے صحابی نے کہا، کہ پکانے کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اچھا پھر جنگل سے لکڑیاں چن کر لانا میرے ذمہ ہے۔صحابہ کرامؓ نے بصد ادب عرض کیا کہ ہمارے آقا! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان! آپ تکلیف نہ فرمائیں۔ یہ کام بھی ہم خود کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ تم کر سکتے ہو مگر مجھے یہ بات پسند نہیں کہ اپنے تئیں تم سے ممتاز کروں۔ چنانچہ چشمِ فلک نے یہ روح پرور نظارہ دیکھا کہ بادشاہِ دوجہاں جنگل میں جاتا ہے اور لکڑیاں چن کر، اپنے کندھے پر اُٹھا کر لاتا ہے جس سے سب کے لئے کھانا تیار کیا جاتا ہے!

ہجرتِ مدینہ کے بعد مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی تعمیر کا مرحلہ آیا تو رسولِ اکرم ﷺ بھی اس کی تعمیر کے کام میں صحابہ کرامؓ کے دوش بدوش شامل تھے۔ حدیث میں اس کی تفاصیل ملتی ہیں۔حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ جب مسجد کی تعمیر شروع ہوئی تو آپ خود بھی صحابہ کے ساتھ مل کر اینٹیں ڈھوتے تھے اور صحابہ کا حوصلہ بڑھانے کے لیے اُن کے ساتھ مل کر پاکیزہ اشعار بھی بلند آواز میں پڑھتے جاتے۔ کام میں شمولیت محض رسمًا نہ تھی بلکہ آپ بھرپور طور پر اس میں حصہ لیتے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ بھاری پتھروں کے اُٹھاتے وقت جسمِ مبارک خَم ہو جاتا تھا۔صحابہ فرط عقیدت اور محبت سے بار بار آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور عرض کرتے: ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! آپؐ چھوڑ دیں، ان بھاری پتھروں کو ہم اُٹھا لیتے ہیں۔ ایسے مواقع پر آپ کا ردِّ عمل کیسا دِلربا اور حسین ہوتا تھا۔ آپؐ خوب جانتے تھے کہ اگر انکار کیا تو میرے پیارے صحابہ کا دل ٹوٹے گا اور یہ آبگینے آپ کو بہت عزیز تھے۔ روایت میں آتا ہے کہ آپ جانثار صحابہ کی محبت بھری درخواست قبول فرما لیتے۔ اُٹھایا ہوا پتھر اُن کے سپرد کر دیتے لیکن اپنے کام کو اُسی طرح جاری

رکھتے اور پھر اُسی وزن کا دوسرا پتھر اُٹھا لیتے! اللہ! اللہ! کیا حسین اور پیارا نمونہ ہے ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کا۔ دنیا کی تاریخ میں اِس کی نظیر دکھائی نہیں دیتی۔

جنگ احزاب کے موقع پر اسی قسم کا ایک اور روح پرور واقعہ رونما ہوتا ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ سے یہ طے پایا کہ مدینہ کے گرد حفاظت کے لیے ایک خندق کھودی جائے۔ چالیس چالیس ہاتھ زمین دس دس آدمیوں کو کھودنے کے لیے بانٹ دی گئی۔ یہ کام صحابہ کے سپرد کر کے رسولِ پاک ﷺ الگ ہو کر نہیں بیٹھے بلکہ آپ بھی صحابہ کے ساتھ ساتھ اِس کام میں پوری طرح شامل تھے۔

حضرت براءؓ بیان کرتے ہیں اُس روز آقائے دوجہاں بھی اپنے پیارے صحابہ کے ساتھ مٹی کو اِدھر سے اُدھر لے جانے کا کام کر رہے تھے۔ وہ بڑے پیار سے ذکر کرتے ہیں کہ وَقَدْ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهٖ۔ کہ اُس موقع پر آپ کے بدنِ مبارک پر کوئی قمیص نہ تھی اور میں نے آپ کو اِس حالت میں دیکھا کہ مٹی نے آپ کے گورے سے سفید پیٹ کو ڈھانپا ہوا تھا۔ یہ کیفیت پڑھ کر دل فرطِ جذبات سے بے قابو ہونے لگتا ہے اور اسوۂ کامل، محمد مصطفٰے ﷺ کی محبوبی و دِلربائی دیکھ کر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ کیسا عظیم الشان اور محسن آقا ہے کہ اپنے جانثار صحابہؓ کے ساتھ ایک مزدور کے طور پر شریک عمل ہے اور اِس وجہ سے ہے کہ اُس کا دل اپنے صحابہ کی محبت اور شفقت سے پُر ہے وہ اپنے آپ کو اُن سے ایک ذرّہ برابر بھی اُونچا خیال نہیں کرتا۔ لیکن خدا شاہد ہے کہ یہی تو اُس کی لازوال عظمت اور سربلندی کا راز ہے۔ یہی تو وہ اعجاز ہے جس نے اُسے خاتم النبیین کا افضل ترین منصب عطا فرمایا ہے۔ لاریب وہ اوّلین و آخرین کا سرتاج ہے۔

رحمۃٌ للعالمین کی محبت و شفقت کی دنیا، ایک عجیب دنیا تھی۔ ہر وجود محبت کی برسات میں نہلایا ہوا تھا اور وہ جو اُس شمع کے پروانے تھے اُن پر تو بطورِ خاص یہ محبت و شفقت ایک گھٹا بن کر موسلا دھار بارش کی مانند دن رات برستی چلی جاتی۔

اہلِ مدینہ نے ایک روز محبت و پیار اور ناز برداری کا ایک بہت ہی حسین نظارہ دیکھا۔ آپ ﷺ بازار تشریف لے گئے تو دیکھا کہ آپؐ کا ایک بدوی صحابی زاہرؓ محنت مزدوری کر رہا ہے۔ ایک تو شکل کچھ ایسی اچھی نہ تھی دوسرے گرد و غبار اور پسینہ کی وجہ سے اور بھی بدنما دکھائی دے رہا تھا۔ آپؐ نے اپنے پیارے دوست کو دیکھا تو قلبی محبت بھڑک اٹھی۔ آپ نے دبے پاؤں قریب جا کر پیچھے سے اُس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیئے۔ زاہر حیرت میں گم ہو گیا کہ مجھ غریب، بے کس اور بدصورت سے اِس انداز میں اظہارِ محبت کرنے والا کون ہوسکتا ہے۔ پھر خود ہی خیال آیا کہ رحمتِ دو عالم، محمدؐ عربی کے سوا اور کون ہوسکتا ہے؟ ہاتھوں کو چھوا تو اس بات کا یقین ہو گیا۔ بس پھر کیا تھا زاہرؓ نے موقع غنیمت جان کر اپنا خاک آلود جسم آپؐ کے جسم مبارک سے ملنا شروع کر دیا۔ زاہرؓ کا یہ اندازِ محبت دیکھ کر آپؐ مسکراتے رہے اور عاشق زار اپنے شوق کی تسکین کرتا رہا۔ بالآخر محبت و پیار کا ایک اور باب کھلا جب آپ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا لوگو! میں ایک غلام بیچتا ہوں کوئی ہے جو اس کا خریدار ہو؟ زاہرؓ کہنے لگا میرے آقا! مجھ غریب اور خستہ حال کا کون خریدار ہوسکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں: نہیں ایسا مت کہو تمہارا خریدار تو خود عرش کا خدا ہے!

کتنا حُسن اور پیار ہے اس ایک واقعہ میں! ایسی ناز برداریاں اور ایسا لطف و کرم تو بچوں کو اپنی حقیقی ماؤں سے بھی نصیب نہیں ہوتا۔ یہ کیفیت اُس مقدس ہستی کا اعجاز ہے جو واقعی ماں سے بڑھ کر شفیق اور محسن تھی۔

ماں کا وجود بچوں کے حق میں مجسم رحمت ہوتا ہے۔ ماں کی ممتا کی کوئی ایک راہ نہیں ہوتی۔ اس کی شفقت ہمیشہ جاری و ساری رہتی ہے۔ ہمارے محبوب آقا محمد مصطفٰے ﷺ ہر ماں سے زیادہ شفیق اور محسن تھے اور بالخصوص اپنے صحابہ کے حق میں تو آپؐ کی محبت اور شفقت ایک بحرِ بیکراں کی مانند تھی جس کا احاطہ کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔ آپؐ کی زندگی کی ہر حرکت و سکون آپؐ کی بے پایاں شفقت کی آئینہ دار تھی اور واقعات کے آئینہ میں سیرت نبویؐ کا یہ پہلو نئے سے نئے انداز میں جلوہ نمائی کرتا دکھائی دیتا ہے۔ متفرق واقعات کا ایک گلدستہ پیشِ خدمت ہے۔

رسولِ پاک ﷺ کے ایک فدا کار صحابی حضرت عمارؓ بن یاسر دشمنوں کے ہاتھوں شدید مصائب کا نشانہ بنائے گئے۔ ایک بار اِس حالت میں دربارِ نبویؐ میں حاضر ہوئے کہ مصائب کے بوجھ سے بُری طرح ہلکان ہو چکے تھے اور بڑے درد سے عرض کی کہ اے اللہ کے رسولؐ! لوگوں نے مجھے مار ڈالا ہے۔ مجھ پر اتنا بوجھ لاد دیتے ہیں جس کے اُٹھانے کی مجھ میں طاقت نہیں ہوتی۔ آپ کی حالتِ زار دیکھ کر اور اس کا ذکر سن کر محبوب خدا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ حضرت ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسولِ خدا ﷺ ان کے سر کے بالوں کو اپنے دستِ مبارک سے درست کر رہے تھے اور لوگوں سے فرما رہے تھے کہ عمارؓ مجھے اِس قدر عزیز اور پیارا ہے کہ گویا میری آنکھوں اور ناک کے درمیان کا چمڑا ہے۔

مدینہ میں ایک غریب عورت مسجد نبوی کی صفائی کیا کرتی تھی۔ رسولِ خدا ﷺ نے اُسے چند دن نہ دیکھا تو اُس کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ بتایا گیا کہ وہ فوت ہو گئی ہے اور دفن کر دی گئی ہے۔ فرمایا مجھے کیوں اطلاع نہ دی کہ میں بھی اُس خادمہ مسجد کے جنازہ میں شامل ہوسکتا۔ فرمایا مجھے بتاؤ کہ اُس کی قبر کہاں ہے؟ آپؐ بنفسِ نفیس اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اُس کے لیے دعا کی۔

جب آپؐ اور آپؐ کے جانثار صحابہ پر مکّہ والوں کا ظلم انتہا کو پہنچ گیا تو آنحضرت ﷺ سے ان جانثاروں کا دُکھ نہ دیکھا جاتا۔ آپؐ کو اُن کے حالات کا علم ہوتا تو فرطِ جذباتِ محبت سے آبدیدہ ہو جاتے اُنہیں جنت کی بشارت دیتے اور دعاؤں سے نوازتے۔ جب معاملہ حد سے آگے گزر گیا تو شفیق و مہربان آقا نے صحابہ کو اجازت دی کہ وہ حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں جہاں

اُنہیں مصائب سے امن نصیب ہوگا۔خود بدستور مکّہ میں رہے۔ بادشاہ حبشہ نے اُن مسلمان مہاجرین سے بہت اچھا سلوک کیا۔ اس نیک سلوک کی رسول پاک ﷺ کے دل میں اتنی قدر تھی کہ چند سال بعد حبشہ سے ایک وفد آیا تو آپ بذاتِ خود اُن کی خدمت کے لیے کھڑے ہوگئے۔صحابہ نے بار بار عرض کیا کہ ہم آپؐ کی طرف سے خدمت کے لیے حاضر ہیں لیکن آپؐ نے فرمایا کہ مَیں خود اُن کی خدمت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ جب ظلموں کے ستائے ہوئے میرے پیارے صحابہ اُس ملک میں گئے تھے تو اِن لوگوں نے اُن کا بہت اکرام کیا تھا۔

آپؐ کے ایک مخلص صحابی (حضرت خباب بن ارتؓ) تھے جنہوں نے راہ خدا میں بہت دکھ اُٹھائے بہت عزیز تھے۔ ایک بار آپ نے اُنہیں میدانِ جہاد کے لیے روانہ فرمایا۔اس وجہ سے رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ حضرت خبابؓ کے گھر کوئی مرد نہیں اور عورتوں کو دودھ دوھنا نہیں آتا۔ رسولِ پاک ﷺ کی شفقت اور محبت کی باریک نظر کا مظاہرہ دیکھئے کہ آپ ہر روز اُن کے گھر تشریف لے جاتے اور دودھ دوہ دیا کرتے!

فتح مکّہ کے تاریخ ساز موقع پر ہمارے آقا ومولیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی سیرت طیبہ کے بے شمار پہلو بڑی شان کے ساتھ جلوہ گر ہوئے۔ یہ فتح کا دن تھا۔ دشمنوں سے حسین انتقام کا دن تھا۔عاجزی اور انکساری کا دن تھا۔ اللہ کے حضور شکر گزاری کا دن تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ اپنے جانثار صحابہ سے محبت وشفقت کے اظہار کا دن بھی تھا۔ دیکھئے! ہمارے محسن آقا نے کس طرح اُس کا اظہار کیا اور شفقت اور عزت افزائی کا کیا عجیب اور دِلربا انداز اختیار فرمایا۔ آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ اے دشمنانِ اسلام! جس حبشی غلام پر تم لوگوں نے لمبا عرصہ ہرقسم کا ظلم وستم روا رکھا مگر تم اُس کی صدائے اَحد اَحد کو خاموش نہ کرسکے،سنو آج جو شخص اس بلال کے جھنڈے کے نیچے آجائے گا اُسے امن عطا کیا جائے گا۔

مَیں سوچتا ہوں کہ اِس اعلان کو سن کر اور محسن آقا کی شفقت ومحبت کو دیکھ کر سیّدنا بلالؓ کے دل کی کیا حالت ہوئی ہوگی۔ رسولِ اکرم ﷺ نے عید کے موقع پر جانور کی قربانی دی۔ یہ فریضہ ادا کر چکنے کے بعد بطورِ خاص ایک اور جانور کی گردن پر چھری رکھی اور فرمایا: خدایا! یہ میری امّت کے اُن لوگوں کی طرف سے قبول فرما جو قربانی کی طاقت نہیں رکھتے! اُمت کے غریب لوگوں پر یہ محبت وشفقت! لاریب یہ محمد مصطفےٰ ﷺ کا ہی حصہ ہے جو واقعتاً ماں باپ سے بڑھ کر محبت واحسان کرنے والے تھے۔

محبت وپیار اور شفقت واحسان کے کرشمے آپ کی زندگی تک محدود نہ تھے۔ اس کا فیضان تو مرنے کے بعد بھی جاری و ساری ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے روز جب جہنم کے فرشتے بعض لوگوں کو کھینچ کر لے جارہے ہوں گے تو ہمارے آقا ان کو دیکھ فرمائیں گے کہ اُصیحابی! اُصیحابی! کہ یہ میرے صحابہ ہیں۔ بدعہد لوگ تو اپنے انجام کو دیکھیں گے لیکن رسولِ خدا ﷺ کا یہ بے ساختہ اظہارِ محبت آپ کی شفقت اور پیار کا آئینہ دار ہے۔ پھر جب شفاعت کا اذن ہوگا تو اس موقع پر بھی رسول پاک ﷺ کی محبت وشفقت اِس اِلتجا میں ڈھل جائے گی کہ۔ یَا رَبِّ اُمَّتِی! یَا رَبِّ اُمَّتِی۔ اے میرے مولیٰ! میری امت پر رحم فرما۔ میرے ماننے والوں پر نظر کرم فرما!

الغرض حقیقت یہ ہے کہ یہ اتنا وسیع باب ہے کہ اس کا احاطہ کرنا اور اس کو مکمل طور پر بیان کرنا ہرگز ممکن نہیں۔ یہ ایک ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ رحمت وکرم کا ایسا چشمہ ہے جس کا فیضان ہر آن جاری وساری بلکہ ہمیشہ ترقی پذیر ہے۔ خدا کرے کہ ہمیں اُن نیک اعمال کی توفیق ملے جو ہمارے آقا ومولیٰ کو محبوب تھے تا کہ میدانِ حشر میں اُس کی پیار بھری نظریں ہم گناہگاروں پر بھی پڑیں، ہم بھی شاہِ مکّی ومدنی کی محبت وشفقت اور شفاعت کے مورد اور مستحق ٹھہریں، ہم بھی خداتعالیٰ کی درگاہ میں قبولیت کے لائق ٹھہریں۔

خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین ثم آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

وہ نبیوں میں رَحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بَر لانے والا

مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

خطا کار سے دَرگذر کرنے والا
بد اَندیش کے دل میں گھر کرنے والا

مفاسد کا زیر و زَبر کرنے والا
قبائل کو شیر و شکر کرنے والا

اُتر کر حِرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

مس خام کو جس نے کُندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا

عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
اِدھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا

(مولانا الطاف حسین حالیؔ)

(تقریر جلسہ سالانہ جرمنی 2021ء)

(مکرم مولانا صداقت احمد صاحب۔ مبلغ انچارج جرمنی)

عفو و درگزر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کی روشنی میں

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَ الۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ۔ (آل عمران:135)

ترجمہ: وہ لوگ جو آسائش میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی اور غصّہ کو دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

عفو عربی زبان کا ایک لفظ ہے جس کے معانی معاف کرنے، بخش دینے، درگزر کرنے اور بدلہ نہ لینے کے ہیں۔ کسی کی زیادتی اور برائی پر انتقام کی قدرت و طاقت رکھنے کے باوجود انتقام نہ لینا اور معاف کر دینا ہی حقیقی عفو کہلاتا ہے۔ عفو کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ آدمی معاف کر دے خواہ طبیعت اس پر آمادہ نہ بھی ہو اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ دلی خوشی کے ساتھ معاف کرے اور ممکن ہو تو قصوروار کے ساتھ کچھ احسان کا معاملہ بھی کرے۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ایک نام ”العفو“ بھی ہے یعنی وہ ذات ہے جو گناہوں سے درگزر کرنے والی، گناہوں کو مٹانے والی اور ان کے بد اثرات کو زائل کرنے والی ہے۔ بندوں کو بھی حکم ہے کہ وہ اپنے آپ کو اخلاقِ ربّانی سے متّصف اور مزیّن کرنے کی کوشش کریں۔ عفو کی صفت کا دائرہ صفت غفور سے زیادہ وسیع ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی میں عفو کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

”دوسری قسم اُن اخلاق کی جو ایصالِ خیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ پہلا خُلق ان میں سے عفو ہے یعنی کسی کے گناہ کو بخش دینا۔ اس میں ایصالِ خیر یہ ہے کہ جو گناہ کرتا ہے وہ ایک ضرر پہنچاتا ہے اور اس لائق ہوتا ہے کہ اس کو بھی ضرر پہنچایا جائے، سزا دی جائے، قید کرایا جائے، جرمانہ کرایا جائے یا آپ ہی اس پر ہاتھ اٹھایا جائے۔ پس اس کو بخش دینا اگر بخش دینا مناسب ہو تو اس کے حق میں ایصال خیر ہے اس میں قرآن شریف کی تعلیم یہ ہے۔ اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَ الۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ۔ (آل عمران:135)

وَ جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثۡلُہَا ۚ فَمَنۡ عَفَا وَ اَصۡلَحَ فَاَجۡرُہٗ عَلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیۡنَ۔ (الشوریٰ:41)

نیک آدمی وہ ہیں جو غصہ کھانے کے محل پر اپنا غصہ کھا جاتے ہیں اور بخشنے کے محل پر گناہ کو بخشتے ہیں۔ بدی کی سزا اسی قدر بدی ہے جو کی گئی ہو۔ لیکن جو شخص گناہ کو بخش دے اور ایسے موقع پر بخش دے کہ اس سے کوئی اصلاح ہوتی ہو کوئی شر پیدا نہ ہوتا ہو۔ یعنی عین عفو کے محل پر ہو۔ نہ غیر محل پر تو اس کا بدلہ پائے گا“۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 351)

حضرات! عفو و درگزر انسانی اخلاق و اوصاف میں سے ایک نہایت ہی بلند پایہ اور عالی وصف ہے۔ معاف کرنے سے دلوں کے کینے، بغض، نفرت اور کدورت

دور ہوتی ہے، محبّتیں پروان چڑھتی، انتقام لینے کا جذبہ ٹھنڈا پڑتا، نفس کی اصلاح میں مدد ملتی ہے اور معاشرے میں سنجیدگی، امن وسکون اور پیار ومحبت کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ اگر انتقام اور بدلہ لینے کا سلسلہ شروع ہوجائے تو اس سے دنیا کا امن وسکون ختم ہوتا ہے۔ اسی لئے معاف کرنے والوں کو اللہ پسند کرتا ہے اور ان کا شمار اپنے محبوب بندوں میں کرتا ہے اور ایسا شخص لوگوں کی نظروں میں بھی مکرّم اور قابل تعریف ہو جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اپنے ذاتی معاملات میں عفوودرگذر، چشم پوشی سے کام لینے سے دل ودماغ اور افکاروخیالات پر نہایت عمدہ اور مثبت اثر پڑتا ہے۔ قرآن کریم اور احادیث میں متعدد مقامات پر عفوودرگذر سے کام لینے کی تلقین اور اس خلق سے متّصف افراد کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ

(آل عمران 160)

ترجمہ۔ پس اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کی وجہ سے تو ان کے لئے نرم ہوگیا۔ اور اگر تو تندخو اور سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گرد سے دور بھاگ جاتے۔ پس ان سے درگذر کر اور ان کے لئے بخشش کی دعا کر۔

سورہ الاعراف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ۔ (الاعراف:200)

یعنی عفو اختیار کر اور معروف کا حکم دے اور جاہلوں سے اعراض کر۔

سورہ النساء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا

(النساء:150)

یعنی اگر تم کوئی نیکی ظاہر کرو یا اسے چھپائے رکھو یا کسی برائی سے چشم پوشی کرو تو یقیناً اللہ بہت درگذر کرنے والا اور دائمی قدرت رکھنے والا ہے۔

حضرات! غصے کو پی جانا اور قصور وار کا قصور معاف کرتے ہوئے اس سے درگذر کرنا بڑی ہمت کا کام ہے اور اس خُلق کو اپنانے والوں کو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں بہت سے انعامات سے نوازتا ہے۔

جب ہم پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو عفوودرگذر کا خلق آپؐ کی سیرت میں بہت نمایاں نظر آتا ہے۔ آپ خدا تعالیٰ کی صفت "عفو" کے کامل مظہر تھے۔ ساری زندگی آپؐ نے خدا کے احکام خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ، وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ اور دَعْ اَذٰهُمْ کو حرزِجان بنائے رکھا اور ایسے عفوودرگذر کا نمونہ دکھایا جو فقید المثال ہے۔ عفو بھی ایسا جو نہ صرف برمحل تھا بلکہ خاص طور پر ایسے وقت میں ظاہر ہوا جب آپ کو انتقام اور بدلہ لینے کی طاقت اور قوت بڑی شان کے ساتھ حاصل تھی لیکن قربان جائیں آپؐ کی ذاتِ اقدس پر کہ آپؐ نے ہمیشہ صبروتحمل، حلم وبردباری، عفوودرگذر اور رحمت کے پہلو کو اپنائے رکھا اور کبھی انتقام کی پالیسی کو اختیار نہیں کیا۔ جو بھی آپ کے دربار میں معافی کا خواستگار بن کر آیا خالی ہاتھ نہ لوٹا۔ آپ نے عفوودرگذر کی ایسی روشن اور درخشندہ مثالیں قائم فرمائی ہیں کہ جن کا ذکر سن کر ہر شخص چاہے اس کا تعلق کسی مذہب وملت سے ہو متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آنحضرت ﷺ کے عفوودرگذر کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گواہی دیتے ہوئے فرماتی ہیں: "نبی کریم ﷺ نے کبھی اپنی ذات کی خاطر اپنے اوپر ہونے والی کسی زیادتی کا انتقام نہیں لیا،،۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے آنحضرت ﷺ کے بارے میں توریت میں مذکور علامات پوچھی گئیں تو انھوں نے بیان کیا کہ "وہ نبی تُندخُو اور سخت دل نہ ہوگا نہ بازاروں میں شور کرنے والا۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے گا بلکہ عفو اور بخشش سے کام لے گا"۔ حضرت خدیجہؓ کے صاحبزادے ہند جو آنحضرت ﷺ کے زیرِ تربیت رہے ہیں ان کا بیان ہے کہ،، رسول اللہ ﷺ دنیا اور اس کی اغراض کی خاطر کبھی غصے نہیں ہوتے تھے...... اپنی ذات کی خاطر نہ کبھی آپ غصے ہوئے نہ بدلہ لیا"۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: جب میں نے جنت میں اونچے اونچے محلات دیکھے تو جبرائیل سے پوچھا یہ کن لوگوں کے لئے ہیں! انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ یہ ان لوگوں کے لئے ہیں جو غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں سے درگذر کرتے ہوئے انہیں معاف کر دیتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کے پاس اس کا بھائی معذرت خواہ ہو کر آئے تو اس کا عذر قبول کرے خواہ صحیح ہو یا غلط۔ اگر ایسا نہیں کرے گا تو میرے حوض پر نہ آئے۔ (کنزالعمال جلد 3 صفحہ 378)

آپؐ کی ہی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوتی اور جو شخص دوسرے کے قصور معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اور عزت دیتا ہے اور کسی کے قصور معاف کر دینے سے عزت کم نہیں ہوتی۔ (مسلم باب استحباب العفو) حضرت معاذ بن انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ تو قطع تعلق کرنے والے سے تعلق قائم رکھے اور جو تجھے نہیں دیتا اُسے بھی دے اور جو تجھے برا بھلا کہتا ہے اس سے تو درگذر کر۔ (مسند احمد بن حنبل) حضرت عبداللہ بن ابو بکرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک عرب نے ان سے ذکر کیا کہ جنگ حنین میں بھیڑ کی وجہ سے اس کا پاؤں آنحضرتؐ کے پاؤں پر جا پڑا۔ سخت قسم کی چپل جو میں نے پہن رکھی تھی اس کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کا پاؤں بری طرح زخمی ہوگیا حضور ﷺ نے تکلیف کی وجہ سے ہلکا سا کوڑا مارتے ہوئے فرمایا: عبداللہ! تم نے میرا پاؤں زخمی کر دیا ہے اس سے مجھے بڑی ندامت ہوئی۔ ساری رات میں سخت بے چین رہا کہ ہائے مجھ سے یہ غلطی کیوں ہوئی۔ صبح ہوئی تو کسی نے مجھے آواز دی کہ حضور ﷺ تمہیں بلاتے ہیں۔ مجھے اور گھبراہٹ ہوئی کہ کل کی غلطی کی وجہ سے شاید میری شامت آئی ہے۔ بہرحال میں حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے بڑی شفقت سے فرمایا: کل تم نے میرا پاؤں کچل دیا تھا اور اس پر میں نے تم کو ایک کوڑا ہلکا سا مارا تھا اس کا مجھے افسوس ہے۔ یہ 80 بکریاں تمہیں دے رہا ہوں یہ لو اور جو تکلیف

تمہیں مجھ سے پہنچی ہے اس کو دل سے نکال دو۔ (مسند دارمی باب فی سخاء النبی ﷺ) ایک موقع پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف چند صحابہ کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

”یارسول اللہ ہم مشرک تھے تو معزز تھے اور کوئی ہماری طرف آنکھ تک نہیں اٹھا سکتا تھا لیکن جب سے مسلمان ہوئے ہیں کمزور اور ناتواں ہوگئے ہیں اور ہم کو ذلیل ہوکر کفار کے مظالم سہنے پڑتے ہیں۔ پس یارسول اللہ آپ ہم کو اجازت دیں کہ ہم ان کفار کا مقابلہ کریں“۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اِنِّیْ اُمِرْتُ بِالْعَفْوِ فَلَا تُقَاتِلُوْا ۔یعنی مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عفو کا حکم ہے پس میں تم کو لڑنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔

ایک دفعہ زینب نامی ایک یہودی عورت نے بکری کی ران کے گوشت میں نہایت سریع الاثر زہر ملا کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھجوایا۔ پہلا نوالہ منہ میں ڈالتے ہی آپ ﷺ کو اس میں زہر کی موجودگی کا احساس ہوگیا۔ رسول کریم ﷺ نے اس عورت کو بلایا اور پوچھا کہ تم نے اس گوشت میں زہر کیوں ملایا تھا۔ وہ عورت کہنے لگی۔ ہم نے سوچا اگر آپ سچے نہیں تو آپ سے نجات مل جائے گی اور اگر سچے ہیں تو زہر آپ پر اثر نہیں کرے گا۔ اب مجھ پر کھل گیا کہ آپ سچے ہیں اور میں یہاں موجود سب لوگوں کو گواہ ٹھہرا کر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتی ہوں۔ رسول کریم ﷺ نے اس عورت کو کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے معاف فرما دیا۔ آپ نے اپنی ذات کے لئے انتقام لینا پسند نہ فرمایا حالانکہ آخری عمر تک اس زہر کے اثر سے آپ تکلیف محسوس کرتے رہے۔ روایات میں آتا ہے کہ جب آپ آخری بیماری میں آخری سانس لے رہے تھے تو حضرت عائشہ سے فرمانے لگے۔ ”اے عائشہ! میں اب تک اس زہر کی اذیت محسوس کرتا رہا ہوں جو خیبر میں یہودی عورت نے مجھے دیا تھا اور اب بھی میرے بدن میں اس زہر کے اثر سے تکلیف اور جلن کی کیفیت ہے“۔

مکہ میں ایک دفعہ شدید قحط پڑگیا اور مکہ کے لوگ غذا اور غلّہ کی قلت کے باعث شدید تکلیف کا شکار تھے۔ خصوصاً غرباء کا تو برا حال تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جو آنحضرت ﷺ کی جان کے سخت دشمن تھے اور جنہوں نے ہمارے پیارے آقا ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو شدید تکالیف میں مبتلا رکھا تھا لیکن آنحضرت ﷺ اپنے دشمنوں کو تکلیف میں دیکھ کر بے چین ہوجاتے ہیں۔ اپنے مولیٰ سے ان کی تکلیف کے دور ہونے کے لئے صرف دعا ہی نہیں کرتے بلکہ ان جانی دشمنوں کی مالی امداد بھی کرتے ہیں اور کچھ چاندی ان کے لئے بھجواتے ہیں۔

جنگ بدر میں کافروں کو ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور 70 قیدی پکڑے گئے۔ یہ وہ لوگ تھے جو مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے اور مکہ سے دور صرف اس مقصد کے لئے آئے تھے کہ مسلمانوں کی بیخ کنی کی جائے۔ اب مسلمانوں کے پاس موقع تھا کہ ان دشمنوں سے ان کی زیادتیوں کا گن گن کر بدلہ لیتے۔ لیکن ان سے بدلہ لینا تو درکنار، دربار نبوی سے یہ حکم صادر ہوتا ہے کہ ان قیدیوں کے ساتھ نرمی اور شفقت کا سلوک کیا جائے اور ان کے آرام کا پورا پورا خیال رکھا جائے۔ صحابہ رسولؐ جو اپنے آقا کی طرف سے آنے والے ہر حکم اور نصیحت پر عمل کرنا اپنی سعادت سمجھتے تھے اس شان کے ساتھ اس حکم پر عمل کرتے ہیں کہ تاریخ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ایک قیدی ابوعزیز بن عمیر کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے حکم کی وجہ سے انصار مجھے تو پکی ہوئی روٹی دیتے تھے لیکن خود کھجور وغیرہ کھاکر گذارہ کرلیتے تھے اور کئی دفعہ ایسا ہوتا تھا کہ ان کے پاس اگر روٹی کا چھوٹا ٹکڑا بھی ہوتا تھا تو وہ مجھے دے دیتے تھے اور خود نہیں کھاتے تھے اور اگر میں کبھی شرم کی وجہ سے واپس کردیتا تو وہ اصرار کے ساتھ پھر مجھ کو دے دیتے تھے۔

حضرات! ذرا غور فرمائیں۔ ایک ایسا معاشرہ جہاں جنگی قیدیوں کو قتل کردینے یا مستقلاً قید کرلینے کا رواج ہو۔ جہاں قیدیوں کے ساتھ ظالمانہ سلوک ان کے دستور کا حصہ ہو اور مزید یہ کہ حضرت عمرؓ جیسے کبار صحابی ان قیدیوں کے قتل کے حامی بھی ہوں۔ ان ساری باتوں کے باوجود ہمیں رحمت عالم حضرت محمد ﷺ کا خلق عفو اس شان کے ساتھ ظہور میں آتا نظر آتا ہے کہ آپ ان قیدیوں کو نہ صرف فدیہ لے کر رہا کرنے پر تیار ہوجاتے ہیں بلکہ ان کے ساتھ نرم اور پرشفقت سلوک کی نصیحت بھی فرماتے ہیں۔

ان قیدیوں میں ایک شخص سہیل بن عمرو بھی تھا جو قریش کے سرداروں میں سے تھا اور اس کی زبان بہت تیز اور کلام بہت پر اثر تھا یہ آنحضرت ﷺ کے خلاف تقاریر کیا کرتا تھا۔ اب وہ قید ہوکر مسلمانوں کے قبضہ میں تھا۔ حضرت عمرؓ نے مشورہ دیا کہ اس کے اگلے دانت نکلوا دینے چاہییں تاکہ یہ آنحضرت ﷺ کے خلاف فتنہ انگیز تقاریر نہ کرسکے۔ آنحضرت ﷺ نے اس تجویز کو ناپسند فرمایا اور اسے معاف کردیا اور فرمایا: عمرؓ تمہیں کیا معلوم کہ خدا آئندہ اسے ایسے مقام پر کھڑا کرے جو قابل تعریف ہو۔ چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر سہیل مسلمان ہوگیا اور آنحضرت ﷺ کی وفات پر اس نے متزلزل لوگوں کو بچانے کے لئے اسلام کی تائید میں نہایت پر اثر خطبے دیئے جس سے بہت سے ڈگمگاتے ہوئے لوگ بچ گئے۔

آنحضرت ﷺ جب طائف کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے گئے، آپؐ کے ساتھ زید بن حارثہ بھی تھے۔ دس دن تک آپؐ طائف کے رؤساء کو اسلام کا پیغام پہنچاتے رہے۔ بدقسمتی سے سب نے ہی آپؐ کی دعوت قبول کرنے سے انکار کیا اور آپؐ کے ساتھ نہایت گستاخانہ اور تمسخرانہ سلوک کے بھی مرتکب ہوئے۔ اس شہر کے بدبخت رئیس عبدیالیل نے واپسی پر شہر کے آوارہ لوگ آپؐ کے پیچھے لگا دیئے۔ یہ لوگ آنحضرت ﷺ کے پیچھے شور وغوغا کرتے رہے اور مسلسل تین میل تک آنحضرت ﷺ پر پتھر برساتے رہے۔ آپؐ کو اس قدر زخمی کیا کہ آپؐ کا سارا بدن خون سے تر بتر ہوگیا۔ یہ دن آنحضرت ﷺ کی زندگی کا سخت ترین دن تھا۔ آپؐ نے اس ضعف اور کمزوری کی حالت میں عتبہ بن ربیعہ کے باغ میں پناہ لی اور ایک سایہ میں کھڑے ہوکر یہ دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اِلَیْكَ اَشْكُوْ ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّةَ حِیْلَتِیْ وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ اَللّٰھم یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَاَنْتَ رَبِّیْ۔

یعنی اے میرے رب میں ضعف قوت اور قلت تدبیر اور لوگوں کے مقابلہ میں اپنی بے بسی کی شکایت تیرے ہی پاس کرتا ہوں۔ اے میرے خدا تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے اور کمزوروں اور بے کسوں کا تو ہی نگہبان اور محافظ ہے اور تو ہی میرا پروردگار ہے۔

عرش کے خدا نے آپؐ کی فریاد کو شرفِ قبولیت بخشا۔ اس کی غیرت اپنے نبیؐ کے لئے حرکت میں آئی اور اس نے پہاڑوں کا فرشتہ آپؐ کے پاس بھیجا کہ اگر نبی کریم ﷺ اجازت دیں تو اس ظالم بستی کے لوگوں کو دو پہاڑوں کے درمیان رکھ کر ملیا میٹ کر دیا جائے۔ کوئی اور ہوتا تو ضرور اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ظالموں سے ان کے ظلم کا انتقام لیتا۔ لیکن اس خلیق اور رحیم رسول ﷺ کے حیرت انگیز عفو کی شان تو ذرا ملاحظہ فرمائیں۔ آپؐ اس ظاہر ہونے والے فرشتے کو فرماتے ہیں کہ نہیں نہیں ان لوگوں کو تباہ نہیں کرنا۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے ایسے لوگ پیدا کر دے گا جو خدائے واحد کی عبادت کرنے والے ہوں گے۔

عبداللہ بن ابی بن سلول منافقین کا سردار تھا۔ بظاہر تو یہ ایمان لانے کا دعویٰ کرتا تھا لیکن اس کا دل ایمان کی دولت سے خالی تھا۔ یہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ سخت کینہ اور بغض رکھتا تھا۔ جہاں بھی اسے موقع ملتا یہ اسلام اور آنحضرت ﷺ سے اپنی نفرت کا اظہار کرتا اور اپنے قول وفعل سے اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا۔ اس کی فتنہ انگیزی سے سب مسلمان واقف تھے۔ رحمتِ عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اس کی گستاخیوں اور شوخیوں کو کمال صبر سے برداشت کیا اور ہمیشہ ہی صرف نظر فرماتے رہے۔ ایک جنگ کے موقع پر تو اس نے گستاخی میں حد ہی کر دی اور نبی کریم ﷺ کو نعوذباللہ مدینہ کا ذلیل ترین شخص قرار دیا اور اپنے بارے میں یہ تعلّی کی کہ وہ مدینہ کا معزز ترین شخص ہے اور یہ کہ وہ آنحضرت ﷺ کو مدینہ سے نکال دے گا۔ اس بات کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ المنافقون میں ان الفاظ میں کیا ہے:

یَقُوۡلُوۡنَ لَئِنۡ رَّجَعۡنَاۤ اِلَی الۡمَدِیۡنَۃِ لَیُخۡرِجَنَّ الۡاَعَزُّ مِنۡہَا الۡاَذَلَّ۔ (المنافقون:9)

اس کی اس گستاخانہ حرکت نے صحابہؓ کے دلوں کو زخمی کر دیا۔ وہ چاہتے تھے کہ اس گستاخ رسولؐ کو اس کی گستاخی کی سزا ملنی چاہئے۔ بعض ان میں سے اس کے قتل کا ارادہ کرنے لگے یہاں تک کہ عبداللہ کا اپنا بیٹا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے باپ کو اس حماقت کی پاداش میں قتل کرنے کی اجازت چاہی۔ لیکن قربان جائیں ہم اس پاک اور مقدس ہستی کے جس کا عفو بے مثل تھا۔ آپ نے نہ صرف یہ کہ عبداللہ کو سزا دینے کی اجازت نہیں دی بلکہ بدستور اس کے ساتھ رحمت، شفقت اور احسان کا سلوک فرماتے رہے۔ جب وہ فوت ہوا تو آپؐ نے اپنی قمیض اس کے کفن کے لئے عنایت فرمائی اور باوجود حضرت عمرؓ کی مخالفت کے اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے۔

اپنی توہین کرنے والے عبداللہ کے ساتھ آپ کا یہ سلوک جہاں ایک طرف آپؐ کی بے انتہا رحمت کا آئینہ دار ہے وہاں دوسری طرف ہمارے لئے مشعلِ راہ بن کر ہماری راہنمائی کر رہا ہے۔ کتنے ہی بدقسمت ہیں وہ لوگ جو آنحضرت ﷺ کے اس حسین اسوہ کو اپنانے کے بجائے محاربانہ کارروائیوں کے ذریعہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کے مقدس نام کو بدنام کرنے کی مذموم حرکتیں کر رہے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے مکہ پر چڑھائی کے ارادے کو بعض حکمتوں کی بناء پر خفیہ رکھا ہوا تھا اور اس کے لئے خاموشی سے تیاری ہو رہی تھی۔ اس دوران ایک صحابی حاطبؓ بن بلتعہ نے مکے جانے والی ایک عورت کے ذریعہ قریش کو خط لکھ کر یہ اطلاع بھجوادی کہ آنحضرت ﷺ کا لشکر تیار ہے یہ معلوم نہیں کہاں کا قصد ہے مگر تم اپنا بچاؤ کر لو اور میرا مقصد اس خط سے تم پر ایک احسان کرنا ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی رسول اللہ ﷺ کو اس مخبری کی اطلاع کر دی۔ آپ نے گھوڑ سواروں کا ایک دستہ حضرت علیؓ کی سرکردگی میں اس عورت کے تعاقب میں بھیجا اور وہ یہ خط واپس لے آئے۔ اب رسول کریم ﷺ نے حاطبؓ کو بلا کر پوچھا تم نے یہ کیا کیا۔ حاطبؓ نے سچ سچ کہہ دیا کہ یارسول اللہ میں قریش میں سے نہیں ہوں مگر اس خط کے ذریعے میں قریش پر احسان کرنا چاہتا تھا تا کہ وہ مکے میں میرے گھر بار کی حفاظت کریں۔ حضرت عمرؓ اس مجلس میں موجود تھے۔ اُنہوں نے کہا۔ یارسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ مگر جانتے ہو وہ رحیم وکریم رسول ﷺ کیا جواب دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں نہیں نہیں حاطبؓ سچ کہتا ہے اسے کچھ نہ کہو۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ اس نے مومنوں کے ساتھ خیانت کی ہے مجھے اس کی گردن مارنے دیجئے۔ آپ نے کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ عمرؓ تم جانتے نہیں یہ شخص جنگِ بدر میں شامل ہوا تھا اور عرش کا خدا جو اصحاب بدر کے حالات سے خوب واقف ہے ان کے حق میں فرماتا ہے۔ اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ فَقَدۡ وَجَبَتۡ لَکُمُ الۡجَنَّۃُ (بخاری، کتاب المغازی) کہ جو چاہو کرو تمہارے لئے جنّت واجب ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے بدریوں کے دلوں میں گناہ کی ایسی نفرت ڈال دی ہے کہ بالارادہ ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوسکتا۔ اِس رؤوف و رحیم رسول ﷺ کی شفقتِ بے پایاں کا یہ حیرت انگیز نظارہ دیکھ کر حضرت عمرؓ بے اختیار رونے لگے۔ ان کی حیرانی بجا تھی کہ اپنی زندگی کے اہم، نازک ترین اور تاریخ ساز موڑ پر کوئی بھی فاتح اپنے مقصد کی راہ میں حائل کسی بھی روک کو قطعاً برداشت نہیں کیا کرتا۔ ایسے مواقع پر تو سابقہ خدمات کی بھی کوئی پروا نہیں کی جاتی اور آئندہ خطرے سے بچنے کے لئے کم از کم احتیاط یہ سمجھی جاتی ہے کہ ایسے قومی مجرم کو زیرِ حراست رکھا جائے۔ لیکن دیکھو اس دربار عفو وکرم کی شان تو دیکھو جس سے حاطبؓ کے لئے بھی مکمل معافی کا اعلان جاری ہوا۔

ابوسفیان قریش کے سرداروں میں سے تھا اور اسلام کا سخت دشمن تھا مسلمانوں کے خلاف اس کے جرائم کی فہرست بہت لمبی تھی۔ یہ ابوسفیان ہی تھا جو غزوہ احد کے موقع پر اُعۡلُ ھُبُلۡ اُعۡلُ ھُبُلۡ اور لَنَا عُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمۡ کے نعرے لگاتا تھا۔ فتح مکہ سے قبل جب حضرت عمرؓ کی سرکردگی میں مسلمانوں کا ایک دستہ گشت کر رہا تھا تو انہوں نے ابوسفیان کو پکڑلیا اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت عمرؓ نے اس دشمن اسلام کو قتل کرنا چاہا لیکن آنحضرت ﷺ

تو اس کے لئے پہلے سے امن کا اعلان کر چکے تھے کہ ابوسفیان بن حرب کسی کو ملے تو اسے کچھ نہ کہا جائے۔

حضرات۔ آپ فاتحینِ عالم کے اس دستور سے واقف ہوں گے جس کا نقشہ قرآن کریم میں یوں بیان ہوا ہے۔ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ کہ شہروں میں داخلے کے وقت آبادیوں کو ویران اور ان کے معزز مکینوں کو بےعزت اور ذلیل کر دیا جاتا ہے۔ تاریخ عالم کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ فاتحین کے ہاتھوں مفتوح قوم کو ذلیل کیا گیا۔ ان کے گھروں اور قلعوں کو مسمار کر دیا گیا۔ ان کے اموال اور جائیدادوں کو بے دریغ لوٹا گیا۔ کہیں ہمیں انسانی کھوپڑیوں کے مینار دکھائی دیتے ہیں تو کہیں دلوں کو ہلا دینے والی ظلم و بربریت کی داستانیں سننے کو ملتی ہیں۔ فاتحین عالم کے برعکس فتح مکہ کے موقع پر ہمیں آنحضرت ﷺ کے خلق کی وہ عظیم الشان فتح نظر آتی ہے جو مفتوح قوم کے ساتھ حسن سلوک، عفو، رحم اور احسان سے عبارت ہے۔ اس دن نہ کسی کو ہلاک کیا گیا اور نہ ہی کھوپڑیوں کے مینار بنائے گئے ہاں اس دن ہمیں ایسے پر شوکت مینار نظر آتے ہیں جو آنحضرت ﷺ کے عفو عام اور رحمت تام سے روشن کئے گئے۔

حضرات! حضرت یوسف علیہ السلام نے تو اپنے بھائیوں کو معاف کیا تھا لیکن ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے خون کے پیاسے دشمنوں کے ناقابل معافی جرائم سے درگذر کرتے ہوئے عام معافی کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا۔ اِذْهَبُوا فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کہ جاؤ تم آزاد ہو آج تم پر کوئی گرفت نہیں۔ یہ فتح دراصل آپ کے اَخلاق کی فتح تھی جس نے آپ کے اہل وطن کے دل جیت لئے۔ اس موقع پر دس ایسے اشخاص تھے جن کے بھیانک جرموں کی بناء پر انہیں آنحضرت ﷺ نے واجب القتل قرار دیا تھا۔ ان میں سے جو بھی آنحضرت ﷺ کے دربار میں معافی کا طالب بن کر آیا اسے معاف کر دیا گیا۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح جب حضرت عثمانؓ کی پناہ میں آ کر معافی کا طالب ہوا تو اسے معاف کر دیا گیا۔ وہ مسلمان ہو گیا لیکن اپنے سابقہ جرموں کی وجہ سے شرمندہ تھا اور آنحضرت ﷺ کے سامنے آنے سے کتراتا تھا۔ اس رحیم و کریم اور بلند حوصلہ رسول نے اسے محبّت بھرا پیغام بھجوایا کہ اسلام اس سے پہلے کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ ان واجب القتل لوگوں میں سے ایک ہبار بن الاسود بھی تھا جو کہ آپ ﷺ کی پیاری صاحبزادی حضرت زینبؓ کا قاتل تھا۔ جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور رحم کی بھیک مانگتے ہوئے عرض کیا کہ آپ کے عفو اور رحم کا خیال مجھے آپ کے پاس لایا ہے۔ عفو و رحم کے پیکر نے اپنی بیٹی کے قاتل سے درگذر فرمایا اور کمال حوصلے سے اس کو معاف کر دیا۔ عکرمہ بن ابی جہل جو ساری زندگی آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو تنگ کرتا رہا۔ آپ پر جنگیں مسلّط کیں۔ مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روکا۔ صلح حدیبیہ کو توڑنے میں اہم کردار ادا کیا۔ فتح مکہ کے موقع پر امن کے عام اعلان کے باوجود ہتھیار نہ ڈالے اور حرم میں خون ریزی کا مرتکب ہوا۔ جب آپ کے دربار میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے نہ صرف اس کو معاف فرما دیا بلکہ آپ دشمن قوم کے اس سردار کے احترام کے لئے کھڑے بھی ہو گئے اور اس پر شفقت فرمائی۔ وہ آپ کے اس حسن سلوک کی وجہ سے بے اختیار کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور بقیہ ساری عمر اسلام کی خدمت میں گزار دی۔ حضرت حمزہؓ کو شہید کرنے والے وحشی اور اسی طرح حضرت حمزہؓ کا کلیجہ چبانے والی ہند کو بھی آنحضرت ﷺ نے عالی ظرف کا مظاہرہ کرتے ہوئے معاف فرما دیا۔ اور یوں ہمیشہ کے لئے ان کے دل جیت لئے۔ اور آپ کی فتح بھی دراصل دلوں کی ہی فتح تھی۔ ایسا عفو و درگذر کا نمونہ کہ جس کی مثال تاریخ عالم سے ملنا ممکن نہیں۔

معاشرتی زندگی میں باہم پیار و محبت اور اُخوّت و بھائی چارے کی فضا کے قیام کے لئے عفو و درگذر نہایت درجہ اہم خُلق ہے۔ ارشاداتِ ربّانی اور اُسوہ رسولؐ کی روشنی میں جب ہم اپنا اپنا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں اپنے عمل میں بہتری کی بہت گنجائش نظر آتی ہے۔ ہم نے سنا کہ آپ ﷺ تو اپنے جانی دشمنوں تک کو بھی معاف کر دیا کرتے تھے لیکن ہم میں سے بعض اپنے نہایت قریبی بلکہ رحمی رشتے داروں تک کے قصور معاف کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔ بڑے دکھ اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہاں تک دیکھا گیا ہے کہ ایک ہی ماں کا دودھ پینے والے اور ایک ہی صحن میں کھیلنے والے بعض بہن بھائیوں کی آپس میں رنجشیں اور ناراضگیاں چل رہی ہیں اور سالہا سال سے آپس میں قطع تعلق کئے بیٹھے ہیں۔ پس ضرورت اِس اَمر کی ہے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف کریں اور درگذر سے کام لیں۔ اپنا حق چھوڑ دیں لیکن اپنے بھائی کو اپنے حق کے لئے نہ چھوڑیں۔ خود سے کوئی غلطی ہو جائے تو معافی مانگ لیں۔ دوسرا معافی کا طالب گار ہو تو کھلے دل سے اُسے معاف کر دیں۔

اب آخر پر خاکسار امام الزمان حضرتِ اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ کلمات اِس دعا کے ساتھ پیش کر کے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِن نصائح پر عمل کرنے کی کماحقہ توفیق عطا فرمائے۔ آپ علیہ السلام اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازہ سے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں''۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

(مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب، جنرل سیکرٹری جرمنی)

جلسہ سالانہ 2021ء کا ہنگامی انعقاد اور انتظامی ڈھانچہ

یہ اگست 2021ء کی بات ہے کہ محترم امیر صاحب پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو جرمنی میں بھی جلسہ سالانہ کے انعقاد کے لئے اجازت کی درخواست کی۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دو روزہ جلسہ کی اجازت فرمائی۔ محترم امیر صاحب نے واپس آ کر یہ مژدہ سنایا تو جلسہ کے انتظامی بورڈ کے ہنگامی اجلاس میں بنیادی نوعیت کی منصوبہ بندی کر کے منظوری کے لئے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بجھوا دی گئی۔ اس میں جلسہ سالانہ برطانیہ کے انتظامات کی روشنی میں مختلف پالیسیوں کے علاوہ نائب افسران کی تجاویز بھی تھیں۔ جن کی منظوری عطا ہونے کے بعد طے ہوا کہ چونکہ حکومت کی طرف سے محدود تعداد کی پابندی ہو گی لہٰذا مئی مارکیٹ من ہائیم کی انتظامیہ سے دریافت کیا جائے۔ چنانچہ مئی مارکیٹ انتظامیہ سے رابطہ ہوا تو انہوں نے بتایا کہ یہاں جلسہ کا انعقاد یکم اور دو اکتوبر کو ممکن ہے اور ساتھ ہی اطلاع دی کہ ہال نہیں مل سکے گا یعنی ہمیں کھلے میدان میں بڑی مارکیاں لگا کر جلسہ کرنا پڑے گا۔ مارکیاں مہیا کرنے والی کمپنیوں سے رابطہ ہوا تو انہوں نے بتایا کہ ان ایّام میں مارکیاں مہیا کرنی ممکن نہ ہوں گی۔ اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ ستمبر کے آخری ہفتہ میں جرمنی کے قومی انتخابات کی وجہ سے تمام بڑے ٹینٹ پہلے سے مختلف مقامات پر لگے ہوئے ہیں اور انتخابات کے بعد اتنے کم دنوں میں ان کی دستیابی ممکن نہ ہو گی۔ اس صورت حال میں کوئی پریشانی سی پریشانی ہوئی۔ لیکن ایسے کسی بھی موقع پر ہمارا ہتھیار تو ہمیشہ دعا ہی ہوا کرتا ہے چنانچہ خاکسار نے فوری طور پر پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں خط لکھا اور ساری تفصیل بیان کر دی۔ خدا کی قدرت ملاحظہ ہو کہ رات یہ خط بھجوایا گیا جو ظاہر ہے کہ اگلے روز دوپہر تک پیش ہوا ہو گا اور حضور انور نے یقیناً دعا کی ہو گی۔ چنانچہ دوپہر کے بعد مئی مارکیٹ انتظامیہ کی طرف سے اچانک فون آیا کہ اگلے ہفتہ یعنی 8 اور 9 اکتوبر کو جس پروگرام کی وجہ سے یہ جگہ مصروف تھی، منسوخ ہو گیا ہے اور اب اگر ہم ایک ہفتہ تاخیر سے جلسہ کرنا چاہیں تو ہال بھی مل سکتا ہے۔ اس حیرت انگیز اعجازی تائید الٰہی نے جہاں ہمارے ایمانوں کو ایک مرتبہ پھر تازہ کر دیا وہاں ہمارے لئے بہت سے مشکل کام بھی آسان ہو گئے۔ مارکیوں والی کمپنی نے بھی کہہ دیا کہ وہ اُس وقت تک مارکیاں مہیا کر دیں گے۔ اس پر اپنے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے پیارے آقا کی خدمت میں بھی اطلاع کر دی گئی اور اس کے ساتھ ہی زور و شور سے جلسہ کی تیاریاں ہنگامی بنیادوں پر شروع کر دی گئیں اور آخر کار چند دنوں میں جرمنی کے جنّوں نے مئی مارکیٹ کو وقارِ عمل کر کے ہمارے جلسہ گاہ کے روایتی مناظر کے ساتھ سجا دیا اور یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ اپنی روایات کے مطابق منعقد ہوا، الحمد للہ۔

جہاں تک جلسہ کی انتظامیہ کا تعلق ہے تو بنیادی طور پر اس کے تین افسران ہوتے ہیں جن کی منظوری سال کے شروع میں ہی خلیفۂ وقت سے لی جاتی ہے۔

1۔ افسر جلسہ سالانہ، 2۔ افسر جلسہ گاہ، 3۔ افسر خدمت خلق

ان ہر سہ افسران کے تحت نائب افسران کا تقرر ہوتا ہے اور ان کی بھی منظوری خلیفۂ وقت عطا فرماتے ہیں۔ امسال ان نائب افسران اور ان کے ذمہ شعبہ جات کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

افسر جلسہ سالانہ (خاکسار محمد الیاس مجوکہ، جنرل سیکرٹری جرمنی)

جلسہ کے تمام انتظامی امور کے نگران اور ذمہ دار افسر جلسہ سالانہ ہوتے ہیں تاہم دفتر جلسہ سالانہ، معائنہ، رپورٹنگ، ہر قسم کی خریداری اور جملہ مالی امور ان کی براہ راست نگرانی میں تھے۔ دیگر انتظامات کے لئے ان کے مندرجہ ذیل نائب افسران اور ان کی زیر نگرانی شعبوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1	مکرم حافظ فرید احمد خالد صاحب	سوشل میڈیا اور سافٹ وئیر، آئی ٹی سپورٹ، استقبالیہ، ٹرانسپورٹ، رجسٹریشن، معلومات۔
2	مکرم ظفر احمد ناگی صاحب	امانات، تزئین جلسہ سالانہ، حاضری نگرانی، رہائش، نظافت۔
3	مکرم ابرار الحق صاحب	بجلی، سٹور، ترسیل سامان، طبی امداد۔
4	مکرم راشد ارشد خان صاحب	تیاری۔ وائنڈ اپ۔ سینیٹری کے انتظامات۔ رابطہ مستورات۔ ٹینٹ۔
5	مکرم احسان الحق صاحب	لنگر۔ تیاری و وائنڈ اپ لنگر۔ کوالٹی کنٹرول کھانا۔ گیس انسٹالیشن۔
6	مکرم ملک سکندر حیات صاحب	ریز روٹینٹ، ضیافت۔

افسر جلسہ گاہ: مکرم مولانا صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی

جلسہ کے تمام علمی پروگراموں اور جلسہ گاہ کی تیاری کے نگران اور ذمہ دار ہوتے ہیں، ان کی براہ راست نگرانی میں دفتر جلسہ گاہ، میڈیا اور شعبہ تربیت نے کام کیا تاہم ان کے مندرجہ ذیل نائب افسران اور ان کی زیر نگرانی شعبوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1	مکرم منور احمد صاحب	تیاری جلسہ گاہ۔ وائنڈ اپ۔ تزئین جلسہ گاہ
2	مکرم عمران ذکاء صاحب	تقسیم کارڈز، رابطہ ایم ٹی اے، ترجمانی، تیاری و وائنڈ اپ جلسہ گاہ مستورات
3	مکرم مظفر احمد صاحب	لاؤڈ سپیکر، سکرین، ریڈیو، فوٹو گرافی، سیکیورٹی ٹیکنیکل آلات۔
4	مکرم حسنات احمد صاحب	پروگرام، نظم و ضبط، آب رسانی، سٹیج۔

افسر خدمت خلق: مکرم احمد کمال صاحب، صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی

افسر خدمت خلق، جلسہ کے دفتر خدمت خلق اور ہنگامی امداد کے نگران اور ذمہ دار ہوتے ہیں۔ ان کے نائب افسران اور ان کی زیر نگرانی نظامتوں کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

1	مکرم عثمان احمد صاحب	سیکیورٹی سٹیج، کام کے دوران تحفظ اور سیکیورٹی، سیکیورٹی جلسہ گاہ۔
2	مکرم سجاد حید رعتیق صاحب	عمومی، پیرامیٹر سیکیورٹی، داخلی سیکیورٹی۔
3	مکرم اسامہ احمد صاحب	خدمت خلق بیرون۔ حفاظت پرچم۔ خدمت خلق ٹیم۔
4	مکرم منیب احمد صاحب	پارکنگ 1۔ پارکنگ 2۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ جرمنی 2021ء کے اختتامی اجلاس کا خلاصہ

(مرتبہ: شعبہ تربیت جرمنی)

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیان فرمایا:

جلسہ سالانہ کا مقصد روحانیت میں ترقی کرنا اور اُس کے لیے کوشش کرنا ہے، اپنی اصلاح کے لیے اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کے لیے ایک جگہ جمع ہونا ہے۔ روحانی ماحول میں رہتے ہوئے تقویٰ میں ترقی کرنا ہے اگر یہ نہیں تو جلسہ کا انعقاد بے مقصد ہے۔ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والا ہر جرمن احمدی چاہے اس نے جلسہ گاہ میں آ کر جلسہ سُنا یا گھر میں بیٹھ کر جلسہ سنا، اُس نے اپنے لیے ایک سال کا روحانی مائدہ جمع کرلیا ہے اب اُس کی جگالی کرنا اور اُسے اپنی زندگی کا حصہ بنانا ہر احمدی کا کام ہے۔ پس ہر ایک کو اِس بات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی زندگی گزارنی چاہیئے ورنہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ جس تقویٰ اور پاک تبدیلی کے حصول کے لیے ہم جلسہ میں شامل ہوئے تھے اُس کے حصول کی ہم کوشش کر رہے ہیں۔

تقویٰ کیا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کا دعویٰ کرتے ہیں اگر حقیقت میں ہم نے اس بیعت کا حق ادا کرنا ہے تو یہ جڑ اپنے دلوں میں لگانی ہو گی تا کہ تقویٰ کے شیریں ثمر ہمارے ہر عمل کو لگیں ورنہ ہمارے دعوے کھوکھلے ہیں، ہمارے ایمان بھی تبھی مضبوط ہوں گے جب ہمارے اندر اور باہر اندرونہ اور بیرونہ ایک ہو جائیں گے، جب ہمارے قول اور عمل ایک جیسے ہوں گے۔ پس ہمیں یاد رکھنا چاہیئے تقویٰ کی جڑیں مضبوط ہوں گی تو ایمان کی جڑیں بھی مضبوط ہوں گی ورنہ شیطان کے حملوں کا ہم مقابلہ نہیں کر سکتے، شیطان تو حملہ کرتا رہے گا، یہ بات اُس نے روزِ اوّل سے جب سے کہ آدمؑ پیدا ہوا ہے کہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ میرے وہ بندے جو تقویٰ پر چلتے رہیں گے شیطان کے حملہ سے بچتے رہیں گے۔

تقویٰ کے ذرائع

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بے شمار جگہ پر قرآن کریم میں بھی فرمایا ہے کہ تقویٰ کیا چیز ہے اور تم نے کس طرح اُس پر چلنا ہے، وہ کون سے ذرائع ہیں جن سے تم تقویٰ پر چل سکتے ہو اِس بارہ میں جو خاص طور پر زور دے کر قرآن کریم کے حکم کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا ہے۔ وہ یہ ہے تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرو کیونکہ یہی انسان کی پیدائش کا مقصد ہے اور یہی تمہیں تقویٰ میں بڑھانے والی چیز ہے بشرطیکہ عبادت کا حق ادا کرتے ہوئے عبادت کی جائے نہ یہ کہ صرف سر سے بھار اتارنے کے لیے نمازیں ادا کی جائیں اور جو انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اُس کے ہر کام میں برکت عطاء فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت

حضورانور نے فرمایا: آجکل کے زمانہ میں جبکہ دنیاوی خواہشات اور چکا چوند نے ہر انسان کو گھیرا ہؤا ہے اور شیطان ہر طرف سے حملہ کی کوشش کر رہا ہے اور اسے خدا تعالیٰ سے دور لے جانے کی کوشش کر رہا ہے، ایک احمدی کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی کوشش کرے اور اِس کا بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا نہ کرنا تو کافروں کا شیوہ ہے اور اُن کی زندگیاں اس حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے جانوروں کی زندگی ہے، پس ایک مؤمن کو اور اُس شخص کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے کا اقرار کرکے اپنے ایمان کی مضبوطی کا دعویٰ کرتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حق کی ادائیگی کی طرف ہر وقت کوشش کرنی چاہیئے۔

کفّار اور مؤمنوں کی زندگی کے نمونے

حضورانور نے فرمایا: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، سورۂ عصر میں اللہ تعالیٰ نے کفّار اور مؤمنوں کی زندگی کے نمونے بتائے ہیں، کفّار کی زندگی بالکل چوپاؤں کی سی زندگی ہوتی ہے جن کو کھانے اور پینے اور شہوانی جذبات کے سوا اَور کوئی کام نہیں ہوتا۔ یَاۡکُلُوۡنَ کَمَا تَاۡکُلُ الۡاَنۡعَامُ۔ (محمد:13) (اس طرح کھا رہے ہیں جیسا جانور کھا رہے ہیں) مگر دیکھو ایک بَیل چارہ تو کھالے لیکن ہل چلانے کے وقت بیٹھ جائے اُس کا نتیجہ کیا ہو گا، یہی ہو گا کہ زمیندار اُسے بوچڑ خانے میں جاکر بیچ دے گا۔ (ذبح کرنے کے لیے بیچ دے گا)۔

انسانی پیدائش کی غرض عبادت ہے

حضورانور نے فرمایا: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ متقی کی زندگی کی پروا کرتا ہے اور اس کی بقا کو عزیز رکھتا ہے۔ اور جو اس کی مرضی کے برخلاف چلے وہ اس کی پروا نہیں کرتا اور اس کو جہنم میں ڈالتا ہے۔ اس لیے ہر ایک کو لازم ہے کہ اپنے نفس کو شیطان کی غلامی سے باہر کرے۔ جیسے کلوروفارم نیند لاتا ہے اسی طرح پر شیطان انسان کو تباہ کرتا ہے اور اسے غفلت کی نیند سلاتا ہے اور اسی میں اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔

اپنے مقصدِ پیدائش کو سمجھیں

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اِس حوالہ سے ارشاد فرمایا کہ پس بڑے خوف کا مقام ہے، ہم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ اپنے مقصدِ پیدائش کو سمجھیں اور اِس کو سمجھ کر اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں اپنی عبادتوں کو سنواریں یہاں یورپ کی آسائشوں یا ترقی یافتہ ملکوں کی جو آسائشیں ہیں ہمیں ہمارے مقصد پیدائش سے غافل نہ کریں اگر خدانخواستہ ایسا ہے تو پھر ہم نے اپنی بیعت کا حق ادا نہیں کیا۔ پس پہلی اور بنیادی چیز تو یہ ہے کہ ہم اپنے پیدا کرنے والے کا حق ادا کریں اور اُس کی عبادت کا حق ادا کرتے ہوئے اپنی دنیا و آخرت کو سنوارنے والے بنیں پھر اِس کے بعد اللہ تعالیٰ کے باقی احکامات ہیں اُن پر بھی چلنے کی کوشش کریں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیان فرمایا:

اپنے روزمرہ کے معاملات میں ہم کیا کرتے ہیں یہ ہمیں دیکھنے کی ضرورت ہے ہمارا بولنا، ہماری باتیں کرنا، ہمارا ایک دوسرے سے تبادلۂ خیال کرنا، ہمارے ایک دوسرے سے کسی کاروبار میں یا کسی بھی وجہ سے جو انٹرایکشن ہے، بات چیت ہے، اُس کو ہم کس طرح کر رہے ہیں، اگر ہماری زبانوں کے غلط استعمال ہیں تو ہم اسلام کی تعلیم سے دور جا رہے ہیں، تقویٰ سے دور جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ ہم ایک دوسرے کے کیا اور کس حد تک حق ادا کر رہے ہیں، عبادت کا حق ادا کر رہے ہیں تو ساتھ دوسرے بھی حقوق دیکھنے ہوں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ ہمارا سلوک کیسا ہے تبھی تقویٰ کی صحیح راہوں کا ہمیں پتا چلتا ہے، ہم نے دیکھنا ہے کہ آپس میں کس حد تک ہم محبّت اور پیار سے رہ رہے ہیں، تکبر سے بچنے کی ہم کس حد تک کوشش کر رہے ہیں، عاجزی کی راہوں کو ہم کس حد تک اپنا رہے ہیں، اپنے عہدوں کو کس حد تک پورا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، سچائی کے قیام کے لیے ہم کیا کوشش کر رہے ہیں کیونکہ سچائی کا قیام ہی ہے جو ہمیں شرک سے بھی پاک کرتا ہے، اپنی اولادوں اور اگلی نسلوں کو سنبھالنے کے لیے ہماری کیا کوشش ہے کہ تقویٰ اُن میں جاری رہے اور وہ بھی اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق گزارنے کی کوشش کرنے والے ہوں، پس اِس حوالہ سے ہمیں ہر چیز کو دیکھنا ہوگا کہ جو بھی نیکیاں ہیں جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے ہم کر رہے ہیں اور جو بھی برائیاں ہیں جن سے رکنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے اُن سے رک رہے ہیں اگر تو یہ ٹھیک ہے تو پھر ہم یقیناً تقویٰ پر چلنے والے کہلا سکتے ہیں۔ پس اپنی زندگیوں کو ہمیں یونہی نہیں ضائع کر دینا چاہیئے بلکہ ہمارا ہر قول و عمل ہمیں صحیح راستے پر ڈالنے والا ہونا چاہیئے۔ ہماری آپس کی

محبّت ایسی ہو جو ایک مؤمن کو دوسروں سے ممتاز کرنے والی ہو، گھر کے ماحول سے لیکر معاشرہ کے عمومی تعلقات تک ہم اس کی اعلیٰ مثالیں قائم کرنے والے ہوں اور یہ نظر آنی چاہئیں ورنہ نہ ہی گھر میں امن وسکون رہتا ہے نہ ہی معاشرہ میں اور جب ہم اِس پر غور کرتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ بدظنی کی وجہ سے یہ امن وسکون برباد ہو رہا ہوتا ہے۔ ایک برائی بہت بڑی بدظنی بھی ہے، بعض فتنہ انگیز بدظنی کی بات دل میں پیدا کر دیتے ہیں کوئی ایسی بات کر دیتے ہیں جس سے بدظنی دل میں پیدا ہو جائے اور جلد باز انسان بغیر سوچے سمجھے اُس بات پر یقین بھی کر لیتے ہیں یا آپس میں صحیح طرح ایک دوسرے کی بات کو سمجھا نہ سکنے کی وجہ سے بدظنیاں پیدا ہو جاتی ہیں، اِس لیے اللہ تعالیٰ نے بدظنی کو بہت بڑا گناہ قرار دیا ہے کہ اِس وجہ سے معاشرہ کا امن وسکون برباد ہوتا ہے اور اِس حکم کی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی سخت قسم کا جھوٹ ہے اور ایک دوسرے کے عیب نکالنے کی جستجو میں نہ رہو، ایک دوسرے کے خلاف تجسس نہ کرو۔ اور پھر اِس کے ساتھ ہی آنحضرت ﷺ نے بہت سی برائیوں کا ذکر فرمایا ہے کہ اِن سے بچو کیونکہ یہ معاشرہ کا امن برباد کرتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا! اپنے بھائی کی اچھی چیز ہتھیانے کی حرص نہ کرو، کسی کے پاس اچھی چیز دیکھو تو اُسے فوری طور پر اپنے قبضے میں لینے کی حرص نہ کرو، حسد نہ کرو، کسی کی اچھی چیز دیکھ کے یا ترقی دیکھ کر تمہارے اندر حسد نہیں پیدا ہونی چاہیئے، مسابقت کی روح بے شک ہو، آگے بڑھنے کی روح بے شک ہو لیکن حسد کرتے ہوئے اُسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہو پھر تم، اِس لیے حسد نہ کرو، آپس میں دشمنی نہ رکھو، دشمنیاں بھی بدظنّیوں کی وجہ سے عموماً پیدا ہوتی ہیں جائزہ لے لیں تو۔ آپ ﷺ نے فرمایا! ایک دوسرے سے بے رُخی نہ بَرتو اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اللہ تعالیٰ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔ اللہ تعالیٰ کے بندے بننے کا مطلب کیا ہے، اِس کا مطلب ہے حقیقی عبادالرحمٰن بنو اور عبادالرحمٰن تو وہی ہوسکتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کا بھی حق ادا کرنے والا ہو اور اُس کے حکموں پر چلتے ہوئے مخلوق کا بھی حق ادا کرنے والا ہو، پس جب انسان اللہ تعالیٰ کا بندہ بننے کی کوشش کرے گا تو اُس سے برائیاں سرزد ہو ہی نہیں سکتیں، آپ ﷺ نے فرمایا! مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اُس پر ظلم نہیں کرتا، اُسے رسواء نہیں کرتا، اُسے حقیر نہیں جانتا۔ آنحضرت ﷺ نے ہمیں کس باریکی سے اس بارہ میں نصیحت فرمائی ہے کہ فرمایا! ایک مسلمان کے لیے یہی برائی کافی ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کو تحقیر کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم جو حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہدِ بیعت باندھنے کا دعویٰ کرتے ہیں ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ تقویٰ پر چلتے ہوئے ہم عہدِ بیعت نبھا رہے ہیں یا نہیں اگر نہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ ایسے عہد شکنی کرنے والوں سے محبّت نہیں کرتا کیونکہ اِن میں تقویٰ نہیں ہے۔ پس اگر ہم غور کریں تو ہمارے لیے کوئی راستہ نہیں ہے اِس کے علاوہ کہ ہم ہر برائی کو بیزار ہو کر ترک کریں اور اُن راہوں پر چلنے کی کوشش کریں جو نیکی اور تقویٰ کی راہیں ہیں۔ پس ہر احمدی کو اِس سوچ کے ساتھ اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور جائزہ لینا چاہیئے! عہدِ بیعت کوئی معمولی عہد نہیں ہے کیا حقیقت میں ہم نے اپنے آپ کو بیچ دیا ہے اگر نہیں تو ہم ابھی تقویٰ کے وہ معیار حاصل نہیں کر سکے جو ایک مؤمن کے لیے ضروری ہیں۔ اگر ہم نے بیعت کا حق ادا کر دیا تو ایک انقلاب ہم بہت جلد دنیا میں برپا ہوتا دیکھ لیں گے۔ لیکن بعض لوگ اپنی مرضی کی بات نہ ہو تو مَیں نے دیکھا ہے خلیفۂ وقت کی باتوں کو بھی رد کر دیتے ہیں کجا یہ کہ اپنے عہدِ بیعت کو پورا کریں، گزشتہ دنوں جب یُو کے جلسہ میں مَیں نے عورتوں کے حقوق کی بات کی تو مجھے پتا لگا کہ بعض خاندانوں نے یہ کہا کہ یہ کہاں سے نکال لیے اِنہوں نے فتوے حالانکہ جو باتیں مَیں نے کیں وہ قرآن، حدیث اور حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے مطابق تھیں کہ کیا حقوق ہیں عورتوں کے، تو اِس طرح کے اختلاف رکھنے والے جو ہیں وہ کس طرح حقِ بیعت ادا کر سکتے ہیں؟

حضورِ انور نے فرمایا: پس آج یہاں سے اِس عہد کے ساتھ اٹھیں کہ بیعت کا پورا حق ادا کرنے کی کوشش کرنی ہے اور اپنی توبہ کا جو حق ہے اُس طرح توبہ کرنی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف مکمل طور پر جھک جانا ہے تا کہ ہمارا شمار بھی اللہ تعالیٰ کے محبّوں میں ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضورِ انور کی تمام نصائح پر کماحقہ عمل کرنے والا بنائے، آمین۔

منظرنامہ

(تحریر: مدبّر احمد خان)

ہمارا جلسہ سالانہ
2021ء

نسٹالجیا، انگریزی کا بے حد خوب صورت لفظ ہے۔ اسے یادِ ماضی سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ یادِ ماضی کو اردو کے شاعر نے عذاب قرار دے دیا ورنہ یادِ ماضی کے اور بہت سے پہلو ہیں۔ گو کہ یادِ ماضی اکثر اداسی پیدا کرتی ہے لیکن اگر کوئی ماضی سے منسوب چیز حاصل ہو جائے تو اس سے بہت خوش کُن کیفیت دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ نسٹالجیا کے دوسرے معنیٰ ہیں جو یادِ ماضی سے پورے طور پر ادا نہیں ہوتے۔ یعنی وہ خوشی کی کیفیت جو ماضی سے منسوب کسی چیز کے پانے سے پیدا ہوتی ہے۔

جلسہ سالانہ جرمنی 2021ء بہت سے احباب کے لیے نسٹالجک تھا۔ جنوب کی طرف جانے والی چھ نمبر شاہراہ سے Maimarkt Mannheim کی طرف راستہ لیتے سے پارکنگ تک اور پارکنگ کی سڑک پار کر کے صدر دروازے سے داخل ہو کر جلسہ گاہ میں جانے تک، ایک ایک منزل گویا 90ء کی دہائی اور 2000ء کی پہلی دہائی کے کئی جلسہ ہائے سالانہ کی یادیں تازہ کرتی رہی۔ اور کتنے ہی لوگوں کی خوش کُن یادیں اس جلسہ گاہ سے منسوب ہیں۔ جلسہ سالانہ میں کئی ایسے نوجوانوں سے ملاقات ہوئی جنہوں نے بتایا کہ انہوں نے بطور طفل آب رسانی کی ڈیوٹی پہلی مرتبہ اسی جلسہ گاہ میں کی تھی۔ ایک دوست نے یاد کیا کہ خدام الاحمدیہ کے تحت اپنے ریجن کے ساتھ انہوں نے مئی مارکیٹ کی پارکنگ میں کئی راتیں عمومی کی ڈیوٹی ادا کی تھی۔ بہت سے احباب 2001ء کا انٹرنیشنل جلسہ سالانہ یاد کر رہے تھے اور حیران تھے کہ اس جلسہ گاہ میں اتنے افراد کیسے سمائے تھے۔

امسال اکثر جماعتی پروگرام online منعقد ہوتے رہے۔ جلسہ سالانہ کا اعلان، انعقاد کی تواریخ سے چند ہی ہفتے پہلے ہوا۔ جلسے کی تاریخیں 8 اور 9 اکتوبر 2021ء مقرر ہوئیں۔ چونکہ اچانک پروگرام بنا تھا لہٰذا یہ فکر بھی لاحق تھی کہ تیاری کا کام اس مختصر وقت میں مکمل بھی ہو سکے گا۔ مگر حضرت مصلح موعودؓ کے اس شعر کے مصداق سارے مراحل کامیابی سے طے پا گئے۔

غیب سے فضل کے سامان ہوئے جاتے ہیں
مرحلے سارے ہی آسان ہوئے جاتے ہیں

کووڈ کی وجہ سے جب جلسہ سالانہ کا حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت کے بعد فیصلہ کیا گیا تو انتظامیہ کو بہت سی احتیاطی تدابیر اختیار کرنا پڑیں۔ ان میں سے سب سے بڑی تدبیر تعداد کی تحدید تھی۔ اس کا حل یہ نکالا گیا کہ کچھ تعداد کارکنان کے لیے مخصوص کی گئی اور اس کے بعد ایک random generator کے ذریعہ جلسے کے شاملین مقرر ہوئے۔ random generator کو یوں سمجھیں کہ کمپیوٹر محض اتفاق کی بنیاد پر نام چن کر دیتا ہے۔ اس میں صرف انہی لوگوں کے نام ڈالے گئے جو جلسے میں شامل ہونے کی تمام شرائط پوری کرتے ہوں۔ عام شرطوں کے علاوہ اس دفعہ کووڈ کی وجہ سے کچھ اضافی شرائط بھی شامل تھیں، جو یہ ہیں۔

1۔ صرف 15 سال یا اس سے زائد عمر کے احباب شامل ہو سکتے تھے۔

2۔ صرف ویکسینیشن یا کورونا سے صحت یابی کی طبی سند کے ساتھ شامل ہونا ممکن تھا۔

3۔ تازہ کووڈ کا منفی ٹیسٹ دکھانا لازمی تھا۔

اس کے علاوہ، سماجی فاصلہ، ماسک اور اپنی جائے نماز کا اہتمام بھی شاملین نے کیا۔ انتظامیہ نے مزید اس بات کا بھی خیال رکھا، کہ پہلے روز یعنی جمعے کے روز قریب کی جماعتوں سے افراد آئیں اور دوسرے روز دُور کی جماعتوں کے افراد کو موقع دیا جائے۔ یوں زیادہ لوگ جلسے سے استفادہ کر پائیں گے اور دُور کی جماعتوں سے آنے والوں کو زیادہ دُشواری نہ ہو گی۔ نیز ایک اور سہولت کا بھی خیال رکھا گیا، وہ یہ کہ فیملیز کے افراد کو اکٹھا رکھنے کی کوشش کی گئی۔

جلسہ سالانہ کا عنوان اور جلسہ گاہ کا منظر

جلسہ سالانہ کا عنوان ''جاءالمسیح جاءالمسیح'' رکھا گیا۔ اور اسی کی مناسبت سے حضرت مسیح موعودؑ کا یہ مصرع ''اسمعوا صوت السماء جاءالمسیح جاءالمسیح'' سٹیج کے کھلتے ہوئے نیلے رنگ کے بینر پر سنہری حروف میں درج کیا گیا جو بہت دلآویز لگ رہا تھا۔ اس کے ساتھ بائیں حصے پر اس کا جرمن ترجمہ درج تھا اور درمیان میں منارۃ المسیح کی تصویر تھی۔ اسٹیج اور جلسہ گاہ بہت خوب صورت بنے ہوئے تھے۔ جلسہ گاہ میں سماجی فاصلے کو قائم رکھنے کے لیے کرسیاں لگائی گئی تھیں جن پر شاملین تشریف فرماتے۔ نماز کے لیے احباب کرسی کے ساتھ ہی اپنا جائے نماز بچھا لیتے اور یوں سماجی فاصلے کو قائم رکھتے ہوئے نماز ادا کرتے جس سے پُر وقار طریقے سے نماز کا اہتمام ہو جاتا۔

Mai-Markt چونکہ کھلی فضا میں ہے اور Messe Karlsruhe کے برعکس اس کا اکثر حصہ ڈھکا ہوا نہیں ہے، اس لیے شعبہ جات کے لیے حسبِ ضرورت چھوٹے یا بڑے خیمے لگائے گئے تھے۔ ضیافت کے خیمے کے علاوہ تربیت کا ایک بڑا خیمہ موجود تھا جس میں ذاتی مسائل پر مربیانِ سلسلہ سے گفتگو کا موقع فراہم کیا گیا تھا، نیز کتب کا خیمہ، تاریخِ احمدیت جرمنی کی نمائش، مجلسِ صحت کا ایک خیمہ اور دیگر شعبہ جات کے بھی خیمہ جات یا اسٹال موجود تھے۔ جلسے کی کارروائی کا رواں ترجمہ جرمن، اردو، انگریزی اور عربی میں مہیا کیا جا رہا تھا۔ اور یہ ترجمہ ریڈیو کی فریکوینسی پر موبائل فون کے ذریعے یا ایک چھوٹے device کے ذریعہ، جو جلسہ گاہ میں دستیاب تھی، سنا جا سکتا تھا۔

شاملینِ جلسہ کی تعداد اگرچہ کم تھی اور ڈیوٹی دینے والے افراد بھی گزشتہ جلسوں سے کم تھے، تاہم اس کمی کا انتظامات کی وسعت پر کوئی اثر نہ پڑا۔ بلکہ کووِڈ کی وجہ سے ہر ڈیوٹی پر خدمت کرنے والوں کی ذمہ داریاں گزشتہ جلسوں کی نسبت زیادہ تھیں۔ لنگر کی ٹیم کی ذمہ داریاں بھی جلسے کی تیاری کے ساتھ ہی شروع ہوگئی تھیں۔ اس ٹیم نے روزانہ صبح پانچ بجے سے رات دس بجے تک ڈیوٹی دی۔ ضیافت کی ٹیم نے احباب کے لیے شام کا کھانا الگ الگ تھیلیوں میں بند کر کے بھی مہیا کیا، جس میں بیسیوں کارکنان بہت دیر تک مصروفِ عمل رہے اور بہت منظم طریقے سے یہ عمل جاری رہا اور کہیں پریشانی کے آثار کارکنان کے چہروں سے ظاہر نہ ہوئے۔ ایسا ہی نظافت کے کارکنان نے بھی صفائی کے معیار کو بہت بلند رکھا، چاہے بیت الخلا کی صفائی ہو یا جلسہ گاہ کی۔ سپلائی والے سٹور میں جانا ہوا تو وہاں ایک بہت بڑے ٹینٹ کے ایک طرف چھوٹا سا کمرہ بنا ہوا تھا جس میں میزوں کے دوسری طرف ہر وقت دو سے تین نوجوان اشیائے ضرورت حاصل کرنے والوں کی خدمت کے لئے مستعد نظر آئے۔ جلسہ کے کسی بھی شعبہ کا کوئی کارکن ان کے پاس آ کر کوئی چیز طلب کرتا تو اس کی ضرورت پوری کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی۔ بعض اوقات ان کارکنوں کو بار بار سٹور میں جا کر مطلوبہ چیز لانی پڑتی لیکن کسی کے چہرہ پر کسی قسم کی پریشانی نہ ہوتی بلکہ مکمل بشاشت کے ساتھ خدمت پر مامور رہتے اور جب تک طالب کو اس کی مطلوبہ چیز مل نہ جاتی یہ عمل جاری رہتا۔

بہر حال ہر طرف ڈیوٹی دینے والوں کے چہروں پر بشاشت اور احساسِ ذمہ داری دکھائی دیا۔ خدام و انصار، سبھی ڈیوٹی دینے والے افراد نے بہت محنت اور خلوص سے اپنی ذمہ داریاں ادا کیں، فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

تصویر: بشکریہ شعبہ سمعی بصری جرمنی

(سلطان احمد قمر)

جلسہ سالانہ جرمنی 2021ء اعداد و شمار کی روشنی میں

امسال جلسہ سالانہ حکومت کی طرف سے پانچ ہزار کی تعداد محدود تعداد کی پابندی کے ساتھ منعقد ہوا۔ چنانچہ اس تعداد کو اس طرح سے تقسیم کیا گیا تھا:

مرد: اڑھائی ہزار، خواتین: ڈیڑھ ہزار

کارکنان: سات سو مرد اور تین سو خواتین

چنانچہ اس منصوبہ بندی کے مطابق ہر منتخب مرد و عورت کے نام کا ایک کارڈ جاری کیا گیا تھا۔ جسے دکھانے پر ہی داخلہ کی اجازت ملتی۔ یہ کارڈ جاری ہونے کے بعد بعض احباب اپنی مجبوریوں کی وجہ سے شامل نہ ہو سکے جس کی وجہ سے ان کی جگہیں خالی رہیں۔ اس صورت حال میں جلسہ میں شاملین کی حاضری اس طرح سے رہی:

پہلے روز (جمعۃ المبارک)

احباب:2840 مستورات:1602

دوسرے روز (ہفتہ)

احباب:3207 مستورات:1720

لنگر خانہ

ناظم لنگر خانہ مکرم شیخ محمد عمران صاحب کی طرف سے پکائے جانے والے کھانے کی مہیا کی گئی تفصیل حسب ذیل ہے:

کُل دیگوں کی تعداد	525
شام کے کھانے کے لیے دیگوں کی تعداد	220 پلاؤ 110 پاستہ
کارکنان کی کل تعداد	100

مندرجہ ذیل کھانے تیار کیے گئے۔ سادہ چاول، پلاؤ، آلو گوشت، روٹی، پاستہ، دال، کھیر، سوجی کا حلوہ اور زردہ شام کے وقت دونوں روز کھانا ساتھ لے جانے کے لئے ڈبوں میں بند کر کے پیش کیا جاتا رہا۔ اس مقصد کے لئے کل 15000 ڈبے بنائے گئے۔ کھانے کی پیکنگ ساٹھ رضا کاروں کی ایک ٹیم نے کی جو دونوں دن ساڑھے چار بجے سہ پہر سے رات آٹھ بجے مصروف عمل رہتے ہوئے یہ خدمت سرانجام دیتی رہی، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مکرم شیخ صاحب نے کھانے کی تیاری کے ضمن میں بتایا کہ خاکسار نے حالیہ جرمنی میں آنے والے سیلاب کے دوران کولون میں کام کیا ہے۔ اس میں اس طرح کے بکس میں کھانا پیک کر کے متاثرین کو دیا جاتا رہا، وہاں کیا گیا تجربہ جلسہ میں بھی کام آیا۔ کھانا ان ڈبوں میں تین گھنٹے تک گرم رہتا۔ اس بار کھانا کا استعمال بھی بہت اچھا رہا اور بہت کم کھانا تقسیم کے بعد بچا۔

شعبہ ضیافت

شعبہ ضیافت کے ناظم مکرم طارق محمود صاحب ریجنل امیر نورڈرائن کی طرف سے مہیا کی گئی تفصیل:

ناشتہ اور دوپہر کے کھانے کا انتظام دو وسیع ٹینٹوں میں کیا گیا تھا۔ جہاں آٹھ مختلف جگہوں پر میزیں لگا کر کھانا پیش کیا جاتا رہا۔ چنانچہ ہر مہمان کو بآسانی کھانا میسر رہا اور سماجی فاصلہ کی پابندی بھی ممکن رہی، الحمدللہ۔ شعبہ ضیافت میں خدمت کا سلسلہ صبح ساڑھے سات بجے سے رات بارہ بجے تک جاری رہا نیز سیشن کے دوران بھی بوڑھے لوگوں، مریضوں نیز کارکنان کو کھانا دیا جاتا رہا۔

ناشتہ میں بروچن، مکھن، مربّہ جات اور چائے کے ساتھ مہمانوں کی تواضع کی جاتی رہی۔ ناشتہ اور دوپہر کے وقت شعبہ ضیافت میں یہ خدمات 14 مستقل کارکنان نے انجام دیں جبکہ نظم وضبط کے لئے شعبہ خدمت خلق کی طرف سے 18 کارکنان مہیا کئے گئے تھے۔

شعبہ پارکنگ

نائب افسر خدمت خلق مکرم منیب شاہد صاحب جن کے ذمہ پارکنگ کا شعبہ بھی تھا، نے بتایا کہ کل تین جگہیں پارکنگ کے لئے حاصل کی گئی تھیں۔ ان میں سے دو تو مئی مارکیٹ کے بالکل سامنے سڑک کے دوسری طرف تھیں جبکہ ایک 500 میٹر دور تھی۔ یہاں 40 کارکنان نے صبح 8 سے رات 11 بجے تک ڈیوٹی دی، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ شعبہ کے رپورٹ کے مطابق جمعہ کے دن 1650 اور ہفتہ کے دن 1790 گاڑیاں پارک کروائی گئیں۔

کورونا ٹیسٹ

شعبہ خدمتِ خلق کے تحت کورونا ٹیسٹ کا انتظام بھی کیا گیا تھا جس کے نگران مکرم ڈاکٹر سفیر نجم صاحب تھے۔ موصوف کی رپورٹ کے مطابق 3287 ٹیسٹ کیے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام کے نتائج منفی آئے۔ اس نظامت میں کل 26 کارکنان نے خدمات سرانجام دیں جن میں چار باقاعدہ ڈاکٹر حضرات بھی تھے۔

(تحریر: محمد انیس دیالگڑھی)

جلسہ سالانہ کے مبارک ایّام اور علم و عرفان سے معمور اجلاسات

جلسہ سالانہ کا اصل مقصد اس موقع حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور دیگر علمائے سلسلہ کی علم و عرفان سے معمور تقاریر ہوتی ہیں۔ چنانچہ اس کے لئے جلسہ سے بہت پہلے باقاعدہ پروگرام ترتیب دیا جاتا ہے اور جلسہ کے موقع پر اس کے مطابق اجلاسات میں یہ تقاریر ہوتی ہیں جو اتنے بڑے انتظامات کی جان اور مغز ہوتی ہیں۔

امسال بھی حسب روایت جلسہ کے پروگرام کا آغاز خطبہ و نماز جمعہ کے ساتھ ہوا۔ 13:25 پر نماز جمعہ کے لئے احباب جلسہ گاہ میں پہنچ چکے تو مکرم مولانا صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے خطبہ جمعہ دیا۔ آپ نے جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی اور جمعہ اور عصر کی نمازیں ادا کی گئیں۔ جس کے فوراً بعد 13:47 پر پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے جرمنی کا پرچم اور مکرم مبلغ انچارج صاحب نے لوائے احمدیت لہرایا۔ یہ مناظر یوٹیوب سٹریم پر براہِ راست نشر کیے گئے۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ جلسہ گاہ میں براہِ راست سنا گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی کا تسلسل برقرار رکھتے ہوئے آپ کی شہادت کا ذکر کیا اور خطبہ کے آخر میں جرمنی کے جلسہ کا بھی ذکر فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کے ساتھ عملاً 45ویں جلسہ سالانہ جرمنی کا افتتاح ہوگیا۔ خطبہ جمعہ کے بعد احباب نے کھانا کھایا۔

سہ پہر پونے پانچ بجے مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی کی صدارت میں اجلاسِ اوّل کا آغاز ہوا۔ تلاوتِ قرآنِ کریم مکرم حماد احمد صاحب واقفِ زندگی شعبہ سو مساجد نے کی۔ جرمن ترجمہ مکرم وسیم غفار صاحب نے جبکہ اردو ترجمہ مکرم شمس اقبال صاحب مربی سلسلہ نے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم قساوت صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے عربی قصیدہ کے چند اشعار ترنم سے پیش کئے جس کا اردو ترجمہ عربی ڈیسک کے انچارج مکرم حفیظ اللہ بھروانہ صاحب نے پیش کیا۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے ”عفو و درگزر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کی روشنی میں“ کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ میں سے نہایت ایمان افروز واقعات سنا کر حاضرین کے دلوں کو گرمایا اور آخر پر اس اسوۂ حسنہ کی روشنی میں اپنے جائزے لینے کی طرف توجہ دلائی۔ موصوف کی تقریر کا مکمل متن اسی شمارہ میں شاملِ اشاعت ہے۔

اجلاس اوّل کی دوسری تقریر جرمن زبان میں مکرم احمد کمال صاحب صدر خدام الاحمدیہ جرمنی کی تھی جس کا موضوع تھا: ”ایک احمدی مسلمان کی پہچان اور اس کا تشخص“۔

آپ نے اپنی تقریر کے آغاز میں فرشتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے مکالمہ کا ذکر کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت آدم کے بطور خلیفہ تقرر کا بتایا تھا۔حضرت آدم کے انتخاب کی وجہ یہ تھی کہ خدا تعالیٰ نے ان میں اپنی روح پھونکی جس کی وجہ سے اسے ایسا درجہ ملا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بھی اس کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو پیدا کیا تو اس سے پوچھا کہ کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں! ہم گواہی دیتے ہیں۔ ہم احمدی مسلمانوں کو ہمیشہ یہ بات اپنے سامنے رکھنی چاہیئے کہ ہم نے ایک لحاظ سے اپنے وجود میں آنے سے پہلے یہ گواہی دے رکھی ہے کہ اللہ ہمارا رب ہے وہی ہمارا نقطہ آغاز ہے اور اسی کی طرف ہمارا لوٹ کر جانا ہے۔

اس کے بعد آپ نے سوال اٹھایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر جو اپنی روح پھونکی ہے ہم اس کے حقیقی طور پر مظہر کیسے بن سکتے ہیں اور وہ کیا چیز ہے جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے مانند بناتی ہے؟ پھر حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں اس کا جواب بیان کیا۔جس کا ماحصل یہ ہے کہ یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے۔ یہ اب ہم پر مبنی ہے کہ ہم کس حد تک آپ ﷺ کے نیک نمونہ کو اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر بننے کی کوشش کر کے اپنی پہچان بناتے اور کراتے ہیں۔آپ کی تقریر کے بعد مکرم احمد معیز شاہد صاحب نے کلامِ محمود سے ایک نظم پیش کی۔

اس اجلاس کی تیسری تقریر مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ سلسلہ نے ”اسلام میں خدا کا تصور، انسان پر اس کی قدرتوں کے ظہور کے آئینہ میں“ کے عنوان سے کی۔ آپ نے اپنی تقریر کو پانچ ذیلی عناوین میں تقسیم کر کے سامعین کو یہ گہرا مضمون سمجھانے کی کوشش کی۔ 1۔اسلام میں خدا کا تصور 2۔انسان پر خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا ظہور کس رنگ میں ہوتا ہے 3۔خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا مظہر بننے کے بعد انسان میں ہونے والی تبدیلی 4۔تبدیلی کے نتیجہ میں خدا کی قدرتوں کا مظہر بننے کا ذریعہ۔ 5۔زندہ خدا کی قدرتوں کا مظہر بننے کا ذریعہ۔

ان عناوین کی تفصیل میں آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایسے ارشادات چن چن کر پیش کئے جن سے زندہ خدا کا وہ تصور واضح ہوتا ہے جسے آج امام الزمان نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور خدا تعالیٰ کی ان قدرتوں کا منظر آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے جو نوعِ انسانی پر احسانات کی صورت ہر طرف پھیلی پڑی ہیں۔ فاضل مقرر نے اپنی تقریر کو حضرت مسیح موعودؑ اور بزرگانِ سلسلہ کے خوبصورت اشعار سے مزین کیا۔

آج کے اجلاس کی آخری تقریر مربی سلسلہ مکرم طارق احمد ظفر صاحب استاد جامعہ احمدیہ جرمنی کی جرمن زبان میں ”خود مسیحائی کا دَم بھرتی ہے یہ بادِ بہار“ کے عنوان پر تھی۔ آپ نے اپنی تقریر کے آغاز میں بتایا کہ موجودہ زمانہ کی ضروریات کے لیے موعود اقوامِ عالم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تمام انبیاء کے لبادے میں عین وقت پر آنحضرت ﷺ کی روحانی آمد ثانی کے طور پر تشریف لائے۔سورہ کہف میں مذکور ذوالقرنین کے قصہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے کا مقصد، اس دور کے پُرفتن حالات، مسلمان اور عیسائی اقوام کا نقشہ، دجالی فتنہ کے ازالہ اور یاجوج ماجوج کے حملوں سے بچاؤ کے لیے دیوار کی تعمیر، یہ سب امور کس طرح سے اس دور کے ذوالقرنین نے سرانجام دیے اس کے متعلق تقریر میں روشنی ڈالی گئی۔ بالخصوص بتایا گیا کہ دجالی فتنہ اور یاجوج ماجوج کی ترقیات کے نتیجہ میں پھیلتی ہوئی دہریت کا کس طرح سے مسیح الزمان نے مقابلہ کیا اور اپنی جماعت کے لیے بچاؤ کی دیوار کیسے آپؑ نے کھڑی کی اور اس سلسلہ میں ہماری کیا ذمّہ داریاں ہیں۔

اجلاس کے اختتام پر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے ادا کی گئیں۔

اگلے روز 9 اکتوبر بروز ہفتہ مکرم ھبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت ہالینڈ کی صدارت میں پہلے اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا جو مکرم حافظ احتشام احمد صاحب نے کی۔ جرمن ترجمہ مکرم توقیر سہیل صاحب نے جبکہ اردو ترجمہ مکرم سید طاہر حسن بخاری صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد داؤد ناصر صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام ”اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے“ خوش الحانی سے پیش کیا۔

دوسرے دن کے پہلے اجلاس کے پہلے مقرّر مکرم افتخار احمد صاحب مربی سلسلہ تھے۔موصوف کی تقریر کا موضوع ”اسلام کا عالمی نظامِ نَو“ تھا۔مربی صاحب نے گذشتہ صدی میں عالمی نظام قائم کرنے کی کوششوں کا ذکر کیا۔ مگر اس میں کامیابی نہ ہوسکی۔ بلکہ دنیا میں پھیلنے والی بدامنیوں کو روکنے کا بھی کردار ادا نہ کرسکے۔مربی صاحب نے قرآنِ کریم کی آیت هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کی تلاوت کی اور بتایا کہ علمائے سلف کی تفاسیر اس بات پر متفق ہیں کہ اس آیت میں جو پیش گوئی کی گئی ہے، یہ مسیح موعودؑ کے زمانے میں مکمل طور پر پوری ہوگی۔حضرت مسیح موعودؑ کا جاری کردہ نظام کلیۃً قرآن وسنت پر مبنی ہے۔ اور خدا کی تقدیر سے جب دنیا کی اکثریت احمدیت یعنی حقیقی اسلام قبول کرے گی تو وہ نہ تلوار کے زور سے ہوگا، نہ سیاسی قوت سے بلکہ اسلامی تعلیم کی روحانی اور اخلاقی قوت سے ہوگا۔ اور اس کا اثر اُن لوگوں پر بھی پڑے گا جو براہِ راست اسلام قبول نہیں کریں گے لیکن عملاً اسلامی سوسائٹی کا حصہ ہونے کی وجہ سے اسلامی اقدار پر عمل کریں گے۔ فاضل مقرر کی یہ تقریر نہایت اعلیٰ زبان اور پُرمعارف نکات پر مشتمل تھی۔

اس اجلاس کے دوسرے مقرّر جامعہ احمدیہ جرمنی میں کلام اور موازنہ کے استاد مکرم محمد فاتح احمد ناصر صاحب مربی سلسلہ تھے۔ آپ نے ”اسلام میں حیات بعد الموت کا تصور“ کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرکہ آرا کتاب ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ میں دوسرے سوال کہ انسان کی زندگی کے بعد کی حالت یعنی عقبیٰ۔ کی روشنی میں اس موضوع سے متعلق تفصیلات بیان کیں۔ اور قرآنِ کریم، احادیثِ نبویہ اور خلفائے سلسلہ کے ارشادات کی روشنی میں پُرمعارف مضمون پیش کیا۔آپ نے بتایا کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اُخروی زندگی کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے کیونکہ اس کا تصور انسانی تربیت اور اصلاح کے لئے بہت بنیادی کردار کا حامل ہے۔

تقریر کے بعد مکرم راحیل احمد صاحب نے کلامِ محمود سے نظم پیش کی۔

آج کی تیسری تقریر مکرم مولانا شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی نے ''خلافت سے محبت اصلاحِ نفس کا ذریعہ ہے'' کے عنوان پر تقریر کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں امت مسلمہ کے بگڑ جانے کے بعد اس کی اصلاح کے لیے قیامِ خلافت کی پیشگوئی فرمائی تھی اور قرآن کریم میں بھی خلافت کا وعدہ کیا گیا ہے لیکن یہ وعدہ صرف انہیں لوگوں سے ہے جن کے اعمال صالح ہوں گے۔ اس پاکیزگی کے لیے اللہ تعالیٰ انبیاء کے بعد خلفاء کو مقرر فرماتا ہے اور ان وجودوں سے محبت اور ان کی پیروی سے ہی حقیقی اصلاح ممکن ہے۔ آپ نے واضح کیا کہ خلافت سے محبت کا مطلب یہ ہے کہ اپنے وجودوں میں ان صفات کو پیدا کیا جائے جو اللہ، اس کا رسول اور خلیفہ وقت ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ وفاؤں کے دعوے تب سچے سمجھے جائیں گے جب آپ ان دعووں کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں۔

اس کے بعد امیر جماعت جرمنی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے تقریر کی جو جلسہ سالانہ کی عمومی تقاریر میں سے بھی آخری تقریر تھی اور اس کا عنوان ''اسلام۔ نسل پرستی کے اس دور میں مساوات انسانی کا منشور'' تھا۔

آپ نے اپنی تقریر آغاز دنیا میں گذشتہ چار سو سال کے دوران انسانی حقوق کے لئے اُٹھنے والی تحریکوں سے کیا۔ آپ نے بتایا کہ یہ تحریکیں بڑی گرمجوشی سے شروع کی گئی تھیں اور ان کا بہت زیادہ چرچا سننے میں آتا ہے مگر اس فہرست میں اس ہستی کا نام بالکل بھی نہیں لیا جاتا جس نے حقیقت میں شرف انسانی کو قائم کیا اور جس کی روشنی چہار دانگ عالم میں پھیلی اور ایک عالم اس سے مستفیض ہو رہا ہے، یعنی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ نے دیگر تحریکوں کے ناکام ہوجانے کی وجہ یہ بیان کی کہ ان میں سے کوئی نظام بھی انصاف پر مبنی نہیں تھا۔ غریب ممالک آج بھی ان نظاموں کی طرف سے کی جانے والی ناانصافیوں کا شکار ہیں۔ اس کے مقابلے پر اسلام میں نہ تو گورے کو کالے پر فضیلت ہے اور نہ ہی کالے کو محکوم بنا کر رکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ کسی قوم کو دوسری قوم پر فضیلت حاصل نہیں ہے۔ مساوات، اتحاد، بھائی چارہ کی تعلیم قرآن میں بار بار دی گئی ہے۔ محترم امیر صاحب نے خطبہ حجۃ الوداع کا تفصیل سے ذکر کر کے بتایا کہ ایک انسان کو دوسرے انسان پر صرف تقویٰ میں فضیلت حاصل ہے۔ آپ نے خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر خلافت راشدہ کے دَور کی مثالیں دے کر واضح کیا کہ اسلام میں کس طرح اقلیت کے حقوق کا خیال رکھا جاتا تھا۔

اس اجلاس کے بعد کھانے کا وقفہ ہوا۔ سوا چار بجے نماز ظہر و عصر جمع کر کے ادا کی گئیں۔ پونے پانچ بجے اختتامی اجلاس سیّدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت صدارت میں شروع ہوا۔ مکرم حافظ طارق چیمہ صاحب نے تلاوت قرآنِ کریم اردو ترجمہ کے ساتھ پیش کی۔ جس کے بعد مکرم مرتضیٰ منان صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا بابرکت اور وَجد آفریں کلام اپنی مترنم آواز میں پیش کیا پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ جرمنی سے خطاب فرمایا۔

جلسہ کے دونوں روز نماز تہجد بھی باجماعت ادا کی جاتی رہی۔ جمعہ کے روز مکرم احمد کمال صاحب صدر خدام الاحمدیہ نے نماز تہجد کی امامت کی اور مکرم امتیاز احمد شاہین صاحب نے درس دیا۔ ہفتہ کے روز مکرم محمود احمد ملہی صاحب مربی سلسلہ کولون نے نماز تہجد پڑھائی اور درس بھی دیا۔

اس جلسے میں جمعے کے روز کُل 2840 مرد اور 1602 خواتین نے شرکت کی۔ اور ہفتے کو دن 3207 مردوں نے اور 1720 خواتین نے شمولیت اختیار کی۔

جلسہ سالانہ جرمنی میں
اہم سیاسی و سماجی شخصیات

جلسہ سالانہ جرمنی 2021ء کے موقع پر کورونا وباء کے باعث حسب روایت بیرونی مہمانوں کو مدعو تو نہ کیا جا سکا، تاہم بہت سی اہم سیاسی و سماجی شخصیات نے اس موقع کے لئے اپنے تہنیتی پیغام ریکارڈ کر کے بھجوائے جنہیں اجلاسات کے دوران سنا گیا۔ پیغامات بھجوانے والی شخصیات حسب ذیل تھیں:

پہلا اجلاس بروز جمعۃ المبارک:

1- Susanne Aschhoff, Die Grünen, Landtagsabgeordnete Baden-Württemberg
2- Stefan Fulst-Blei, SPD, Landtagsabgeordneter Baden-Württemberg
3- Manuel Hagel, CDU, Landtagsabgeordneter Baden-Württemberg
4- Christine Buchholz, Die Linke, religionspolitische Sprecherin
5- Ansgar Mayr, FDP, Landtagsabgeordneter, Baden-Württemberg
6- Ulrike Bahr, SPD, Bundestagsabgeordnete
7- Stefan Sauer, CDU, Bundestagsabgeordneter
8- Katja Leikert, CDU, Bundestagsabgeordnete, Mitglied des Menschenrechtausschuss

دوسرا اجلاس بروز ہفتہ:

9- Manne Luca, Minister für Integration, Baden-Württemberg
10- Daniel Born, Vizepräsident des Landtag Baden-Württemberg
11- Bodo Ramelow, Ministerpräsident Thüringen
12- Peter Heidt, FDP, Bundestagsabgeordneter, Mitglied des Menschenrechtsausschuss
13- Benjamin Strasser, FDP, Mitglied des Bundestags, religionspolitischer Sprecher
14- Filiz Polat, Grünen, Bundestagsabgeordnete, Integrationspolitische Sprecherin
15- Frank Schwabe, SPD, Bundestagsabgeordneter, Mitglied des Menschenrechtausschusses
16- Michael Meister, CDU, Staatsminister für Bildung, Bundesrepublik Deutschland
17- Frank Heinrich, CDU, Koordinator Runder-Tisch Ahmadiyya-Verfolgung im Bundestag

(ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ، سیکرٹری امور خارجیہ جرمنی)

تصویر: بشکریہ شعبہ سمعی بصری جرمنی

جلسہ سالانہ جرمنی 2021ء

شاملین جلسہ کی نظر سے

مکرم صداقت احمد صاحب، افسر جلسہ گاہ و مبلغ انچارج جرمنی تحریر کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ اس نے جماعت جرمنی کو نامساعد حالات میں بھی جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق بخشی، الحمدللہ۔ اس کے بعد ہم حضور انور کے بھی شکرگزار ہیں کہ آپ نے پہلے ازراہ شفقت خطبہ جمعہ میں ہمارے جلسہ کا ذکر فرمایا اور پھر جلسہ کے اختتامی خطاب کے ذریعہ سے نصائح سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کی عمر اور امر میں بے انتہاء برکت عطا فرمائے اور ہمیں ان قیمتیں نصائح پر کما حقہ عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

جلسہ سالانہ کورونا وبا کی وجہ سے ایک سال کے وقفہ سے منعقد ہوا اور محدود پیمانہ پر تھا۔ قرعہ اندازی کے ذریعہ منتخب ہونے والے افراد جماعت کو جلسہ میں شامل ہونے کی اجازت دی گئی تھی۔ لوگ ترسے ہوئے تھے چنانچہ جس احمدی کو اجازت نامہ ملا، اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے لئے برکتیں اور فیوض حاصل کرنے کا یہ نادر موقع پیدا کیا ہے اور اس کو اس تاریخی جلسہ میں شامل ہونے کی توفیق مل رہی ہے۔ جلسہ منعقد ہونے کی خوشی تھی لیکن اس کے ساتھ یہ بات ہر احمدی کو بے چین کئے ہوئے تھی کہ اس سال خلیفۃ المسیح جن کا وجود جلسہ سالانہ جرمنی کا ہمیشہ ہی روحِ رواں رہا ہے اور جن کے دَم سے ہمارے جلسہ کی رونق میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں گنا اضافہ ہو جاتا ہے، ہمارے جلسہ میں بنفسِ نفیس شامل نہیں ہو رہے تھے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بات ہمارے لئے کسی حد تک تسلی اور ڈھارس کا موجب تھی کہ حضور انور کم از کم ایم ٹی اے کی برکت سے ہمارے جلسہ میں مواصلاتی رابطہ کے ذریعہ شامل ہوں گے اور ایک لمبے وقفہ کے بعد جرمنی میں آباد احمدیوں سے براہ راست مخاطب ہوں گے۔ پوری نہ ہی سہی لیکن آدھی ملاقات تو ہو جائے گی۔ اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے مغموم دِلوں اور ترسی نگاہوں کی تسلی کا ایسا سامان کیا جو معجزہ سے کم نہیں۔

اختتامی خطاب کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب اپنے رہائش گاہ سے نکل کر ہال کی طرف تشریف لا رہے تھے تو ہمیں یوں لگا کہ جیسے حضور انور ہمارے درمیان ہی موجود ہیں اور وہ اسلام آباد (یوکے) کے مسرور ہال میں نہیں بلکہ ہمارے جلسہ گاہ میں ہی جلوہ افروز ہو رہے ہیں۔ اسلام آباد میں سٹیج کا بینر بھی ہمارے بینر کی ہی طرز پر تھا جس سے مزید سماں بندھ گیا اور یونہی لگتا تھا جیسے حضور انور ہمارے درمیان ہی جلوہ افروز ہیں اور جلسہ گاہ میں موجود ہر شخص خلیفۂ وقت کو اپنے انتہائی قریب محسوس کر رہا تھا۔ خاکسار اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر تحریر کرتا ہے کہ مجلس کے اندر اللہ نے ایک اعجازی رنگ پیدا کر دیا تھا۔ خلیفۂ وقت کے دیدار نے ہمارے اندر زندگی کی نئی روح پھونک دی اور آپ کے روح پرور خطاب کا غیر معمولی اثر دلوں پر ہو رہا تھا۔ یہ وہ بات ہے جس کا

اوپر تصویر میں دائیں سے بائیں۔ مکرم مولانا صداقت احمد صاحب، مکرم عبدالباسط طارق صاحب، مکرم چوہدری حمید اللہ ظفر صاحب، مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب۔

اظہار ہر شاملِ جلسہ کی زبان پر ہے اور خاکسار خود بھی اس کا شاہد ہے۔ خاکسار بھی حضور کی موجودگی اور خطاب کے دوران مسلسل اسی پرسرور اور روحانی کیفیت سے لُطف اٹھاتا رہا۔حضورانور کو دیکھتے ہی بے اختیار آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے اور یہ رِقّت کی کیفیت مسلسل قائم رہی، الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔حضورانور کا ایک ایک لفظ جادو کا سا اثر دکھا رہا تھا۔ ایک دوست نے آج ہی خاکسار سے ذکر کیا کہ اختتامی اجلاس کی کارروائی کے دوران جو حالت اس کے دل کی تھی ایسی کیفیت کا مشاہدہ انہوں نے کبھی نہیں کیا۔اسی طرح کے خیالات کا اظہار خاکسار سے اور بہت سے لوگوں نے کیا۔

الغرض جلسہ سے ہماری روحانی پیاس بجھانے کا سامان ہوا اور ہمیں روحانی طور پر غیرمعمولی توانائی اور طاقت ملی ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ کورونا بیماری کی صف مکمل طور پر لپیٹ دے اور وہ دن جلد لائے جب ہم پہلے کی طرح جلسے منعقد کرسکیں جن میں ہمارے پیارے آقا بنفسِ نفیس رونق افروز ہوں، آمین۔

المسلم مرآۃ المسلم

جماعت احمدیہ جرمنی کے اس وقت موجود سب سے پرانے ممبر محترم چوہدری شریف خالد صاحب تحریر فرماتے ہیں:

ہمارا جلسہ سالانہ ہمارے لئے ایک اجتماعی آئینہ کی حیثیت رکھتا ہے جس طرح آئینہ اپنے دیکھنے والے کو اس کی خوبیوں اور خامیوں سے روشناس رکھتا ہے۔اسی طرح ہمارا جلسہ سالانہ بھی ہمارے اجتماعی کردار کی چلتی پھرتی تصویر ہوتا ہے۔اور ہم بھی اور غیر بھی بڑی آسانی سے ہمارے کردار، خامیوں اور خوبیوں سے آگاہ ہوسکتے ہیں۔

خاکسار نے 1939ء میں سات سال کی عمر میں اپنے والد محترم کے ساتھ پہلی مرتبہ جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کی۔ یہ خلافت جوبلی والا جلسہ تھا۔ اس کے بعد خداتعالیٰ کے فضل سے مجھے 70 سے زائد جلسہ ہائے سالانہ میں شرکت کی توفیق ملی ہے۔میرا ایمان ہے کہ تربیت اور تبلیغ کے نقطہ نظر سے ہمارا جلسہ سالانہ روحانی

جلسہ کی کارروائی سنتے ہوئے تصویر میں دائیں طرف مکرم چوہدری شریف خالد صاحب نمایاں ہیں

بھی اور جسمانی بھی ہر لحاظ سے ایک خوبصورت عمل ہے اور اس کی خوبصورتی میں اضافہ ہم سب کا اوّلین فرض ہے۔اس سال 2021ء کا جلسہ سالانہ جرمنی کورونا وباء کے پیشِ نظر ایک خاص نوعیت کا حامل تھا اور اپنے اندر ایک خاص اہمیت رکھتا تھا کیونکہ اسی وجہ سے گذشتہ سال جلسہ نہ ہوسکا تھا۔ چونکہ اس جلسہ میں شاملین محدود تعداد میں تھے اس لحاظ سے اس کو جس احتیاط اور حسنِ عمل سے ترتیب دیا گیا تھا وہ قابل اطمینان تھا۔تمام سامعین کرسیوں پر بیٹھ کر یکسوئی سے تقاریر سنتے رہے اور جلسہ کی برکات سے مستفیض ہوئے۔شام کا کھانا اپنے ساتھ لے جانے کا فیصلہ بھی حالات کے لحاظ سے اچھا تھا۔ایم ٹی اے اور لاؤڈ سپیکر کا انتظام قابلِ تعریف تھا۔ سارے جلسہ کے دوران کسی قسم کی کوئی کمی محسوس نہ ہوئی۔

تقاریر بہت اچھی تھیں، تمام مقررین کا اندازِ خطابت سامعین کے جذبات سے وابستہ تھا۔محترم امیر صاحب جرمنی نے پہلے روز فرمایا کہ نعرۂ تکبیر آہستہ لگائے جارہے ہیں اور سامعین بھی اُس جذبہ سے جواب نہیں دے رہے۔شاید اس لئے کہ جلسہ پر نوجوان کم ہیں اور شریف خالد صاحب کی طرح کے بوڑھے زیادہ آگئے ہیں۔ میں ان کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ نعرے واقعی آہستہ لگ رہے تھے مگر اُس کی وجہ دراصل ایک وجود کی کمی تھی۔نعرے لگانے کے لئے طاقت کی اور جذبے کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ ہر احمدی خلافت کے وجود سے حاصل کرتا ہے۔سب لوگ جانتے تھے کہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ پر تشریف نہیں لا سکے تھے۔میری اس بات کی تصدیق اس امر سے ہوتی ہے کہ آخری روز خطاب کے لئے حضور جب ایم ٹی اے کے پر تشریف لائے تو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مسکراتے چہرہ پر نظر پڑتے ہی نعروں کی گونج نے دو دن کی کمی کو پورا کر دیا، الحمدللہ علیٰ ذالک۔

خلافت جماعت کی ہے پاسداری
خلافت میں مضمر ہے طاقت ہماری

خداتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم پیارے آقا کو بہت جلد پہلے کی طرح اپنے جلسہ پر رونق افروز دیکھیں اور وہ بہاریں ہمیں اُسی طرح طاقت دیں۔خداتعالیٰ جلسہ سالانہ پر کام کرنے والے سب احباب کو اُن کی خدمت کا اجر دے، آمین۔

جرمنی کے شمال سے جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہوئے معروف خادم جماعت جرمنی محترم کولمبس خان صاحب تحریر فرماتے ہیں:

کورونا کی وجہ سے بعض پابندیوں کے ساتھ جماعت احمدیہ جرمنی کا 45واں جلسہ سالانہ اِس سال دو دِنوں کے لئے مورخہ 8 اور 9 اکتوبر کو من ہائیم میں، مئی مارکیٹ ایریا میں منعقد ہوا۔ جماعت نے اِس میں شامل ہونے کی غرض سے قرعہ اندازی کے ذریعہ ایک ایک دن کے لئے اجازت نامے جاری کئے تھے اور خوش قسمتی سے دوسرے دن کے لئے خاکسار کا نام بھی نکل آیا، الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ چنانچہ جلسہ کی پہلے

روز کی کارروائی گھر بیٹھے ٹیلی ویژن پر دیکھی تھی اور دوسرے روز جلسہ میں خود حاضر ہو کر اس سے استفادہ کیا۔ ہر بار جلسہ پر جانے کے بعد انسان کو اطمینان ہوتا ہے کہ اچھا کیا اور نہ جانے سے پیدا ہونے والے احساس محرومی سے بچ گئے۔

پہلے ہر سال ہم گاڑیوں میں جایا کرتے تھے جبکہ اس بار ہم دونوں میاں بیوی نے ہمبرگ سے من ہائیم تک ٹرین کے ذریعہ سفر کیا جو نہایت خوشگوار ثابت ہوا۔ اسی ٹرین میں ہمبرگ اور نواح کے اور بھی بہت سے احمدیوں نے سفر کیا۔ من ہائیم اسٹیشن پر جماعت کی طرف سے جلسہ گاہ تک شٹل کا انتظام تو کیا گیا تھا لیکن ہمارے لئے ازراہِ محبت محترم مقصود احمد علوی صاحب اپنی گاڑی لے کر پہنچ چکے تھے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

جلسہ کے انعقاد میں اگرچہ ایک سال کا وقفہ ہوا لیکن ایسے لگ رہا تھا گویا ایک مدت بعد منعقد ہوا ہے۔ ایک فرق یہ بھی تھا کہ سارے سامعین کو دورانِ جلسہ ”کرسیوں پر بیٹھنا پڑا“۔ دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ انتظامات میں تبدیلیاں کرنی پڑتی ہیں۔ ربوہ جلسہ گاہ میں پرالی پر پھر باہر کے ممالک میں وسیع ہالوں میں قالینوں پر بیٹھتے تھے۔ اس بار کورونا کی وجہ سے لازماً کرسیوں پر بیٹھنا ہوا۔

علماء کی تقاریر اچھی تیار کردہ تھیں اور ادائیگی نہایت عمدہ تھی۔ انتظامات حسبِ توقع جماعت احمدیہ کے شایانِ شان تھے۔ اللہ تعالیٰ تمام خدمت کرنے والوں کو اجرِ عظیم عطا فرمائے، آمین۔

دائیں سے بائیں: مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب، مکرم کولمبس خان صاحب جلسہ کے موقع پر

ہر احمدی کے لئے سب سے بڑی دلچسپی اپنے پیارے آقا کی بات ہوتی ہے۔ بے شک وہ کسی دوسرے کی زبان سے، آڈیو کی صورت میں، وڈیو کی صورت میں، ایم ٹی اے کے ذریعہ گھر بیٹھ کر براہِ راست یا پھر جلسہ گاہ میں لائیو دیکھنا ہو۔

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب سن کر یہی لگتا ہے کہ یہ میرے لئے ہے اور مجھے ہی اس کی بڑی ضرورت تھی۔ ہمیشہ یوں لگتا ہے جیسے بٹن دبائے جانے سے حجرۂ قلب میں روشنی پھیل گئی ہو۔ اور یہ کیفیت ہر بار پیدا ہوتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد:

”اس حقیقت کو ہر ایک کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ تقویٰ کیا چیز ہے“۔ پر غور سے ماضی میں اپنی ہونے والی تہذیبِ نفس کا بُت دھڑام سے نیچے آ گیا۔ جلسہ سالانہ کے لئے یہ سفر حسبِ معمول تقویٰ کے حصول کے لئے اپنی کئی پوشیدہ خامیوں کے عرفان کا باعث ہوا جن کی اصلاح کا عمل اگلے جلسہ سالانہ تک جاری رہے گا، ان شاءاللہ۔

جلسہ سالانہ کے مقاصد میں ایک ضمنی مقصد احباب سے میل ملاقات بھی شامل ہے اس کی خصوصیّت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ”تعلقات اخوت میں استحکام پذیر ہونا“ بیان فرمائی ہے۔ اس پر انسان غور کرے تو پتہ چلتا ہے کہ ان ملاقاتوں میں جو اپنے احباب سے شادی غمی، کام کاج یا بازاروں میں ہوتی ہیں اور جلسہ سالانہ پر ہونے والی ملاقاتوں میں بڑا فرق دیکھا جا سکتا ہے۔ اور یہ نظارہ ع 'تم دیکھو گے تو آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، دید کے ترسوں' دکھائی دیتا ہے۔ لیکن ایک طرف یہ آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں تو دوسری طرف جلسہ کی اختتامی دعا سے ایک عاشقانہ اداسی کا آغاز بھی ہو گیا۔ خوش قسمت ہیں ہم جنہیں اگلے جلسہ سالانہ پر حاضری اور اس کا انتظار اس اداسی کو گوارہ کرنے کی ہمت دیتا ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

جلسہ سالانہ جرمنی 2021ء

مساجد و نماز سینٹرز میں

(رپورٹ: مکرم جری اللہ خان صاحب، اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری جرمنی)

کورونا وبا کے پیشِ نظر امسال جلسہ سالانہ پر صرف محدود تعداد شامل ہو سکی۔ جو احباب جماعت جلسہ سالانہ پر نہیں جا سکے ان کیلئے جدید مواصلاتی ذرائع کو استعمال میں لاتے ہوئے جلسہ سالانہ جرمنی کی براہ راست کارروائی سننے کا انتظام جرمنی بھر کی مساجد اور نماز سینٹرز میں بھی کیا گیا۔ چنانچہ کثرت سے احباب مقامی طور پر جمع ہو کر ایک قسم کے جلسہ کے ماحول میں جلسہ سالانہ کی برکات سے مستفیض ہوئے۔ ہر جگہ ضیافت کا انتظام بھی جلسہ سالانہ میں پیش کیے جانے والے کھانے کے مطابق کیا گیا۔ جلسہ گاہ کی بعض قریبی جماعتوں نے جلسہ سالانہ کے لنگر سے کھانا حاصل کیا۔ درج ذیل 40 مقامات پر جلسہ سالانہ جرمنی کی نشریات براہِ راست سننے اور دیکھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔

Rodgau, Seligenstadt, Berlin, Bensheim, Bruchsal, Pforzheim, Cologne, Augsburg, Nürnberg, Friedberg, Giessen, Karben, Nidda, Fulda, Wetzlar, Ginsheim, Hanau, Aachen, Stade, Delmenhorst, Wittlich, Hannover, Osnabrück, Neuwied, Koblenz, Münster, Lübeck, Flörsheim, Limburg, Frankfurt, Gross -Gerau, Darmstadt, Dietzenbach, Offenbach, Rüsselsheim, Hamburg, Mannheim, Wiesbaden, Riedstadt, Mörfelden.

(رپورتاژ: مدبّر احمد خان)

جلسے کی تیاری اور وائنڈ اَپ

جلسہ سالانہ کے انتظامی امور کا آغاز تو بہت پہلے سے ہو جاتا ہے۔ در اصل ایک جلسے کے اختتام کے ساتھ ہی اگلے جلسے کی تیاری کا آغاز بھی ہو جاتا ہے اور دورانِ سال انتظامی بورڈ مشاورت کی خاطر اور انتظامی امور کی تیاریوں کی خاطر کام کرتا رہتا ہے۔ سال 2020ء میں عالمی وبا کی وجہ سے جلسہ منعقد نہ ہوسکا۔ اور سال 2021ء کے جلسہ سالانہ کے انعقاد اور اعلان میں بہت کم دن تھے، تاہم بقول ہمارے پیارے امام ''اب خدا تعالیٰ نے جماعت کو جنّات کی فوج عطا کر دی ہے۔ ہمارے جنّ وہ ہیں جو فائدہ پہنچانے والے، کام کرنے والے اور قربانی کرنے والے ہیں''۔ سو 45ویں جلسہ سالانہ جرمنی کی تیاری میں باوجود وقت کی کمی اور کووِڈ کی سختیوں کے نہایت خوش اسلوبی سے مکمل ہوئی۔

جلسہ سالانہ جرمنی 8 اور 9 اکتوبر 2021 کو خدا تعالیٰ کے فضل سے منعقد ہوا۔ تاہم وقارِ عمل کا آغاز 27 ستمبرء سے ہوا۔ شعبہ وقفِ عارضی نے وقفِ عارضی کی باقاعدہ مہم چلائی جس کے تحت 120 افراد نے وقارِ عمل کے لیے وقفِ عارضی کی توفیق پائی۔ اس کے علاوہ اندازاً 150 مزید افراد نے وقارِ عمل میں حصہ لیا اور جلسے کی تیاری کو احسن رنگ میں مکمل کیا۔ ہر وقف عارضی کرنے والے کی کورونا ویکسینیشن ہونا لازمی تھی۔ 120 افراد میں سے 65 افراد نے جلسہ کے مقام پر ہی رہائش رکھی۔ دیگر افراد بھی کام کے اوقات میں حاضر رہے اور تیاری میں خوب حصہ لیا۔ جامعہ احمدیہ جرمنی کے 105 طلبہ 4 اکتوبر بروز سوموار کو جلسہ گاہ کی تیاری کے لئے جلسہ گاہ پہنچ گئے تھے جنھوں نے نہایت جانفشانی کے ساتھ شب و روز کام کیا، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

دفاتر، خیمہ جات، لنگرخانہ، ضیافت ٹینٹ، مردانہ و مستورات جلسہ گاہ کی تیاری کے بعد 7 اکتوبر کو معائنہ سے جلسہ کی ڈیوٹیوں کا باقاعدہ آغاز ہوگیا۔ مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی انتظامات کا جائزہ لینے کے بعد آخر پر مردانہ جلسہ گاہ پہنچے جہاں سب کارکنان ایک رسمی تقریب کے لئے جمع تھے۔ مکرم ظافر محمود صاحب متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی نے تلاوت قرآنِ کریم کی اور اس کا جرمن و اردو ترجمہ پیش کیا۔ جس کے بعد مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے کارکنان کو ہدایات دیں اور دعا کروائی۔ دعا کے بعد شام 8 بج کر 20 منٹ پر نماز مغرب و عشا ادا کی گئیں۔ بعدہٗ تمام کارکنان اور دیگر شاملین نے طعام گاہ میں مکرم نیشنل امیر صاحب کے ساتھ کھانا کھایا۔

جس طرح تیاری کے کارکُنان جلسے پر ڈیوٹی دیتے ہوئے نظر نہیں آتے، اسی طرح ان خدمت کرنے والوں کا کام بھی سب کے لیے عیاں نہیں ہوتا جو جلسے کے بعد وائنڈ اپ کا کام کرتے ہیں۔ جلسے کے اختتام کے ساتھ وائنڈ اپ کا کام بھی شروع ہو جاتا ہے۔ چھوٹا وائنڈ اپ تو ہر شعبہ اپنا اپنا خود کرتا ہے لیکن بڑے کام وائنڈ اپ کی ٹیم ہی کرتی ہے جس میں تمام خیمہ جات کا اتارنا شامل ہے۔

باقی صفحہ 44 پر

فرانکفرٹ میں کتب میلہ 2021ء

(رپورٹ محمد لقمان مجوکہ، نیشنل سیکرٹری اشاعت جرمنی)

فرانکفرٹ کتب میلہ Frankfurter Buchmesse اپنی 500 سالہ تاریخ کی وجہ سے دنیا کے قدیم کتب میلوں میں سے ایک ہے۔ اس کا آغاز فرانکفرٹ میں لگنے والے ایک بازار سے ہوا تھا جس میں کتب کی فروخت شروع کی گئی تھی۔ اسی زمانہ میں فرانکفرٹ کے نزدیکی شہر Mainz کے Johannes Gutenberg نے پرنٹنگ پریس ایجاد کر کے کتب کی اشاعت اور طباعت کے طریق میں انقلاب پیدا کر دیا تھا، جس سے کتب عام عوام کو بھی سستے داموں اور بڑی تعداد میں مہیا ہونے لگیں۔ پرنٹنگ پریس کی ایجاد سے قبل کاتب اپنے ہاتھ سے کتابیں لکھا کرتے تھے۔

17ویں صدی کے آخر تک فرانکفرٹ کا کتابی میلہ پورے یورپ میں کتب کی تجارت کا مرکز رہا۔ بعد میں سیاسی تغیرات کی بنا پر جرمنی کے مشرقی شہر Leipzig میں بھی ایک کتب میلہ کا انعقاد ہونے لگا، جو وقت کے ساتھ ساتھ فرانکفرٹ پر سبقت لے گیا۔ لیکن جنگ عظیم دوم کے بعد فرانکفرٹ کتب میلہ کی اہمیت اس وقت دوبارہ بڑھی جب تقسیم ملک کی وجہ سے Leipzig کا شہر مشرقی جرمن ریاست میں شامل کر دیا گیا۔

Frankfurter Buchmesse اِس وقت پبلشرز کی شمولیت کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا کتب میلہ ہے جہاں ہر سال دنیا بھر سے ہزاروں کی تعداد میں پبلشرز اور اشاعت وتصنیف سے منسلک دیگر شعبہ جات و افراد شامل ہوتے ہیں۔ کورونا کی وبا کے پھیلاؤ کے بعد 2020 میں اجتماعات پر حکومت کی طرف سے پابندی کی وجہ سے یہ میلہ ڈیجیٹل اور آن لائن ہی منعقد ہوا۔ 2021ء میں تقریباً دو سال کے بعد دوبارہ سے کتب میلہ کو اپنی اصل صورت حال میں منعقد کرنے کی کوشش کی گئی۔ تاہم روزانہ زائرین کی تعداد 25000 تک محدود رکھی گئی، جس کے ساتھ ساتھ سماجی فاصلہ، ماسک پہننے کی پابندی کے ساتھ ساتھ صرف اُن زائرین کو شامل ہونے کی اجازت دی گئی جو ویکسینیشن، منفی کورنا ٹیسٹ یا کورنا سے صحتیابی کا سرٹیفیکیٹ ساتھ لائیں۔ چنانچہ امسال صرف محدود تعداد میں پبلشرز بھی میلہ میں شامل ہو سکے۔

ہر سال ایک ملک بطور خاص مہمان اس میلہ میں شامل ہوتا ہے۔ امسال یہ اعزاز کینیڈا کو دیا گیا۔ میلہ سے پہلے اور اس کے دوران ایک خاص موضوع دائیں بازو کے نظریہ رکھنے والے پبلشرز کی شمولیت رہی، جس پر مختلف دانشوروں، مصنفوں اور سیاستدانوں نے میلہ کی انتظامیہ پر ایسے پبلشرز کو میلہ سے بے دخل کرنے کو کہا۔

الحمدللہ کہ امسال بھی شعبہ اشاعت جرمنی کے تحت میلہ میں بھر پور شرکت کی گئی، جس کی تیاری کئی مہینوں سے جاری تھی۔ جماعت احمدیہ جرمنی کو نصف صدی سے زائد عرصہ سے اس نمائش میں سالانہ شمولیت کی توفیق مل رہی ہے۔ 1967ء میں فرانکفرٹ میں متعیّن مبلغ سلسلہ مکرم فضل الٰہی انوری صاحب مرحوم کی

باقی صفحہ 42 پر

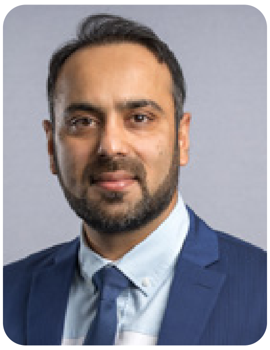

2021ء کے نوبل انعام

(تحریر: مکرم ڈاکٹر شکیل احمد شاہد صاحب۔ پی ایچ ڈی بائیو کیمسٹری)

دنیائے علوم و سائنس اور خدمت انسانیت میں نوبل انعام کو سب سے بڑے انعام کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ انعام چھ شعبوں یعنی طب، فزکس، کیمیسٹری، امن، لٹریچر اور اکنامکس میں انسانیت کی گراں قدر خدمت کرنے والوں کو 1901ء سے دیا جارہا ہے اور الفریڈ نوبل (1833-1896) سے موسوم ہے جنہوں نے 355 دریافتیں اور ایجادات کیں جن میں سے ڈائنامائیٹ سب سے زیادہ مشہور ہے۔ وفات سے قبل نوبل نے ایسی وصیت کی کہ جس کی بدولت اپنا نام تاریخ میں محفوظ کر گئے۔ اپنی وصیت کے مطابق نوبل نے اپنے مال و زر کا کثیر حصہ مندرجہ بالا شعبوں میں انسانیت کی خدمت کرنے والوں کو انعام کی شکل میں دینے کی ہدایت کی۔ چنانچہ اس گراں قدر انعام کو حاصل کرنا نہ صرف انفرادی طور پر بلکہ ممالک کے لئے بھی باعث فخر بن گیا۔ اس کا حصول ماہرین علوم کے لئے سب سے بڑی کامیابی ہے جسے حاصل کرنے کے لئے وہ دن رات ایک کر دیتے ہیں۔ یوں قدرت کے پنہاں رازوں سے پردہ اٹھا کر جہاں نئے نئے علوم کی راہیں ہموار کرتے ہیں وہاں انسانیت کی ترقی اور بہبود کے لئے راہیں بھی ہموار کرتے جاتے ہیں۔

اس سال کے یہ چھ انعامات 11 ممالک کے 12 مردوں اور ایک عورت کے حصہ میں آئے۔ آئیں اب رواں سال میں دئے گئے نوبل انعامات پر نظر ڈالیں۔

طب کا نوبل انعام

درد اور تکلیف کا احساس انسان کے لئے باعث رحمت ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو انسان کو پتہ ہی نہ چلے کہ جسم کن خطرات سے دوچار ہے، اور علاج کی تو نوبت ہی نہ آئے۔ کچھ دیر کے لئے سوچیں کہ اگر آپ بیٹھے اس مضمون کا مطالعہ کر رہے ہوں اور کوئی مضر چیز آپ کے جسم کو کاٹ کھانا شروع کرے، یا دہکتا ہوا کوئلہ جسم پر گر جائے مگر درد کا احساس نہ ہو تو کیا ہوگا؟ یقیناً جب تک آپ کو پتہ چلے گا تب تک جسم کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ چکا ہوگا۔ انسانی آنکھ ہمہ وقت اپنے گردوپیش کے خطرات کو نہیں دیکھ سکتی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم کو مختلف خطرات سے نپٹنے، ماحول کے مطابق ردّعمل دکھانے یا یوں کہیں کہ زندہ رہنے کے لئے جن حیرت انگیز انعامات سے نوازا ہے ان میں دیگر حسیات کے علاوہ چھونے کی حِس، جسم پر دباؤ کو محسوس کرنے کی حِس، تپش اور ٹھنڈک کو محسوس کرنے کی حِسّیات بھی شامل ہیں۔ اگر یہ حِسّیات نہ ہوتیں تو شاید زندگی ہی خطرے میں پڑ جاتی۔ گرم چائے کی پیالی پکڑتے ہوئے یا چائے پیتے ہوئے شاید ہم اپنے ہاتھوں یا ہونٹوں ہی کو جلا بیٹھتے۔ جلتی ہوئی یا سخت گرم یا معمولی گرم یا ٹھنڈی اشیاء جب جسم سے چھو جائیں تو ان کو تکلیف یا درد کی صورت میں محسوس کرکے انسانی جلد کے خلیات دماغ کو برقی رفتار سے اطلاع پہنچاتے ہیں، نتیجتاً دماغ جسم کو مناسب کارروائی کرنے کا حکم جاری کرتا ہے۔

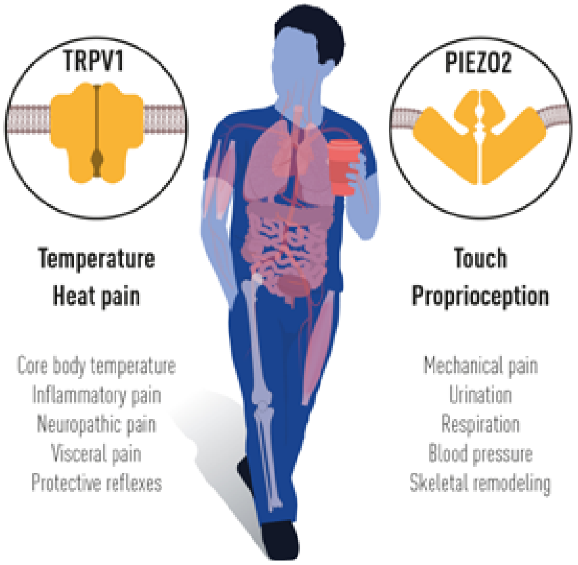

کسی گرم، یا ٹھنڈی چیز پر ہاتھ لگانے سے یا جسم پر دباؤ پہنچنے پر کس طرح جسم کو درد کا احساس ہوتا ہے، یہ وہ سوالات تھے جن کا جواب تلاش کرنے میں سائنسدانوں کو برسوں لگ گئے اور اس سال طِب کا نوبل انعام دو ایسے سائنسدانوں کو ملا جنہوں نے تجربات کی روشنی میں جسمانی خلیوں میں موجود وہ مختلف گزرگاہیں (channels) تلاش کر لیں جو چھونے، دباؤ محسوس کرنے اور درجہ حرارت وغیرہ کے احساسات کو دماغ تک پہنچاتی ہیں۔

David Julius نے مرچ میں موجود مالیکیول Capsaicin کو استعمال کرتے ہوئے انسانی جلد میں تپش کو محسوس کرنے والے چینلز تلاش کئے۔ جبکہ

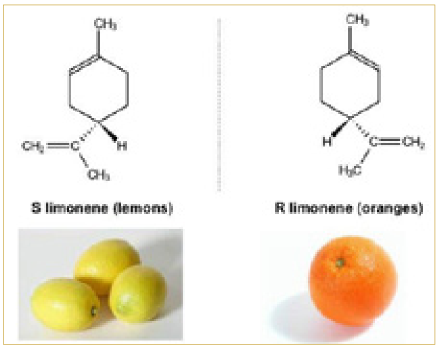

Ardem Patapoutian نے دباؤ محسوس کرنے والے sensors دریافت کئے۔ اسی طرح دونوں سائنسدانوں نے آزادانہ طور پر menthol جو ٹھنڈک کا احساس پیدا کرتا ہے، استعمال کرتے ہوئے ٹھنڈی چیزوں کو محسوس کرنے والے sensors تلاش کئے۔ نئے دریافت شدہ سینسرز بلڈ پریشر، سانس لینے کے عمل اور پیشاب پر قابو رکھنے جیسے دیگر عوامل میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

کیمسٹری کا نوبل انعام

روزمرہ اشیا ہوں یا جان بچانے والی ادویات، ان کی تیاری میں کیمسٹری کا علم بہت اہمیت کا حامل ہے۔ کیمیادان چھوٹے چھوٹے مالیکیولز کے ملاپ سے مختلف بڑے کمپاؤنڈ تیار کر لیتے ہیں۔ یہ سب تجربات لیبارٹریز میں کئے جاتے ہیں اور ان کی تیاری میں بہتری اور تیزی لانے کے لئے catalysts کی ضرورت ہوتی ہے۔ آج کل گاڑیوں میں بھی ان کا استعمال کیا جاتا ہے جو گاڑی سے نکلنے والے خطرناک دھوئیں کو غیرمضر مالیکولز میں بدل دیتے ہیں۔ ہمارے جسم میں بھی سینکڑوں enzymes موجود ہیں جو catalysts کی شکل میں انسانی زندگی کے لئے ضروری مالیکیولز بنانے میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں۔

آغاز میں سائنسدانوں کا یہی خیال تھا کہ یہ catalysts محض دو اقسام کے ہیں یعنی enzymes اور دوسرے metals۔ اس سال کے کیمیادان جنہیں کیمسٹری کا نوبل انعام ملا ہے یعنی Benjamin List جو فرانکفرٹ جرمنی میں پیدا ہوئے اور برطانیہ میں پیدا ہونے والے David MacMillan دونوں نے آزادانہ طور پر ریسرچ کرتے ہوئے ایک تیسری قسم کا Catalyst دنیائے سائنس کو عطا کیا ہے جسے asymmytric organocatalysts کہتے ہیں اور جو چھوٹے organic molecules بنانے میں استعمال ہوتا ہے۔

اس دریافت سے ادویات بنانے میں بہت آسانی ہوجائے گی۔ اکثر ادویات چھوٹے مالیکولز والے مرکبات پر مشتمل ہوتی ہیں۔ جب ایک دوائی تیار ہوتی ہے تو اس میں دو مختلف سمت میں گھومنے والے مالیکیولز ہوتے ہیں یعنی شکل، حجم وغیرہ میں بالکل ایک جیسے مگر ایسے ہی الگ جیسے دونوں ہاتھ۔ اس کو حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے اپنی کتاب Revelation Rationality Knowledge and Truth کے باب Chirality or Sidedness in Nature میں نہایت حکیمانہ انداز میں بیان فرمایا ہے۔ مثلاً لیموں اور سنگترے دونوں میں Lemonine پایا جاتا ہے جس کا کیمیائی فارمولا اور شکل بالکل ایک جیسی ہے مگر لیموں کے اندر پائے جانے والے لیمونین کے مالیکیول دائیں طرف جبکہ سنگترے میں یہ مالیکیول بائیں طرف کی گردش (spin) رکھتے ہیں۔ اس spin کے مختلف ہونے ہی سے دونوں پھلوں کی خوشبو الگ ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسانی ناک کو وہ صلاحیت عطا کی ہے کہ دونوں میں فرق محسوس کر سکے مگر سائنس کی جدید ترین مشینیں بھی اس قابل نہیں کہ ان دونوں میں فرق کر سکیں کیونکہ دونوں مالیکیولز اپنی spin کے علاوہ ہر لحاظ سے ایک جیسے ہیں۔

جب ادویات تیار ہوتی ہیں تو چونکہ ان میں دونوں قسم کے مالیکیولز موجود ہوں گے جنہیں علیحدہ کرنا آسان نہیں تو بعض اوقات یہ ادویات بہت خطرناک نتائج پیدا کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر Thalidomide حادثہ اسی عمل کا عکاس ہے۔ یہ دوا جرمنی میں بننا شروع ہوئی اور حاملہ عورتوں میں متلی سے بچنے کے لئے نہایت موزوں ثابت ہوئی۔ جہاں بہت سے مریضوں کے لئے یہ فائدہ مند تھی وہاں کافی سال گزرنے کے بعد پتہ چلا کہ اس دوائی سے بہت سے معذور بچے پیدا ہوئے۔ بعد ازاں تحقیق سے پتہ چلا کہ دوا بنانے والی کمپنی بے توجہی سے دو مختلف کمپاؤنڈ تیار کرتی رہی جن میں مالیکیولز سپن کے لحاظ سے مختلف تھے۔ ایک سپن والی دوا استعمال کرنے والی حاملہ عورتوں کے ہاں جو بچے پیدا ہوئے وہ ٹانگوں یا بازوؤں سے معذور تھے۔ اس حادثہ کے بعد ادویات کو مارکیٹ میں آنے کے لئے کئی سال کی کلینکل ریسرچ سے گذرنا پڑتا ہے۔

اس سال جن دو سائنسدانوں کو کیمیا کا نوبل انعام ملا ہے ان کی نئی قسم کے catalyst کی دریافت سے یہ فائدہ ہوگا کہ لیبارٹریز میں ایک ہی سمت میں گھومنے والی مالیکیولز پر مشتمل ادویات تیار ہوسکیں گے۔

فزکس کا نوبل انعام

فزکس کے نوبل انعام کے لئے اس سال جن سائنسدانوں کا انتخاب کیا گیا انہوں نے اپنی تحقیق سے ثابت کیا کہ انسان کس طرح زمین کے درجہ حرارت اور آب و ہوا کو تبدیل کرنے کا باعث ہوا ہے۔ اور یہ کہ کس طرح بڑھتی ہوئی انسانی ترقی سے یہ موسمی تبدیلی مستقل بڑھ رہی ہے، اور آئندہ اس کے گلوبل وارمنگ پر کیا اثرات مرتب ہوں گے۔ Syukuro Manabe نے 1960ء میں اپنے تجربات سے ثابت کیا کہ فضا میں موجود کاربن ڈائی آکسائیڈ زمین کے درجہ حرارت میں اضافہ کا باعث بن رہی ہے۔ یہ گیس گاڑیوں اور فیکٹریوں سے نکلنے والے دھوئیں میں ہوتی ہے اور گلوبل وارمنگ کا باعث بنتی ہے۔ دس سال بعد ایک اور سائنسدان Klaus Hasselmann نے اپنے تجربات سے آب و ہوا اور درجہ حرارت کا تعلق ثابت کیا۔ ان کی

ریسرچ نے بھی ثابت کیا کہ زمینی درجہ حرارت میں اضافہ کا باعث دراصل فیکٹریوں، گاڑیوں سے نکلنے والی کاربن ڈائی آکسائیڈ ہے۔

تیسرے سائنسدان جن کو فزکس کا نوبل انعام دیا گیا ہے Giorgio Parisi ہیں جن کا تعلق اٹلی سے ہے اور وہ نظریاتی فزکس پر کام کر چکے ہیں۔ ان تینوں سائنسدانوں کے بنائے ہوئے ماڈلز کی بنا پر موسمی تبدیلیوں، قحط سالی، گرم موسم، بارشوں، سیلاب، جنگلوں میں آگ اور دیگر موسمی پیشگوئیوں میں مدد ملتی ہے۔

لٹریچر کا نوبل انعام

اس سال جس ناول نگار کو یہ انعام دیا گیا وہ خود مہاجر ہیں اور ان کے اکثر ناول ہجرت پر مبنی مسائل اور تکالیف سے متعلق ہیں۔ Abdulrazak Gurnah کا تعلق Zanzibar جزیرہ سے ہے جہاں سے وہ 1960ء میں برطانیہ ہجرت کر گئے۔ ان کے ناول استعماریت کے اثرات اور پناہ گزینوں کے مختلف کلچرز اور خطوں میں مشکلات کے گرد گھومتے ہیں۔ آپ دس ناول اور کئی چھوٹی کہانیوں کے مصنف ہیں۔

امن کا نوبل انعام

امن کا نوبل انعام آزادی صحافت اور آزادی رائے کے دو علمبرداروں Maria Ressa اور Dmitry Muratov کو ملا۔ آزادی رائے اور میڈیا کی آزادی پر ان دونوں نے اپنے اپنے ممالک میں جرأت مندانہ اقدامات کئے اور ان کا کام دنیا بھر کے صحافیوں کے لئے حوصلہ افزا ہے۔ فلپائن سے تعلق رکھنے والی Maria Ressa آزادانہ طور پر investigative journalism یعنی تفتیشی صحافت سے منسلک ہیں اور فلپائن میں آن لائن اخبار

ویب سائٹ Rappler کی CEO ہیں، جبکہ Dmitry Muratov کا تعلق روس سے ہے اور ایک آزادانہ اخبار کے مشترکہ بانی اور چیف ایڈیٹر ہیں۔

Investigative Journalism (تفتیشی صحافت) میں صحافی کسی سنجیدہ جرم، سیاسی کرپشن وغیرہ سے جڑے مخصوص موضوع پر تفصیلی تحقیق وتفتیش کرتے ہیں۔ چونکہ ایسی تفتیش کو مہینوں درکار ہوتے ہیں اس لئے اس پر خرچ زیادہ اٹھتا ہے اور اشتہارات وغیرہ نہ ہونے کے باعث منافع خاطر خواہ نہیں ہوتا۔ صحافی خود تفتیش کر کے چھپے ہوئے حقائق سے پردہ اٹھاتے ہیں اور انہیں عوام تک لاتے ہیں۔

با اثر سیاسی اشخاص یا اُمرا کی کرپشن یا جرم کو لوگوں تک لانے کے لئے ایسی صحافت بہت ممد ومعاون ہے۔ مثلاً Watergate اور Panama Papers وغیرہ تفتیشی صحافت ہی کی بدولت منظر عام پر آئے۔

ان دونوں صحافیوں کو نوبل انعام دینے کی جو وجہ تھی وہ آزادی رائے، جمہوریت اور امن کا بظاہر باہمی تعلق ہے۔ غالب امکان یہی ہے کہ جمہوری مملکتیں آپس میں جنگیں نہیں کرتیں اور اندرونی طور پر زیادہ پر امن اور مستحکم ہوتی ہیں۔ اور کسی ملک میں جمہوریت، وہاں آزادی رائے اور آزادی میڈیا کے بغیر ممکن نہیں اس لئے دونوں صحافیوں کو امن ایوارڈ کے لئے منتخب کیا گیا۔

اکنامکس کا نوبل ایوارڈ

معاشیات کا نوبل انعام جن دو احباب کے حصہ میں آیا ان کا نام Joshua D. Angrist اور Guido W. Imbens ہے۔ دونوں کی تحقیق نے ثابت کیا کہ قدرتی تجربات کی بدولت ایسے سوالات کا جواب حاصل کرنا ممکن ہے جو معاشروں کی بھلائی کے لئے اہم ہوں۔ یعنی علت ومعلول cause and effect کو جاننے کے لئے قدرتی تجربات سے مدد لی جاسکتی ہے۔

اسے سمجھنے کے لئے درج ذیل سوالات کو دیکھنا ہوگا

- کیا پناہ گزینوں یا مہاجروں کی کسی ملک میں آمد وہاں کے افراد کی آمدن اور نوکریوں پر اثر انداز ہوتی ہے؟

- کیا زیادہ تعلیم حاصل کرنے سے اوسط آمدن میں اضافہ ہوتا ہے؟
- کیا کم از کم تنخواہ minimum wages بڑھانے سے نوکریوں کی تعداد کم ہوجائے گی؟

مذکورہ بالا سوالات کا جواب حاصل کرنا اس لئے مشکل ہے کیونکہ موازنہ کے لئے یہ علم نہیں کہ اگر کم مہاجر آئے ہوتے یا اگر کسی شخص نے کم تعلیم حاصل کی ہوتی تو کیا ہوا ہوتا۔ تاہم دونوں محققین نے اپنی تحقیق کے لئے قدرتی تجربات سے مدد لی۔ مثلاً 1992ء میں نیو جرسی میں ایک گھنٹہ مزدوری کو 4.25 ڈالر سے بڑھا کر 5.05 ڈالر کر دیا گیا۔ عام خیال کے مطابق اس کی وجہ سے بیروزگاری میں اضافہ ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ کمپنیوں کو زیادہ اخراجات کی وجہ سے کام کرنے والوں کی تعداد میں کمی کرنا پڑتی۔ تاہم جب نیو جرسی کا موازنہ قریبی ریاستوں سے کیا گیا تو پتہ چلا کہ بیروزگاری میں اضافہ نہیں ہوا۔ اس طرح دونوں محققین نے مروجہ نظریات کے برعکس ثابت کیا کہ کسی ملک میں مہاجرین کی آمد سے وہاں نوکریوں میں یا فی کس آمدن میں کمی نہیں آتی۔

قارئین کرام! میں اپنے مضمون کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کرے کہ اسے پڑھنے والے اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت اس نہج پر کریں کہ وہ آئندہ ریسرچ کے میدان میں ترقی کرتے ہوئے نہ صرف انسانیت کی خدمت کریں بلکہ مکرم ڈاکٹر عبد السلام صاحب کی طرح یہ اعلیٰ انعام حاصل کر کے جماعت کا نام روشن کرنے والے ہوں، آمین، ثم آمین۔

ادبی صفحہ
مدبّر احمد

ہوئی مدت کہ غالبؔ مر گیا پر یاد آتا ہے

(مرزا اسد اللہ خاں غالب)

دلی کے گدھے

ایک بار دلی میں رات گئے کسی مشاعرے یا دعوت سے مرزا صاحب مولانا فیض الحسن فیضؔ سہارنپوری کے ہمراہ واپس آ رہے تھے۔ راستے میں ایک تنگ و تاریک گلی سے گزر رہے تھے کہ آگے وہیں ایک گدھا کھڑا تھا۔ مولانا نے یہ دیکھ کر کہا:

"مرزا صاحب، دلی میں گدھے بہت ہیں"۔

"نہیں حضرت، باہر سے آجاتے ہیں"۔

مولانا فیض الحسن جھینپ کر چپ ہو رہے۔

گدھا آم نہیں کھاتا

ایک روز مرزا کے دوست حکیم رضی الدین خان صاحب جن کو آم پسند نہیں تھے، میرزا صاحب کے مکان پر آئے۔ دونوں دوست برآمدے میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ اتفاق سے ایک کمہار اپنے گدھے لیے سامنے سے گزرا۔ زمین پر آم کے چھلکے پڑے تھے۔ گدھے نے ان کو سونگھا اور چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ حکیم صاحب نے جھٹ سے مرزا صاحب سے کہا۔ "دیکھئے! آم ایسی چیز ہے جسے گدھا بھی نہیں کھاتا"۔ مرزا صاحب فوراً بولے۔ "بیشک گدھا نہیں کھاتا"۔

جوتے پہننا

ایک دن جبکہ آفتاب غروب ہو رہا تھا، سید سردار مرزا، مرزا غالبؔ سے ملنے کو آئے۔ جب تھوڑی دیر کے بعد وہ جانے لگے تو مرزا صاحب خود شمع لے کر فرش کے کنارے تک آئے تا کہ سید صاحب اپنا جوتا روشنی میں دیکھ کر پہن لیں۔ انہوں نے کہا "قبلہ! آپ نے کیوں تکلیف فرمائی؟ میں جوتا خود ہی پہن لیتا"۔ مرزا صاحب بولے: "میں آپ کا جوتا دکھانے کو شمع نہیں لایا، بلکہ اس لیے لایا ہوں کہ کہیں آپ میرا جوتا نہ پہن جائیں"۔

پیر دابنے کی اُجرت

ایک روز مرزا صاحب کے شاگرد میر مہدی مجروحؔ ان کے مکان پر آئے۔ دیکھا کہ مرزا صاحب پلنگ پر پڑے کراہ رہے ہیں۔ یہ ان کے پاؤں دابنے لگے۔ مرزا صاحب نے کہا "بھئی تو سید زادہ ہے مجھے کیوں گنہگار کرتا ہے؟" میر مہدی مجروحؔ نہ مانے اور کہا کہ "آپ کو ایسا ہی خیال ہے تو پیر دابنے کی اجرت دے دیجئے گا"۔ مرزا صاحب نے کہا۔ "ہاں اس میں مضائقہ نہیں"۔ جب وہ پیر داب چکے تو انہوں نے ازراہِ مزاح مرزا صاحب سے اُجرت مانگی مرزا صاحب نے کہا۔ "بھیا کیسی اُجرت؟ تم نے میرے پاؤں دابے، میں نے تمہارے پیسے دابے، حساب برابر ہوگیا"۔

نقلِ مکانی

مرزا صاحب ایک بار اپنا مکان بدلنا چاہتے تھے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں کئی مکان دیکھے، جن میں ایک کا دیوان خانہ مرزا صاحب کو پسند آیا، مگر محل سرا دیکھنے کا موقع نہ مل سکا۔ گھر آ کر بیگم صاحبہ کو محل سرا دیکھنے کے لیے بھیجا۔ جب وہ دیکھ کر واپس آئیں تو بتایا کہ:

"اس مکان میں لوگ بلا بتاتے ہیں"

مرزا صاحب یہ سن کر بولے: "کیا آپ سے بڑھ کر بھی کوئی اور بلا ہے"۔

تُف بر ایں وبا

ایک دفعہ دہلی میں وبا پھیلی۔ میر مہدی مجروحؔ نے جو مرزا صاحب کے شاگردوں میں سے تھے، مرزا صاحب سے بذریعہ خط دریافت کیا کہ "وبا شہر سے دفع ہوئی یا ابھی تک موجود ہے؟" مرزا صاحب جواب میں لکھتے ہیں۔ "بھئی کیسی وبا؟ جب مجھ جیسے چھیاسٹھ

برس کے بڈھے اور چونسٹھ برس کی بڑھیا کو نہ مار سکی تو تف بر ایں وبا"۔

امراؤ سنگھ سے تعزیت

امراؤ سنگھ جوہر گوپال تفتہؔ کے عزیز دوست تھے۔ ان کی دوسری بیوی کے انتقال کا حال تفتہؔ نے مرزا صاحب کو بھی لکھا، تو انہوں نے جواباً لکھا:

"امراؤ سنگھ کے حال پر اس کے واسطے مجھ کو رحم اور اپنے واسطے رشک آتا ہے۔ اللہ اللہ! ایک وہ ہیں کہ دو بار ان کی بیڑیاں کٹ چکی ہیں اور ایک ہم ہیں کہ پچاس برس سے اوپر پھانسی کا پھندا گلے میں پڑا ہے، نہ پھندا ہی ٹوٹتا ہے نہ دم ہی نکلتا ہے"۔

دوسرے ہی دن جواب

ایک دفعہ مرزا صاحب نے ایک دوست کو دسمبر 1858ء کی آخری تاریخوں میں خط ارسال کیا۔ دوست نے جنوری 1859ء کی پہلی یا دوسری تاریخ کو جواب لکھا مرزا صاحب ان کو لکھتے ہیں۔

"دیکھو صاحب! یہ باتیں ہم کو پسند نہیں۔ 1858ء کے خط کا جواب 1859ء میں بھیجتے ہو اور مزا یہ کہ جب تم سے کہا جائے گا تو کہو گے کہ میں نے دوسرے ہی دن جواب لکھا تھا"۔

کتنے روزے رکھے

ایک دفعہ جب رمضان گذر چکا تو مرزا قلعے میں گئے۔ بادشاہ نے پوچھا "مرزا کتنے روزے رکھے؟"

عرض کیا۔ "پیر و مرشد! ایک نہیں رکھا"۔

ماخذات: 1۔ ادیبوں کے لطیفے، کے ایل نارنگ ساقی۔ حلقۂ اربابِ ذوق، نئی دہلی۔ 2۔ یادگارِ غالب، مولانا الطاف حسین حالیؔ، غالب اکیڈمی، نئی دہلی

دروازے کھلے رکھنے کا دن

احمدیہ مساجد میں تعارفی پروگرام

(رپورٹ: شعبہ تبلیغ جرمنی)

تین اکتوبر کا دن جرمنی کے لئے بڑی خصوصیت اور اہمیت کا حامل دن ہے یہ دن دیوارِ برلن گرنے اور مغربی اور مشرقی جرمنی کے دوبارہ اتحاد کے طور پر منایا جاتا ہے اور جرمنی بھر میں عام تعطیل ہوتی ہے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے اس دن مساجد و مراکز میں آنے کے لئے مقامی شہریوں کو دعوت عام دی جاتی ہے جہاں آنے والے مہمانوں کی خدمت میں پوسٹر پر مشتمل نمائشوں، مجالس سوال و جواب اور پوڈیم ڈسکشنز کے ذریعہ اسلام کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔ امسال بھی یہ پروگرام جرمنی کی پچاس احمدیہ مساجد میں منعقد کیا گیا۔ اللہ کے فضل سے مجموعی طور پر مختلف اقوام کے 2100 مہمان ہماری مساجد میں تشریف لائے جن کی کورونا وباء کے بارہ میں حکومتی ہدایات اور احتیاطوں کی پابندی کے ساتھ علمی پیاس بجھانے کے ساتھ ساتھ مختلف قسم کے کھانوں کے ساتھ تواضع بھی کی گئی۔ علاوہ ازیں اس روز سوشل میڈیا یعنی ٹویٹر، انسٹاگرام اور فیس بک کے ذریعے ایک ملین احباب تک جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچا۔

مجلس خدام الاحمدیہ نے اس دن کی مناسبت سے بین المساجد سائیکل سفر کا پروگرام ترتیب دیا جس کے تحت مختلف علاقوں میں 45 سے زائد مساجد کا سائیکل سوار خدام نے دورہ کیا۔ اس سفر کا مقصد وطن سے محبت اور یکجہتی کا اظہار تھا چنانچہ خدام ''حب الوطن من الایمان'' کے عنوان کی ٹی شرٹس پہنے ہوئے تھے۔

مسجد نور فرانکفرٹ

مسجد نور فرانکفرٹ میں اس دن کی تیاری لوکل امیر صاحب کی نگرانی میں ایک ٹیم نے کئی روز قبل شروع کر دی تھی جس میں اس دن کے لئے دعوت ناموں کی تقسیم، علاقے بھر کی سڑکوں پر بڑے بڑے پوسٹرز اور سوشل میڈیا کے ذریعہ تشہیر کے علاوہ مسجد کے ماحول کی صفائی اور تزئین شامل تھی۔ مسجد کے اندر نمائش لگائی گئی تھی اور باہر صحن میں ایک بڑا ٹینٹ لگا کر مہمانوں کے لئے ضیافت کا انتظام کیا گیا تھا۔

مہمانوں کی آمد کا سلسلہ دن کے گیارہ بجے شروع ہوگیا تھا۔ نمازظہروعصر کی ادائیگی کے بعد مسجد میں ایک پینل ڈسکشن کا بھی اہتمام کیا گیا جس کا عنوان ''فرانکفرٹ میں مختلف مذاہب'' رکھا گیا تھا۔ اس پروگرام میں مذاہب کے حوالے سے مواقع، نقطۂ نظر اور فی زمانہ مذہبی چیلنجز و مسائل پر بات ہوئی۔ اس گفتگو کی موڈریشن مکرم منان ناصر صاحب نے کی جبکہ معزز مہمانوں میں جناب Bastian Bergergoff جو سیاسی پارٹی گرین سے تعلق رکھتے ہیں اور فرانکفرٹ کے خزانچی و چرچ کے نگران ہیں۔ دوسرے مہمان مکرم Stephan Siegler صاحب تھے موصوف کا تعلق سیاسی پارٹی CDU فرانکفرٹ سے ہے اور یہاں کونسلر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ تیسرے مہمان مکرم Turgut Yüksel صاحب تھے موصوف کا تعلق سیاسی پارٹی SPD سے ہے اور جرمنی کے صوبہ ہیسن کے ممبر آف پارلیمنٹ ہیں۔ جماعت کی طرف سے مقامی مربی سلسلہ مکرم امتیاز احمد شاہین صاحب شریک گفتگو

ہوئے۔ اس گفتگو میں کل 36 جرمن احباب و خواتین نے شرکت کی۔مباحثہ (Podiumsgespräch) کو یوٹیوب سٹریم کے ذریعہ براہِ راست نشر بھی کیا گیا۔ اس پروگرم میں میز بانی کے فرائض مکرم نعمان ناصر صاحب نے ادا کئے۔مباحثہ میں شریک مہمانوں کے علاوہ (Magistratsmitglieder) کے دو اور ضلعی انتظامیہ (Stadverordnete) کے تین ممبران، مقامی مشاورتی کمیٹی (Ortsbeiratsmitgelied) کے ایک ممبر نے بھی شرکت کی۔ یہ پروگرام بہت اچھا رہا اس دن فرانکفرٹ کی مسجد نور میں 135 مہمان تشریف لائے جن میں ایک بڑی تعداد اساتذہ کی بھی تھی۔ اس پروگرام کی خبر 4 اکتوبر 2021ء کو دو مقامی اخبارات Frankfurter Neue Presse اور Frankfurter Rundschau نے تصویر کے ساتھ شائع کی اور خاص طور پر مباحثہ کا ذکر کیا۔

مسجد بیت الحمد وٹلش

Wittlich جماعت کے صدر صاحب کی رپورٹ کے مطابق سوشل میڈیا کے ذریعہ تقریباً 2800 افراد تک دعوت نامہ پہنچا۔ پروگرام صبح 10 بجے سے شام 6 بجے تک ہوا۔ مہمانوں کے لئے بک سٹال اور اسلام نمائش بھی لگائی گئی تھی اس موقع پر کل 33 مہمان تشریف لائے جن میں 12 ایسے مہمان بھی شامل تھے جن کا شہری انتظامیہ سے تعلق تھا۔ ان سب کے ساتھ مختلف موضوعات پر نہایت خوشگوار ماحول دوستانہ ماحول میں گفتگو ہوئی۔

مسجد بیت القادر فیشٹا

سیاسی، سماجی، مذہبی اور شہری انتظامیہ کے ممبران مسجد بیت القادر Vechta میں تشریف لانے والوں میں مندرجہ ذیل شخصیات شامل تھیں۔ مقامی میئر کے نمائندے اپنی فیملی کے ساتھ۔ سیاسی پارٹی SPD کے سرگرم رکن شہری انتظامیہ کا ایک نمائندہ۔ ایک پروفیسر صاحب کے علاوہ مقامی چرچ کے پادری صاحب اور دیگر مہمانوں سے دلچسپ گفتگو ہوئی اور انہیں جماعت احمدیہ کا حتی المقدور تعارف کروایا گیا اور بعض جماعتی کتب انہیں بطور تحفہ پیش کی گئیں۔

مسجد محمود کاسل

کاسل مسجد میں ہونے والے پروگرام کے متعلق FFH ریڈیو چینل نے متعدد بار خبر نشر کی۔ مہمانوں کی تعداد 67 تھی جن میں مقامی میئر کے نمائندے، صوبائی ممبر آف پارلیمنٹ، 6 سکول ٹیچرز، ایک آرمی افسر، نوجوانوں کی تنظیم کی سربراہ کے علاوہ چرچ کی طرف سے نمائندہ خاتون شامل تھیں۔

مسجد مبارک Wiesbaden

شعبہ تبلیغ لوکل امارت ویزبادن کی رپورٹ کے مطابق مسجد مبارک Wiesbaden میں اس روز کے پروگرام کے لئے مکرم فرحاد غفّار صاحب مربی سلسلہ کی زیر نگرانی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جس کے فیصلوں کے مطابق حضور کی خدمت میں دعائیہ خط لکھے گئے اور اس پروگرام کی تشہیر کے لئے سوشل میڈیا کے علاوہ دو ہزار پمفلٹ تقسیم اور ایک صد پوسٹرز شہر میں لگائے گئے۔

اللہ کے فضل و کرم سے پروگرام نہایت کامیاب رہا۔ پروگرام میں مہمانوں کی حاضری 175 رہی جس میں کچھ فیملیز بھی تشریف لائیں۔ پروگرام کے دوران مہمانوں کو ساری مسجد دکھائی جاتی رہی، لگائی گئی تبلیغی نمائش دیکھنے کے بعد بک سٹال سے تعارفی کتب حاصل کرتے۔ مہمانوں کے لئے 100 تحائف تیار کئے گئے، جن میں مختلف اہم موضوعات پر جماعت احمدیہ کا موقف، جماعتی پمفلٹ اور کتب شامل تھیں۔ تمام مہمانوں کے لئے ریفریشمنٹ کا بھی انتظام تھا۔

اخبارات، ریڈیو اور سوشل میڈیا کوورتج

اس پروگرام کے بارے میں جرمنی بھر کے مختلف مقامی و قومی اخبارات میں پروگرام سے پہلے اور بعد میں بہت سی خبریں شائع ہوئیں۔ پرنٹ میڈیا کے علاوہ 28 آن لائن اخبارات نے بھی خبریں شائع کیں۔ نیز سوشل میڈیا کے ذریعہ بھی لاکھوں افراد تک جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچا، الحمد للہ۔ (رپورٹ: صفوان احمد ملک۔ شعبہ تبلیغ جرمنی)

بقیہ: فرانکفرٹ میں کتب میلہ از صفحہ 36

کاوشوں سے مرکز سلسلہ ربوہ میں قائم Oriental Publications نامی پبلشنگ ہاؤس کی حیثیت سے اس نمائش میں شرکت کی گئی تھی۔ بعد میں جماعت جرمنی کے شعبہ اشاعت کے تحت چلنے والے پبلشنگ ہاؤس Verlag Der Islam کے نام پر شمولیت کی جانے لگی جو اب تک جاری ہے۔

اس میلہ کے پہلے تین دن تصنیف و اشاعت سے وابستہ افراد کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔ جبکہ آخری دو دنوں میں نمائش کے دروازے عوام الناس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں۔ یہ بک فیئر روایتاً اکتوبر کے مہینے میں لگتا ہے۔ اس مرتبہ یہ بک فیئر 20 تا 24 اکتوبر 2021ء کو منعقد ہوا۔ جماعتی سٹال کی تیاری اور اس پر ڈیوٹی کے لئے 20 افراد پر مشتمل ٹیم مختلف کام سرانجام دیتی رہی۔ پہلے تین دن مختلف اشاعتی اداروں، کتب فروشوں، دانشوروں اور صحافیوں سے تبادلہ خیال کے لئے میٹنگز کی جاتی رہیں۔ آخری دو دن عام پبلک کو جماعتی لٹریچر و کتب کے ذریعے جماعتی عقائد سے متعارف کروایا گیا۔ الحمد للہ امسال تقریباً 1500 افراد جماعتی سٹال پر آئے اور بڑی تعداد میں مختلف لٹریچر ساتھ لے کر گئے یا مختلف امور پر تبادلہ خیال کرتے رہے۔ اس سال قرآن کریم جرمن ترجمہ کا نیا ایڈیشن خاص توجہ کا مرکز تھا۔ اسی ضمن میں شعبہ تبلیغ کی سوشل میڈیا ٹیم نے ساتھ ساتھ سٹال سے متعلق تصاویر اور خبریں جماعت جرمنی کے سوشل میڈیا اکاؤنٹ سے نشر کیں نیز ایک خصوصی لائیو پروگرام سٹال سے یوٹیوب پر نشر کیا گیا۔ اس پروگرام کے لیے مکرم کامران خان صاحب، یونیورسٹی آف فرائیبرگ کو خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ موصوف جماعت احمدیہ کے تراجم قرآن کے متعلق پی ایچ ڈی کر رہے ہیں اور Global Quran پروجیکٹ میں محقّق ہیں۔

غرض ان مشکل حالات کے باوجود بک فیئر پر جماعتی شمولیت کامیاب رہی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تبلیغ اسلام کے لئے کی جانے والی اس مساعی کو ثمر آور بنائے، آمین۔

قسط دوم

تاریخِ جرمنی

(مرتبہ: مدبر احمد خان)

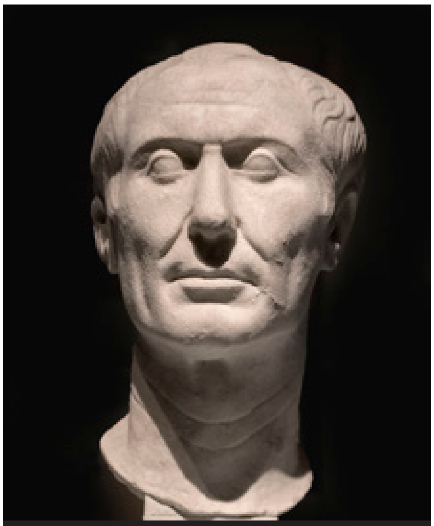

Gaius Iulius Caesar کا مجسمہ

پچھلی قسط میں ہم یہ بات بیان کر چکے ہیں، کہ رومنز نے بلکہ دراصل جولیس سیزر نے (جو اُس وقت جرنیل تھا)، دریائے رائن کے مغربی حصے کو گال (Gaul) کا نام دیا اور مشرقی حصے کو جرمانیا (Germania) کا نام دیا۔ پہلی صدی قبلِ مسیح میں گال رومن حکومت کے تابع تھا جبکہ جرمانیا کا علاقہ ان کے زیرِنگیں نہیں تھا۔ یہ قومیں جنہیں سیزر نے جرمن کہا، دراصل مختلف چھوٹی چھوٹی آبادیوں میں رہنے والی تھیں۔ اور مختلف قبائل پر مشتمل تھیں۔ جن میں کچھ معروف نام یہ ہیں۔ Hunnic, Franks, Langobards, Visigoths, Hermundari, Teutones وغیرہ۔ یہ قبائل جنگ جو تھے، ان کی زبانیں ایک ہی شاخ سے پھوٹی تھیں جنہیں لسانیات میں جرمینک زبانیں کہا جاتا ہے۔ جوزبانیں وہ بولتے تھے، آج کی جرمن، انگریزی، ڈینش، سویڈش، فلیمش اور ڈچ وغیرہ کی قدیم شکلیں تھیں۔

یہ سنہ 58 قبلِ مسیح کا ذکر ہے کہ گال میں آباد قوموں نے رائن کے اُس پار کچھ جرمینک قبائل کو اپنے ساتھ ملا لیا اور ان کی رومنز سے مڈبھیڑ ہوئی۔ سیزر نے یہ بھانپ لیا کہ اگر اس فتنے کا اسی وقت قلع قمع نہ کیا گیا تو رومن سلطنت کو اس علاقے میں خطرہ درپیش ہوگا۔ سو اس نے اپنی فوج کے سامنے ایک ولولہ انگیز تقریر کی اور اس کی فوج جرمینک قبائل کو واپس جرمانیا کی طرف دھکیلنے میں کامیاب ہوئی۔ سیزر نے ان کا پیچھا کیا لیکن چونکہ رومنز اس علاقے سے کلیۃً ناواقف تھے اور وہ جنگلات سے پُر علاقہ تھا، اس لیے سیزر نے مزید تعاقب کو بے سود جانتے ہوئے اپنی مہم کا اختتام کر دیا۔ سنہ 55 قبلِ مسیح میں ایک اور جنگ میں سیزر نے ان جرمینک قبائل کو جو دوبارہ باغی گال والوں سے مل گئی تھیں عبرت ناک شکست دی۔

تاہم جولیس سیزر نے اپنی کتاب میں جرمینک لوگوں کا اور جرمانیا کا ایک نقشہ کھینچا ہے جس سے اس نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جرمانیا کا علاقہ رومنز کو فتح نہیں کرنا چاہیے کیونکہ جرمانیا میں جو قوم آباد ہے وہ انتہائی غیرمہذب، پس ماندہ، توہم پرست اور جنگ جو ہے۔ اس لیے ان کو مہذب بنانے میں توانائی صرف کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور روم کو اپنی توجہ گال کی طرف رکھنی چاہیے، نیز دریائے رائن جسے اُس نے خود حد مقرر کیا تھا، اس کی بہترین حفاظت کرنی چاہیے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ سیزر کی اپنی کامیابی کو شہرت دینے اور ناکامی کو چھپانے کی ایک سیاسی ترکیب تھی جس میں وہ کامیاب ہوا کیونکہ دریائے رائن کوئی اصلی ملکی حد نہیں تھی۔ ہم پہلے ہی ذکر کر چکے ہیں کہ کم از کم رائن کے قریب کے علاقوں میں گال کے لوگ بھی اور جرمینک قبائل بھی ہر دو طرف آباد تھے۔ بہرحال سیزر اپنی ترکیب میں کامیاب رہا اور تقریباً نصف صدی تک رومن حکومت اُس کی اس تجویز پر کاربند رہی۔

چند سال بعد رومن سلطنت میں نیا حکومتی سلسلہ شہنشاہ Augustus کے ذریعہ قائم ہو چکا تھا۔ Augustus کے دورِحکومت میں 15 قبلِ مسیح میں پہلی مرتبہ رائن کے اُس پار کو فتح کرنے کی مہم کی گئی جو کامیاب ٹھہری۔ سنہ 12 قبلِ مسیح میں آج کے شہروں Mainz, Koblenz اور Bonn وغیرہ میں military-base قائم کی گئیں اور رومنز نے جرمانیا کے علاقوں میں یکے بعد دیگرے فتوحات پائیں۔ یہاں تک کہ اُس وقت کا جرنیل Drusus دریائے Elbe تک پہنچ گیا۔ سنہ 6 قبلِ مسیح میں بالآخر ان تین دریاؤں یعنی ڈینیوب، رائن اور ایلب کے درمیان کا علاقہ رومنز نے مکمل طور پر فتح کر لیا۔ کھدائیوں سے اس بات کے شواہد بھی واضح طور پر ملتے ہیں کہ رومنز نے ان غیرمہذب قبائل میں بازاروں اور سڑکوں کے نظام قائم کر دیئے تھے اور یوں شہری زندگی ان جرمینک آبادیوں میں قائم ہونا شروع ہو چکی تھی جن سے اب وہ romanize کرنے کے ساتھ ساتھ ٹیکس بھی وصول کرتے تھے۔ لیکن رومنز کی یہ فتح زیادہ دیر پا نہ تھی۔۔۔ (جاری ہے)

چینی اور روسی لوگوں کو دعوت الی اللہ

(حافظ فرید احمد خالد، نیشنل سیکرٹری تبلیغ جرمنی)

چائنیز ڈیسک

جرمنی میں آباد ہر قوم تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی شعبہ تبلیغ کوشش کر رہا ہے۔ جرمنی میں اچھی خاصی تعداد میں چائنیز لوگ بھی آباد ہیں، ان میں چالیس ہزار سے زائد تو طلبہ ہی ہیں۔ ان تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے شعبہ تبلیغ جرمنی میں باقاعدہ چائنہ ڈیسک قائم ہے نیز چینی قوم میں تبلیغ کے لئے درج ذیل ذرائع موجود ہیں احباب جماعت سے درخواست ہے کہ درج ذیل ذرائع سے استفادہ کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تبلیغ کرنے کی کوشش کریں۔

تبلیغی لٹریچر میں مندرجہ ذیل کتب دستیاب ہیں جو شعبہ تبلیغ سے حسب ضرورت حاصل کر کے زیر تبلیغ دوستوں کو پیش کی جاسکتی ہیں:

چائنیز ویب سائٹ ہوم پیج:

www.islam.cn

1- Absolute justice kindness and kinship
2- An introduction to morality
3- An outline of the ahmadiyya muslim communi
4- Fundamental questions about islam
5- Islam among religions
6- Islam is a peaceful religion
7- Philosopy
8- The essence of islam
9- True love for the holy prophet
10- World crises and the pathway to peace
11- Life of muhammad (pb)
12- Four question and answer by sirajudeen
13- Selected sayings of the holy prophet saw
14- Selected writings of promised messiah
15- Ten proof of eixt for God

رشین ڈیسک

جرمنی میں 4 ملین سے زائد رشین زبان بولنے والے لوگ آباد ہیں جن کا تعلق مندرجہ ذیل اقوام سے ہے:

Russian, Belarus, Republica Moldova, Aserbaidschan, Chechen Republic, Ukraine, Litauen, Estland, Lettland, Kazakhstan, Georgien, Armenien, Usbekistan, Tadschikistan, Turkmenistan, Tatarstan, Dagestan, Bashkortostan

ان اقوام تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے شعبہ تبلیغ جرمنی میں باقاعدہ رشین ڈیسک بھی قائم ہے، الحمد للہ۔ ان اقوام میں تبلیغ کے لئے درج ذیل ذرائع موجود ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ درج ذیل ذرائع سے استفادہ کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تبلیغ کرنے کی کوشش کریں۔

Russian Home Page:
https://www.ahmadiyya-islam.org/ru/

رشین زبان میں مندرجہ ذیل تبلیغی مواد تیار ہو چکا ہے۔

1- Holy Quran
2- Introduction to the Study of the Holy Quran
3- Life Of Muhammad
4- True Love for Holy Prophet saw
5- The Philosophy Of The Teachings Of Islam
6- 7th Annual Peace Symposium
7- Ahmad The Promised Messiah And Mahdi
8- With Love To The Nations Of USSR
9- True Muslims According to Holy Quran and Holy Prophet saw
10- Opening of Norway Mosque - What is the True Purpose of a Mosque?
11- Recognition of the Creator Required for World Peace
12- Jesus In India
13- Islam's Response to Contemporary Issues
14- Murder in The Name of Allah
15- World Crisis And The Pathway To Peace
16- Da`awat ul Ameer (Invitation to Ahmadiyyat)
17- Stories From Early Islam

مزید رہنمائی کے لیے محترم سید حسن طاہر بخاری صاحب مربی سلسلہ و انچارج رشین ڈسک سے اس نمبر 01629690310 پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو احسن رنگ میں اشاعت اسلام کی توفیق عطا فرماتا رہے، آمین۔

اِک سے ہزار ہوویں

مورخہ 19 جولائی 2021ء بروز ہفتہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو ایک بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عزیزم نومولود کا نام سارب احمد عطاء رکھا ہے۔ نومولود مکرم عطاء اللہ یوسف صاحب آف ہمبرگ، جرمنی کے پوتے ہیں اور مکرم محمد غفور صاحب آف میشیڈے، جرمنی کے نواسے ہیں۔ بچہ وقفِ نَو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نَومولود کی پیدائش کے بعد ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ بچہ کو مکمل آکسیجن ٹانگوں تک نہیں مل رہی جس کی وجہ سے ٹانگیں نیلی ہوگئیں تھیں۔ ڈاکٹروں نے ہمیں بتایا تھا کہ ایسے معاملہ میں کئی مرتبہ آپریشن کرنے پڑیں گے۔ مزید چیک اَپ کے بعد ڈاکٹروں کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ مسئلہ دل سے تعلق رکھتا ہے۔ پیارے حضور کی دعاؤں اور احباب جماعت کی دعاؤں کے ساتھ کچھ ہی دنوں میں ڈاکٹروں نے جب دوبارہ X-Ray لیا تو دل کے ساتھ جو ربط تھا وہ دوبارہ قائم ہوگیا جس سے آکسیجن ٹانگوں تک بھی پہنچ رہی تھی، الحمد للہ علیٰ ذالک۔

(ہارون احمد عطاء، مربی سلسلہ عربیک ڈیسک جرمنی)

بقیہ: جلسے کی تیاری اور وائنڈ اَپ از صفحہ 35

ہفتہ کے روز جو جلسہ کا آخری دن تھا آخری سیشن ختم ہونے کے ساتھ ہی وائنڈ اَپ کا کام شروع کر دیا گیا تھا جس کے لئے پہلے سے ہی ٹیمیں تشکیل دی جاچکی تھیں۔ تقریباً 20 فی صد کام ہفتہ کو ہی سرانجام دے دیا گیا تھا، الحمد للہ۔ اتوار کے روز وقفِ عارضی کرنے والے 80 افراد تھے اس کے علاوہ وقارِ عمل کے لیے مختلف جماعتوں سے کارکنان آئے جن کی تعداد 150 کے قریب تھی۔ اتوار اور سوموار کو وائنڈ اَپ میں شامل ہونے والی جماعتوں میں سے چند کے نام مندرجہ ذیل ہیں:
Mannheim, Frankfurt, Lampertheim, Darmstadt, Wiesbaden, Rüsselsheim, Bensheim, Ludwigshafen, Langen۔ منگل کے روز مورخہ 12 اکتوبر کو اللہ کے فضل سے وائنڈ اَپ مکمل کر لیا گیا۔

ملکی و عالمی خبریں

(مکرم قمر عطاء صاحب)

مخلوط حکومت کے لئے مذاکرات کا آغاز

جرمنی میں پارلیمنٹ کے انتخابات مکمل ہونے کے بعد بڑی سیاسی جماعت سوشل ڈیموکریٹک پارٹی SPD نے مخلوط حکومت بنانے کے لئے انتخابات میں تیسرے اور چوتھے نمبر پر آنے والی سیاسی جماعت ’گرین‘ اور لبرل ڈیموکریٹس کے ساتھ ابتدائی چھان بین بات چیت کے بعد اب باقاعدہ مخلوط مذاکرات کا آغاز کر دیا ہے۔ توقع ہے کہ متعلقہ جماعتوں کے نمائندگان کی مشاورت چند ہفتوں تک جاری رہے گی جس میں اہم سیاسی، سماجی اور معاشی معاملات پر تفصیلی بحث مباحثہ ہوگا۔ معاہدہ کے تمام نکات طے ہوجانے کے بعد تینوں مذکورہ جماعتیں اس کی منظوری کے لئے اپنی پارٹی سے مشورہ کریں گی اور معاہدے پر پارٹی قائدین کے دستخطوں کے ساتھ نئی وفاقی حکومت کا قیام دسمبر میں عمل میں آجائے گا۔ اس متوقع حکومتی اتحاد کو جسے ٹریف لائٹ سگنل (Ampel) مخلوط کا نام دیا گیا ہے سر دست اپنے اپنے انتخابی پروگرام اور پارٹی منشور کے باعث بہت سی مشکلات کا سامنا ہے۔ کہا جارہا ہے کہ یہ اتحادی جماعتیں ابھی تک متعدد اہم اُمور کی وضاحت نہیں کر پائیں۔ بالخصوص مالی معاملات جن میں سرمایہ کاری، ٹیکس کا نظام، نئے اصلاحی منصوبوں کے لئے رقوم، ڈیجیٹلائزیشن، سوشل پالیسی سے متعلق سوال اُٹھ رہے ہیں۔ مسائل کا حل ڈھونڈنے کے لئے وقت کم اور دباؤ زیادہ ہے مگر ان جماعتوں کے سیاسی راہنما مذاکرات کے لئے کٹھن اور لمبے راستے کے باوجود پُراُمید دکھائی دے رہے ہیں کہ ملکی مفاد میں کچھ لو اور کچھ دو کی بنیاد پر متفق ہوکر وہ مل جل کر سہ فریقی حکومت بنالیں گے۔ کرسچن ڈیموکریٹک پارٹی کی ایک تازہ عوامی سروے کے مطابق مقبولیت محض 19فیصد رہ گئی ہے۔ پارٹی کے متعدد راہنما سی ڈی یو کے اندر اصلاحات کے خواہاں ہیں اور ان کا مشورہ ہے کہ سولہ برس اقتدار کے بعد اب اپوزیشن کے کردار کو قبول کرلینا پارٹی کے مفاد میں ہوگا۔

ذرائع کے مطابق اتحادی جماعتوں نے چند ایک باتوں پر بنیادی اتفاق کرلیا ہے جن میں لبرل ڈیموکریٹس کا مطالبہ ٹیکسز کا نہ بڑھایا جانا اور قرضوں میں مزید اضافے سے اجتناب شامل ہیں۔ مزدوروں کے لئے کم از کم فی گھنٹہ اُجرت 12یورو مقرر کرنے اور گرین پارٹی کا نہایت مضبوط موقف سال 2030ء تک توانائی کے متبادل ذرائع کا حصول اور ماحول کے تحفظ کا ہدف حاصل کرنے کے لئے کوئلے کا استعمال ترک کرنے پر بھی اتفاق کرلیا گیا ہے۔

وزارتوں کے لئے دوڑ شروع

مخلوط حکومت کی تشکیل کے لئے مذاکرات کا دَور شروع ہوتے ہی بعض سیاسی عہدوں اور وزارتوں کے لئے بھی دَوڑ کا آغاز ہوگیا ہے۔ سب سے پہلے کرسٹیان لنڈنر نے جو FDP لبرل ڈیموکریٹک پارٹی کے چیئرمین ہیں جرمنی کے وفاقی وزیر خزانہ بننے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ اس عہدہ کے لئے گرین پارٹی کے کو چیئرمین روبرٹ ہابیک بھی امیدوار ہیں۔ گرین پارٹی کی راہنما اور جرمن پارلیمنٹ کی ڈپٹی اسپیکر کلاوڈیا روٹ نے عہدوں اور وزارتوں کی تقسیم سے متعلق اپنے بیان میں کہا ہے کہ ابھی مخلوط حکومت معاہدے کے مندرجات طے نہیں پائے لہٰذا یہ سب قیاس آرائیاں ہیں۔

کولون میں اذان کی اجازت

جرمنی کی سیاسی پارٹی FDP کے سربراہ کرسٹیان لنڈنر نے کولون شہر میں مسلمانوں کو اپنی مساجد میں اذان کہنے کی اجازت کا خیر مقدم کیا ہے اور اسے معاشرے میں رواداری اور مل جل کر رہنے کو فروغ دینے کے لئے ایک اہم قدم قرار دیا ہے۔ ایک ٹیلی ویژن انٹرویو میں انہوں نے کہا ہے کہ مذہبی آزادی ایک بنیادی حق ہے جو ہر ایک فرد کو ایک جمہوری ملک میں حاصل ہونا چاہیے تاہم باہمی میل جول اور رواداری یک طرفہ طور پر نہیں بڑھائے جاسکتے۔ دونوں اطراف کو ایک دوسرے کا خیال رکھنا ہوگا۔ لنڈنر سے پوچھا گیا کہ کیا وہ موذن کی آواز کو پورے ملک میں سنے جانے کا تصور کر سکتے ہیں؟ تو انہوں نے اپنی بات کا اعادہ کرتے ہوئے کہا کہ رواداری اور اچھے ماحول کے واسطے کولون میں تجربات سود مند ثابت ہوں گے۔ یاد رہے کہ کولون شہر میں ایک ماڈل پراجیکٹ کے طور پر مسلمانوں کو جمعہ کے روز اذان دینے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس کے لیے ہمسایوں کو اطلاع دینا ہوگی کہ اب اس مسجد سے اذان ہوگی اور کولون شہر کی انتظامیہ یہ طے کرے گی کہ آواز کس قدر بلند ہونی چاہیے۔ بہت کم لوگوں کی جانب سے اس اقدام کی مخالفت کی گئی ہے۔ اب تک محض ایک احتجاجی مظاہرہ کرکے مخالفین نے اس منصوبے پر تنقید کی ہے۔ ابھی تک کی اطلاع کے مطابق کسی مسجد میں اذان نہیں دی جارہی۔

اسلام و قرآن نمائش

(رپورٹ: صفوان احمد ملک، شعبہ تبلیغ جرمنی)

جماعت احمدیہ جرمنی کو گزشتہ کئی سالوں سے غیر مسلم احباب کو حقیقی اسلام کا تعارف کروانے کے لئے نمائشیں لگانے کی توفیق مل رہی ہے۔ لیکن گزشتہ سال کورونا کی وجہ سے ان نمائشوں کا اہتمام ممکن نہ تھا اب حالات بہتر ہوئے ہیں اور حکومتی پابندیوں میں نرمی کے بعد یہ سلسلہ دوبارہ شروع کیا گیا ہے۔

Bad Kreuznach

مؤرخہ 18 ستمبر 2021ء کو جماعت بادکروئس ناخ کو ایک روزہ نمائش لگانے کی توفیق ملی۔ مقامی جماعت نے اس نمائش کی تیاری ایک ماہ قبل شروع کی۔ اس کی تشہیر کے لئے 2500 دعوت نامے مقامی احباب جماعت نے مختلف ذرائع سے تقسیم کئے۔ نمائش کرائے پر لئے گئے ایک ہال میں لگائی گئی۔ اس نمائش میں اسلامی تعلیمات پر مبنی 16 قدآدم بینرز ترتیب کے ساتھ لگائے گئے تھے اسی طرح دُنیا بھر کی 70 سے زائد زبانوں میں جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کئے گئے تراجم قرآن نمائش کے لئے رکھے گئے۔ اس نمائش کو دیکھنے کے لئے صوبہ Hessen کی ایڈمنسٹریشن کے علاوہ 25 مہمان تشریف لائے جنہیں اللہ کے فضل سے جماعت کا تفصیلی تعارف کروایا گیا اس نمائش کے لئے مکرم احسن فہیم بھٹی صاحب مربی سلسلہ اور مکرم عبدالسمیع صاحب مقامی سیکرٹری تبلیغ کے ساتھ متعدد مقامی احباب نے خصوصی تعاون کیا۔

Weiterstadt

وائٹرشٹڈ (Weiterstadt) جرمنی کا ایک خوبصورت قصبہ مشہور شہر ڈارم شٹڈ کے قریب آباد ہے۔ یہاں جماعت وائٹرشٹڈ کا قیام 1986ء میں عمل میں آیا۔ یہاں بھی مؤرخہ 18و19/ ستمبر 2021ء کو تبلیغی نمائش لگائی گئی جس کے لئے چھوٹے بڑے پوسٹر طبع کرواکر پہلے سے مقررہ جگہوں اور دیواروں پر چسپاں کروائے گئے۔ مقامی اخبار میں بھی اشتہار شائع کروایا گیا۔ مطبوعہ مواد کے ساتھ سوشل میڈیا پر بھی اہل شہر کو معلومات باہم پہنچائی گئیں اور ان کے سوالات کے جوابات دیے گئے۔ شہر کی لائبریری اور یونیورسٹی میں بھی معلوماتی فولڈر تقسیم کئے گئے۔ 17/ ستمبر کو نماز جمعہ کے بعد احباب جماعت نے مل کر مرکزی شعبہ تبلیغ کی ٹیم کی نگرانی میں نمائش کا ہال تیار کیا۔ 70 تراجم قرآن کریم، مختلف زبانوں میں اسلامی کتب، بینرز، چارٹ اور دو LCD لگا کر رات گئے تک محنت کرکے نمائش کے کام کو مکمل کیا گیا۔

نمائش کا افتتاح علاقائی پارلیمنٹ میں شہر کے نمائندہ Dr. Alexander Koch نے کیا۔ اس موقع پر جرمن و دیگر قومیتوں کے افراد بھی موجود تھے۔ مہمان خصوصی و دیگر حاضر مہمانوں نے پوری نمائش دلچسپی سے دیکھی۔ دونوں دن صبح نو بجے سے شام چھ بجے تک مہمانوں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ جن کی طرف سے پوچھے جانے والے سوالات کے جوابات مقامی مربیان سلسلہ مکرم نعمان خالد صاحب اور مکرم آفاق احمد صاحب نے دیئے نیز عرب اور ترک مہمانوں سے گفتگو کرنے کے لئے مرکزی شعبہ تبلیغ کے دو مربیان مکرم ہارون احمد صاحب اور مکرم عبدالنور خواجہ صاحب نے بھی مہمانوں کو اسلام احمدیت کا تعارف کروایا۔

تاثرات

مہمانوں نے نمائش کو بہت سراہا اور اسلام سے واقفیت کا ایک کامیاب تجربہ قرار دیا۔ نظریہ جہاد کی اصل حقیقت سے واقفیت، مقدس جنگ کا تصور، ایک سکول ٹیچر نے کہا کہ میں نے اسلام سے متعلق جو کچھ سیکھا ہے اور خصوصاً جہاد کے بارے میں جو معلومات ملی ہیں وہ اپنے سکول میں طلبہ اور اساتذہ کے سامنے بیان کروں گی۔ اسلام میں عورتوں کے جو حقوق بیان ہوئے ہیں وہ جرمن خواتین کو بتانے کی ضرورت ہے تاکہ خواتین بلاخوف اسلامک سوسائٹی میں آیا جایا کریں۔ اسلام میں امام مہدی کی آمد کے بارے میں نمائش سے پہلے علم نہیں تھا۔ نمائش میں آکر اسلام کی صحیح تصویر سامنے آئی ہے۔ مسلمانوں کو اپنی تعلیم پر عمل بھی کرنا چاہئے۔ اس شہر میں اسلام مخالف سیاسی پارٹی کے لوگ 12 فیصد ہیں۔ آپ لوگوں کو اِسی طرح محنت کرکے ان کا اثر زائل کرنا پڑے گا۔ اسلام کی تبلیغی نمائش میں مکرم حافظ فرید احمد صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ بھی تشریف لائے۔ لوکل صدر صاحب نے سیکرٹری تبلیغ مقامی مکرم ماجد احمد صاحب، مکرم آفاق احمد مربی سلسلہ، زعیم انصاراللہ مکرم محمد اشرف صاحب، صدر لجنہ مکرمہ رضوانہ احمد صاحبہ اور تمام کارکنان جنہوں نے نمائش کو کامیاب بنانے میں تعاون کیا، کا شکریہ ادا کیا۔

(ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل 14 اکتوبر 2021ء)

قومی انتخابات 2021ء اور شعبہ امور خارجیہ جرمنی

امسال ستمبر میں جرمنی کی قومی اسمبلی کے لئے انتخابات منعقد ہوئے۔ ووٹ کا درست استعمال ہر شہری کی ذمہ داری ہے۔ اسلامی تعلیم بھی یہی ہے کہ ووٹ کی امانت اس کے حق داروں کے سپرد کر دی جائے۔ اس کی تعمیل میں شعبہ امور خارجیہ نے گزشتہ سال سے ہی تیاری شروع کر دی تھی۔ اس کام کے دو حصے تھے۔

پہلا حصہ مہمانوں کے ساتھ پروگراموں کے متعلق تھا۔ اس کے لئے ایک مکمل پروگرام ترتیب دیا گیا تھا جس میں ای میل، دعوت نامے، پروگرام کا ایجنڈا، پریزنٹیشن اور بعض دیگر امور شامل تھے۔ مقامی سیکرٹریان سے درخواست کی گئی کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں مختلف پارٹیوں کے امیدواروں کو دعوت دیں جہاں وہ اپنی پارٹی کا پروگرام پیش کریں اور احباب کے سوالات کا جواب دیں۔

دوسرے حصہ کا مقصد احباب جماعت کو تفصیل سے انتخابات کے نظام، ووٹ کے طریق اور اس کی اہمیت کے متعلق معلومات دینا تھا تا کہ احباب اسلامی تعلیم کے مطابق عدل اور تقویٰ کی بنیاد پر ووٹ دیں۔ ایک پریزنٹیشن بنا کر جماعتوں کو بھجوائی گئی جو ماہ ستمبر کے مقامی اجلاسات میں احباب کو دکھائی گئی۔ اسی طرح ایک ویڈیو کلپ بنا کر بھجوایا گیا جس میں ووٹ کی پرچی پر ووٹ کاسٹ کرنے اور انتخابی نظام کے متعلق معلومات دی گئی تھیں۔

ہمارے اس منصوبہ کے تحت گیارہ لوکل امارتوں اور 56 جماعتوں میں کل 64 پروگرام ہوئے جن میں مختلف پارٹیوں کے 166 امیدواروں نے شرکت کی اور احباب جماعت کے سوالات کے جواب دئے۔ ان میں سے 54 امیدوار قومی اسمبلی میں منتخب ہوئے، الحمدللہ۔ کورونا کے باوجود 40 فیصد سے زائد پروگرام حاضر پروگراموں کی صورت میں کئے گئے جبکہ باقی آن لائن ہوئے۔

مندرجہ ذیل جماعتوں میں پروگرام منعقد ہوئے:

Bruchsal, Eppelheim, Freiburg, Heidelberg, Augsburg, München, Nürnberg, Büdingen, Friedberg, Gießen, Altenstadt, Bensheim, Dreieich, Hanau, Heusenstamm, Langen, Neu Isenburg, Oberthausen, Rodgau, Ginsheim, Mainz, Bremen, Delmenhorst, Hannover, Stade, Köln, Ratingen, Koblenz, Neuwied, Wittlich, Berlin, Zwickau, Bad Segeberg, Mahdiabad, Bad Homburg, Bad Schwalbach, Bad Soden, Flörsheim, Friedrichdorf, Hattersheim, Hofheim, Limburg, Niedernhausen, Oberursel, Rüdesheim, Steinbach, Usingen, Bocholt, Herford, Münster, Osnabrück, Donaueschingen ,Esslingen, Stuttgart, Waiblingen, Waldshut.

Lokal Amarat: Darmstadt, Dietzenbach, Frankfurt, Groß Gerau, Hamburg, Mannheim, Mörfelden, Offenbach, Riedstadt, Wiesbaden, Rüsselsheim

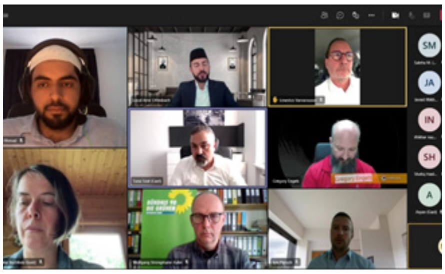

مکرم خلیل احمد باجوہ صاحب کی وفات

خاکسار کے سسر مکرم خلیل احمد باجوہ صاحب ابن مکرم حضرت باغ دین باجوہ صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ مورخہ 29/اکتوبر 2021ء بروز جمعۃ المبارک بعمر 85 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے، اناللہ واناالیہ راجعون۔ مرحوم 1931ء میں چک نمبر 30/11-L ضلع ساہیوال پاکستان میں پیدا ہوئے۔ آپ پیدائشی احمدی اور موصی تھے۔ مرحوم کا بچپن اپنے گاؤں میں گذرا۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ اپریل 1982ء میں ربوہ منتقل ہو گئے، کچھ عرصہ کویت بھی رہے پھر اکتوبر 1990ء میں ربوہ سے جرمنی آ گئے اور ناصر باغ کے قریبی علاقہ میورفیلڈن میں آخر تک رہائش پذیر رہے۔

پاکستان میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ رہے اور جرمنی میں بھی مختلف جماعتی خدمات رضا کارانہ طور پر سرانجام دیتے رہے۔ سب سے پہلے ناصر باغ کے تاریخی وقارِ عمل میں بے حد جوش و جذبہ کے ساتھ شامل رہے۔ جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر شعبہ رابطہ لجنہ اماءاللہ میں ڈیوٹی کرتے رہے۔ آخری عمر میں سالہا سال تک بیت السبوح فرانکفرٹ کے استقبالیہ پر بڑی باقاعدگی، ذمہ داری اور وقت کی پابندی کے ساتھ ڈیوٹی دیتے رہے۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک اور ہر دلعزیز شخصیت تھے۔ پرہیزگار، نمازی، خلافت سے زندہ تعلق رکھنے والے، ہر ایک سے خوش اخلاق سے ملنے والے نیک انسان تھے۔

مرحوم اپنے پانچ بھائیوں اور پانچ بہنوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چھ بیٹیاں اور ایک بیٹا مکرم کریم احمد باجوہ صاحب یادگار چھوڑا ہے۔

مورخہ 31/اکتوبر 2021ء بروز اتوار کو مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی نے ناصر باغ گروس گیراؤ میں آپ کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی۔ مرحوم کی تدفین ربوہ پاکستان میں ہوئی۔ (مظفر احمد محمود، ریڈشٹڈ)

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات ودعائے مغفرت

مکرم محمد احمد صاحب

ہماری جماعت کے ایک مخلص ممبر مکرم محمد احمد صاحب ابن مکرم شیخ ممتاز رسول صاحب مرحوم مؤرخہ 21/ستمبر 2021ء کو بعمر 60سال وفات پا گئے،اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم 1986ء میں جرمنی تشریف لائے بطور صدر جماعت بیبر اور چندسال جماعت Bensheim خدمت کی بھی توفیق پائی۔ 2005ء میں مسجد کے سنگِ بنیاد کے موقع پر بطور زعیم انصاراللہ مجلس بینز ہائیم اینٹ رکھنے کی سعادت پائی۔ گذشتہ چھ برس سے اپنی معذور والدہ کی اپنے گھر میں خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔

آپ کے ایک بھائی مکرم انوار رسول صاحب مربی سلسلہ نظارت بہشتی مقبرہ ربوہ میں، بہنوئی مکرم یاسین ربانی صاحب مربی سلسلہ گھانا میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ دوسرے بھائی مکرم منصور رسول صاحب بطور ناظم ترجمانی جلسہ سالانہ جرمنی خدمت پاتے رہے اور اب بطور صدر جماعت Wabern خدمات بجالا رہے ہیں۔

مرحوم کی نماز جنازہ مؤرخہ 23 ستمبر 2021ء کو مکرم مرتضیٰ منان صاحب مربی سلسلہ نے مسجد بشیر بینز ہائیم میں اور 24 ستمبر کو مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ نے فرانکفرٹ کے جنوبی قبرستان میں پڑھائی جس کے بعد تدفین ہوئی۔

مرحوم نے سوگواران میں اہلیہ (بنت مکرمی ضیاء الدین صاحب حال مقیم جرمنی جو ایک لمبا عرصہ فضل عمر ہسپتال ربوہ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فزیوتھراپسٹ رہے) کے علاوہ دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(زبیر خلیل خان۔صدر جماعت بینز ہائیم جرمنی)

مکرمہ امۃ الوہاب صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ امۃ الوہاب صاحبہ زوجہ مکرم ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم آف خوشاب مؤرخہ 8 ستمبر 2021ء کو بعمر 90سال خوشاب پاکستان میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ 1931ء میں قادیان میں پیدا ہوئیں۔ آپ مکرم عبدالقدیر صاحب درویش قادیان کی ہمشیرہ تھیں۔

مرحومہ کو ضلع خوشاب کی پہلی صدر لجنہ کے طور پر 10سال سے زائد عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد کا خاص اہتمام کرنے والی، خلافت اور نظامِ جماعت کی اطاعت کرنے اور اُس کے لئے غیرت رکھنے والی نیک خاتون تھیں۔ بیسیوں غیراز جماعت بچیوں اور شادی شدہ خواتین کو قرآن کریم پڑھانے کی توفیق پائی۔

مرحومہ کی تدفین 8 ستمبر 2021ء کو بہشتی مقبرہ نصیر آباد ربوہ میں ہوئی۔ مؤرخہ 15 اکتوبر کو بیت السبوح فرانکفرٹ میں نماز جنازہ غائب ادا کی گئی۔

مرحومہ نے پسماندگان میں 3 بیٹے، 2 بیٹیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(صادق محمد طاہر۔سابق نائب صدر انصاراللہ جرمنی صفِ دوم)

مکرم چودھری بشیر احمد صاحب

ہمارے پیارے اباجان مکرم چودھری بشیر احمد صاحب ابن مکرم چودھری رحمت اللہ صاحب مؤرخہ 6 ستمبر 2021ء کو بعمر 73سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت ملنسار، ہمدرد، شفیق اور مہمان نواز تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ تدفین فرانکفرٹ کے جنوبی قبرستان میں ہوئی۔ پسماندگان میں اہلیہ، دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

(طاہر گل احمد۔لقمان احمد جماعت Raunheim Nord)

مکرمہ رشیدہ بیگم جنجوعہ صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ رشیدہ بیگم جنجوعہ صاحبہ مؤرخہ 7/اکتوبر 2021ء بعمر 90 سال بقضائے الٰہی Düsseldorf جرمنی میں وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ حضرت اللہ دتہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی بہو تھیں۔ یکم جنوری 1998ء کو جرمنی تشریف لائیں۔ آپ تقویٰ شعار، پابند صوم وصلوٰۃ اور قرآن کریم کی عاشق خاتون تھیں۔ آپ کے پانچ بیٹے اور بیس سے زائد پوتے پوتیاں ہیں۔ جن میں سے دو پوتے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعہ احمدیہ جرمنی میں زیرِ تعلیم ہیں، الحمدللہ۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

(محمد صالح بشارت جنجوعہ جماعت Düsseldorf)

مکرم نعیم اللہ چیمہ صاحب

ہمارے پیارے بھائی نعیم اللہ چیمہ صاحب مؤرخہ 17 اکتوبر 2021ء کو بقضائے الٰہی Leipzig میں وفات پا گئے ہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مکرم نعیم اللہ صاحب نے 59سال عمر پائی۔ ان کی وفات سے دو ہفتے قبل ان کا کینسر تشخیص ہوا۔ نعیم اللہ صاحب چوہدری ظفراللہ چیمہ صاحب آف فیصل آباد کے بیٹے تھے۔ اسی طرح یہ ڈاکٹر ثاقب چیمہ صاحب حلقہ بیت السبوح کے ماموں تھے۔ نیز مبشر احمد چیمہ صاحب واقفِ زندگی اور کارکن شعبہ امورِ عامہ کے چچا تھے۔

نعیم صاحب نے شادی نہیں کی۔ مرحوم کے بہنوئی لکھتے ہیں کہ نعیم صاحب بہت ہی پیارے فدائی احمدی وجود تھے۔ مجلس دارالذکر فیصل آباد میں ان کے ساتھ خدمت دین کا موقع ملتا رہا۔ خاکسار کے ساتھ نہایت عزت، پیار ومحبّت کا تعلق تھا۔ جماعت کی اطاعت کا کامل نمونہ تھے۔ بہادر اور نڈر شخصیت کے مالک تھے۔ شعبہ صحت جسمانی، وقارِ عمل اور ضیافت کی خدمات میں پیش پیش رہتے تھے۔ حفاظت مسجد کی ڈیوٹی میں پیش پیش رہتے تھے۔

لواحقین میں جرمنی میں دو بہنیں، ایک بھائی ربوہ میں اور ایک بھائی یوکے میں ہیں۔ تدفین مؤرخہ 22 اکتوبر کو Südfriedhof فرانکفرٹ میں ہوئی، ان کی نماز جنازہ ایک روز قبل بیت السبوح فرانکفرٹ میں ادا کی گئی۔

(منور احمد چیمہ، حلقہ بیت السبوح، فرانکفرٹ)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے، آمین

مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی پہلے دن 8/ اکتوبر 2021ء بروز جمعۃ المبارک پہلے اجلاس اوّل کی صدارت کر رہے ہیں

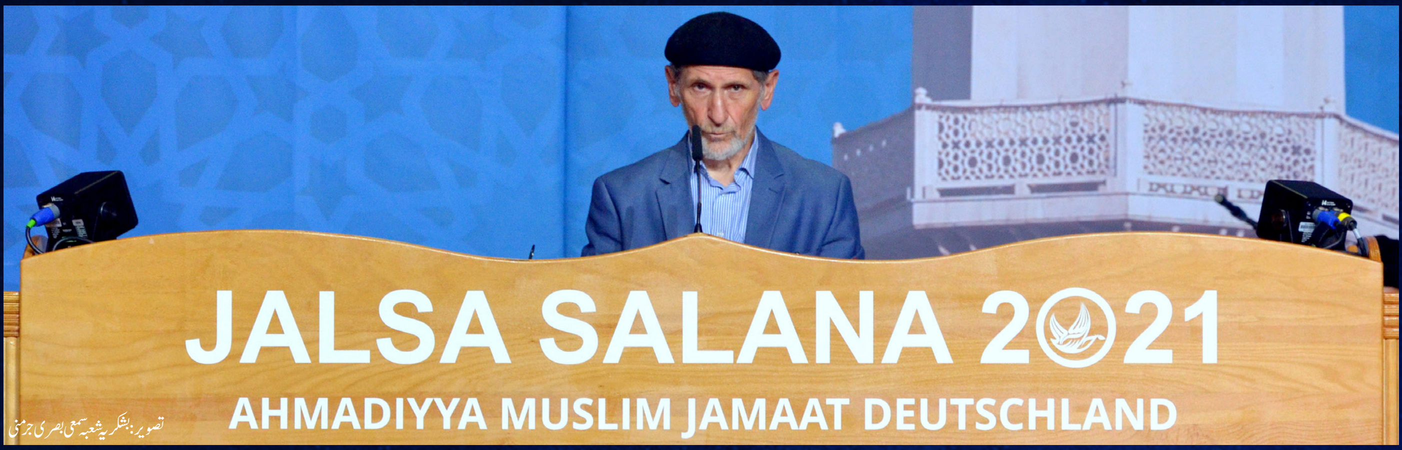

مکرم ھبۃالنور فرحاخن صاحب امیر جماعت احمدیہ ہالینڈ جلسہ کے دوسرے دن 9 اکتوبر 2021ء بروز ہفتہ پہلے اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں

جرمنی کی مختلف مساجد و نماز سینٹرز میں جلسہ سالانہ جرمنی 2021ء کی براہِ راست نشریات دیکھنے اور سننے کے چند مناظر

مسجد بیت النصیر Augsburg

Esslingen

مسجد بیت الجامع Offenbach

مسجد بیت الرشید ہمبرگ

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA
VOL 22
ISSUE 11
NOVEMBER 2021
ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir